علمِ غیب

از

حضرت مولانا منظور احمد نعمانیؒ

مُناظرہ

کتب خانہ مجیدیہ

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان فون ٥٤٣٨٤١

وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

روئیداد مناظرہ سلانوالی پنجاب

مسمّٰی بہ اسم تاریخی

ھُوالظفر المبین ۱۳۵۵

مُلقّب بہ

مناظرہ علم غیب

مرتبہ

جناب مولانا مولوی محمد عطاء اللہ صاحب قاسمی زید مجدہم

ناشر:

کتبخانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمداً وسلاماً

تمہید

یوں تو ہندوستان کے مسلمانوں میں عام طور پر قبر پرستی اور پیر پرستی بہت زیادہ رواج پا چکی ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ صوبۂ پنجاب اس معاملہ میں دوسرے صوبوں سے بہت زیادہ ممتاز ہے اس میں شک نہیں کہ اس سرزمین سے پہلے بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ اٹھے جو آج اس کے تحتانی طبقہ میں آرام فرما رہے ہیں لیکن فی زمانا ان کے سجادوں پر جو لوگ قابض ہیں ان میں اکثر نااہل اور محض دنیادار ہیں، اور یہی لوگ عوام میں شرک و بدعت پھیلنے کے ذمہ دار ہیں، اور چونکہ ان کی عیش پرستانہ زندگی کا مدار مریدوں کے نذرانوں اور چڑھاووں پر ہے۔ اس لئے یہ ان تمام گمراہیوں کے حامی اور مبلغ ہیں اور یہی وجہ ہے کہ پنجاب میں حامیان توحید و سنت کے لئے نسبتاً زمین زیادہ سخت ہے۔

لیکن حق تعالیٰ نے اپنی سنتِ قدیمہ کے مطابق وہیں چند ہستیاں ایسی بھی پیدا کر دی ہیں، جنہوں نے اپنی زندگیاں توحید و سنت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ انہیں بزرگوں میں سے حامیِ توحید و سنت ماحیِ شرک و بدعت عارف باللہ حضرت مولانا مولوی حسین علی شاہ صاحب دامت فیوضہم و برکاتہم کی ذات بابرکات بھی ہے۔ آپ کو توحید و سنت سے جس قدر گہرا عشق ہے، شرک و بدعت سے اتنی ہی شدید عداوت بھی ہے اور آپ کی برکت سے آپ کے متوسلین و متبعین کا حلقہ بھی اسی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ آپ کے خلفاء میں ایک پُرجوش اور مجاہد عالم مولانا منور الدین صاحب بھی ہیں۔ آپ نے اپنے آپ کو تبلیغ توحید اور اعلاءِ کلمۃ الحق کے لئے بالکل ہی وقف کر رکھا ہے۔ آپ کا وطن ضلع سرگودھا کے ایک گاؤں چک منگلیانوالہ نمبر ۱۶۸ میں ہے آپ ہر مہینہ خاص اہتمام کے ساتھ تبلیغی دورہ فرماتے ہیں اس دورہ میں آپ کے متوسلین کی کافی جماعت ساتھ ہوتی ہے، جن کی تعداد بعض اوقات

تیس، چالیس تک پہنچ جاتی ہے، کھانے پینے وغیرہ، ضروریات کا کل سامان آپ کیساتھ اونٹوں پر لدا ہوتا ہے۔ یہ قافلہ کسی بستی میں جا کر قیام کرتا اور محض خالصاً لوجہ اللہ تبلیغ حق کا فریضہ انجام دیتا ہے مواعظ کا زیادہ تر حصہ دعوت توحید و سنت پر مشتمل ہوتا ہے کیونکہ وہاں کے حالات کا تقاضا یہی ہے اس نیک کام کے آغاز کو قریباً دو سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ اللہ کے سینکڑوں بندوں کو اس کے ذریعہ سے بحمد اللہ ہدایت ہوئی، اور وہ شرک و بدعت سے تائب ہو کر توحید و سنت پر قائم ہو گئے۔

جن لوگوں کی طبائع کو شرک و بدعت سے کچھ اُنس تھا، وہ توحید و سنت کی اس تبلیغ کو ٹھنڈی نظروں سے نہ دیکھ سکے اور انہوں نے ان داعیان توحید و سنت کے خلاف وہابیت اور اہانت رسول وغیرہ اتہامات کے اوچھے ہتھیار استعمال کرنا شروع کر دیئے اور بڑے زور شور کے ساتھ پرستاران توحید کی اس جماعت کے خلاف یہ ناپاک پروپیگنڈہ شروع کر دیا گیا کہ یہ بددین ہیں، دشمن رسول ہیں، ائمہ اور اولیاء کی عظمت کے منکر ہیں (والعیاذ باللہ)

یہاں تک کہ اسی سلسلہ میں سیال شریف کے موجودہ سجادہ نشین صاحبزادہ قمرالدین صاحب اپنے چند آدمیوں کے ساتھ ۲۱ ذیقعدہ ۵۵ھ کو مولنا منورالدین صاحب کے پاس چک منگیانوالہ تشریف لائے اور مسئلہ "علم غیب" پر گفتگو شروع کر دی۔ مقامی لوگ بھی کافی تعداد میں جمع ہو گئے، مولنا منورالدین صاحب نے اپنے عقیدہ کے ثبوت میں سورۂ انعام کی یہ آیت پیش کی۔

"قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب" الخ

اور ترجمہ یہ کیا کہ "اے رسولؐ آپ کہہ دیجئے کہ میں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں، اور نہ میں غیب جانتا ہوں"۔ اس پر صاحبزادہ موصوف نے فرمایا کہ آیت کا ترجمہ یہ صحیح نہیں ہے بلکہ اس طرح ہے کہ:۔ "اے نبیؐ آپ کہہ دیجئے کہ میں تم کو نہیں کہتا کہ میرے پاس خزانے اللہ کے ہیں اور میں تم کو نہیں کہتا کہ میں غیب نہیں جانتا ہوں۔

مولنا منورالدین صاحب نے فرمایا کہ یہ ترجمہ غلط ہے اور کسی معتبر مفسر نے ایسا نہیں لکھا ہے مگر صاحبزادہ صاحب اپنی بات پر قائم رہے پھر جناب مولنا منورالدین صاحب نے قراء صحابہ کا واقعہ پیش کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر جلیل القدر صحابیوں کو تبلیغ و تعلیم کے لیے

ایک دفعہ بھیجا اور بعض قبائل کے لوگوں نے دھوکہ دے کر ان کو نہایت بیدردی سے شہید کر ڈالا جس پر حضرتؐ کو سخت رنج ہوا۔

پس اگر حضرتؐ کو یہ انجام پہلے سے معلوم ہوتا تو کبھی آپ نہ بھیجتے، صاحبزادہ صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا کہ حضورؐ کو پہلے سے علم تھا کہ یہ سب شہید کر دیئے جائیں گے لیکن اس کے باوجود آپ نے ان کو بھیج دیا تھا، غرض کچھ دیر اسی طرح گفتگو ہوئی، اخیر میں صاحبزادہ صاحب نے باضابطہ مناظرہ اور مباحثہ کے لیے زور دیا اور فرمایا کہ میں اور علماء کو بھی اپنے ساتھ لاؤں گا مولٰنا منورالدین صاحب نے ابتداً اس تجویز سے انکار کیا اور فرمایا کہ مناظرہ کے بارے میں ہمارا تجربہ اچھا نہیں ہے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہمارے مخالفین مناظرہ طے کر لیتے ہیں اور پھر وقت پر نہیں پہنچتے اور کبھی حیلہ حوالہ کر کے ٹال دیتے ہیں اور کبھی اپنی کمزوری محسوس کر کے فساد کرا دیتے ہیں، ہمارے علماء کو ناحق تکلیف ہوتی ہے اور بلانتیجہ خرچ کی زیرباری بھی ہوتی ہے (جیسا کہ لاہور و گجرات وغیرہ میں ہو چکا ہے) اگر صاحبزادہ صاحب نے مناظرہ پر بہت زیادہ اصرار کیا اور فرمایا کہ ۱۵ ذی الحجہ کو میں اپنی جماعت کے دیگر علماء کیساتھ یہاں ضرور پہنچونگا۔ مولٰنا منورالدین صاحب نے فرمایا کہ اگر آپکو مناظرہ کا اتنا ہی شوق ہے تو پھر یہ اچھا ہو کہ کوئی آزاد جگہ مقرر کی جائے جو نہ میرا وطن ہو نہ آپکا، چنانچہ اس کے لیے ضلع سرگودھا کا مشہور مقام "سلانوالی" مقرر ہوا

بنیاد مناظرہ کے طور پر فریقین نے اپنا اپنا عقیدہ بھی قلم بند کر دیا، پہلے مولٰنا منورالدین صاحب نے اپنا عقیدہ ان الفاظ میں لکھا:۔

"ہر چیز کا علم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو ہے اگر کوئی کہے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہر وقت ہر چیز کو جانتے تھے تو وہ مسلمان نہیں ہے وہ کافر ہے۔" (منورالدین)

اس کے بعد صاحبزادہ صاحب نے اپنا عقیدہ لکھا، جس میں حضورؐ کے لیے آغازِ آفرینش عالم سے قیامت تک کا علم محیط ثابت کیا۔ مولوی منورالدین صاحب نے فرمایا کہ آپ کی گفتگو علم کلی میں تھی اور جو آپ نے لکھا ہے وہ کلی نہیں بلکہ محدود ہے لہذا جو آپ کا اصلی عقیدہ ہو صاف صاف لکھے اس پر صاحبزادہ صاحب نے اپنا عقیدہ ذیل کے الفاظ میں لکھا۔

"اللہ کریم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مغیبات کا علم دیا ہے اور حضورؐ علم کلی جانتے ہیں جو شخص اس عقیدہ والے کو کافر کہے وہ خود کافر ہے" (فقیر قمرالدین)

ان تمام چیزوں کے طے ہو جانے کے بعد مولنا منورالدین صاحب نے مناظرہ کے لیے حضرت مولنا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر الفرقان بریلی کو مفصل حالات لکھ کر دعوت دی نیز حضرت مولنا حسین علی شاہ صاحب اور حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور نے بھی مولنا ممدوح کو تحریر فرمایا کہ اس مناظرہ نے غیر معمولی اہمیت اختیار کر لی ہے لہذا آپکی شرکت لابدی اور نہایت ضروری ہے۔

اگرچہ الفرقان کے اختتام سال کی وجہ سے یہ وقت مولنا کے لئے بہت زیادہ مصروفیت کا تھا مگر حضرات مذکورین کے اصرار نے مجبور کر دیا اور آپ نے شرکت منظور فرمالی اور ۱۳ ذی الحجہ کو بریلی سے روانہ ہو کر ۱۴ کی شام کو آپ سلانوالی پہنچ گئے۔

مجدد العصر حضرت مولانا حسین علی شاہ صاحب، حضرت مولانا فضل کریم صاحب بندیالی، مولانا منورالدین صاحب، مولانا قاضی شمس الدین صاحب کیمبل پوری پہلے ہی سے وہاں پہنچ چکے تھے پھر ۱۵ کی صبح کو حضرت مولانا احمد علی صاحب امیر انجمن خدام الدین لاہور و حضرت مولانا شہاب الدین صاحب خطیب جامع چوبرجی کوارٹر لاہور و حضرت مولانا عبدالحنان صاحب خطیب جامع اسٹریلیا لاہور، وحضرت مولانا کریم بخش صاحب پروفیسر گورنمنٹ کالج لاہور، نیز بعض دیگر علماء کرام بھی پہنچ گئے مناظرہ کے لیے صبح کا وقت مقرر تھا، لیکن فریق ثانی کے مناظرین وقت موعود پر نہ پہنچ سکے اس لئے بارہ بجے کے بعد کارروائی شروع ہو سکی۔ پہلے فریقین کی طرف سے صدر کا انتخاب ہوا۔ اہلسنت نے اپنی جانب سے حضرت مولانا عبدالحنان صاحب خطیب جامع اسٹریلیا لاہور کو صدر منتخب کیا اور فریق ثانی نے مولوی کریم الدین صاحب ساکن بھین ضلع جہلم کو اپنا صدر مقرر کیا۔ سب سے پہلے شرائط کے متعلق گفتگو ہوئی، اور خدا کا شکر ہے کہ خلاف توقع بہت تھوڑی دیر میں ضروری شرائط طے ہو گئے طے شدہ شرائط یہ تھے۔

(۱) مناظرہ مولوی منورالدین صاحب، صاحبزادہ قمرالدین صاحب کے ان تحریری عقیدوں پر ہوگا، جو انہوں نے لکھے ہیں۔ پہلے مولوی منورالدین صاحب کی تحریر پر بحث ہوگی جس میں ان کے فریق کی حیثیت مدعی کی ہوگی۔ اس کے بعد صاحبزادہ کی تحریر پر بحث ہوگی، اور اس میں ان کے فریق کی حیثیت مدعی کی ہوگی۔

(۲) ہر بحث میں مدعی کی تقریر اوّل اور آخر ہوگی۔
(۳) ہر بحث کے لیے چار چار گھنٹہ وقت ہوگا۔
(۴) ہر بحث میں ہر فریق کی پہلی پہلی تقریر ۱۵-۱۵ منٹ ہوگی۔ اس کے بعد دس، دس منٹ کی۔ اس کے بعد مناظرین کی تعیین ہوئی۔ مولوی عبدالحنان صاحب نے بہ حیثیت صدر منجانب اہلسنت اعلان کیا کہ ہماری طرف سے حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدیر الفرقان مناظر ہوں گے۔ اور فریق ثانی کی طرف سے مولوی کرم الدین صاحب نے اعلان کیا، کہ ہماری طرف سے مولوی حشمت علی صاحب مناظر ہوں گے۔

ان تمام شرائط کے بسہولت طے ہوجانے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اس ساری گفتگو میں مولوی حشمت علی صاحب اور ان کے خاص رفقاء کو دخل اندازی کا کوئی موقعہ نہ ملا۔ کیونکہ یہ حضرات اسی وقت ریل سے آرہے تھے اور کوئی مشورہ اس بارے میں پہلے سے نہ ہوسکا تھا اور شرائط کی گفتگو مولوی کرم الدین صاحب نے خود کی۔ یہ تمام چیزیں طے ہوجانے کے بعد نماز ظہر کے لیے وقفہ کا اعلان کر دیا گیا۔ اہلسنت نے وہیں میدان مناظرہ میں نماز باجماعت ادا کی اور اتنی ہی دیر میں مولوی حشمت علی صاحب نے مولوی کرم الدین صاحب وغیرہ کو کوئی خاص پٹی پڑھائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعد فراغت نماز جب کاروائی شروع ہوئی تو فریق ثانی کی طرف سے طے شدہ شرائط میں ترمیم بازی شروع ہوگئی اور بہت زیادہ وقت اسی کی نذر ہوگیا لیکن اہلسنت کی طرف سے ان کی ترمیمات کو تسلیم نہیں کیا گیا۔ انجام کار مندرجہ بالا شرائط ہی پر مناظرہ شروع ہوگیا جس کی کیفیت صفحات مابعد میں درج کی جاتی ہے اس کیفیت کی ترتیب میں ہم نے اس کا پورا لحاظ رکھا ہے کہ کسی فریق کی کوئی دلیل بلکہ کوئی بات بھی ذکر سے نہ رہ جائے بلکہ جہاں تک ممکن ہوسکا الفاظ اور طرز ادا کی بھی رعایت کی ہے اور اس لحاظ سے یہ روئداد اتنی مکمل ہے کہ شاید کسی مناظرہ کی روئداد اب تک اتنی مکمل شائع نہ ہوئی ہو اس بارے میں ہم کو جو غیر معمولی کامیابی ہوئی اس کے لئے ہم اپنے عنایت فرما دوست جناب عنایت الٰہی صاحب بی اے گوجرانوالہ کے شکر گزار ہیں کہ آپ ایک اعلیٰ درجہ کے زود نویس ہیں اور تقریروں کے قلمبند کرنے میں آپکو خاص مہارت ہے، آپ اس مناظرہ میں شریک تھے اور آپ نے فریقین کی پوری پوری تقریریں قلمبند کی تھیں ان کی اس یادداشت سے ہم کو بڑی مدد ملی جو حضرات اس روئداد سے فائدہ اٹھائیں وہ راقم الحروف

کیساتھ موصوف کیلیے بھی دعاءِ خیر فرمائیں۔"

روئیداد ہذا کے متعلق دو ضروری نوٹ

(۱) کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ فریقین کی بعض تقریروں میں کوئی نئی بات نہیں ہوتی تھی اور صرف پہلی ہی باتوں کی تکرار یا توضیح و تشریح ہوتی تھی۔ ہم نے ہر فریق کی ایسی تقریروں کو نظر انداز کر دیا ہے ــــ اس کے علاوہ اور تقریروں سے بھی ہم نے بلا فائدہ تکرار کو حذف کر دیا ہے یہاں یہ بتلا دینا ہمارا فرض ہے کہ غیر ضروری تکرار زیادہ تر مولوی حشمت علی صاحب کی تقریروں میں ہوتی تھی اور اسی وجہ سے اُن کی تقریریں کہیں کہیں حضرت مولٰنا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ کی تقریروں کے مقابلہ میں زیادہ مختصر نظر آئیں گی۔"

(۲) نیز مولوی حشمت علی صاحب کی تقریروں میں بعض اوقات اسقدر سُوقیت (بازاری پن) ہوتا تھا اور اتنی غلیظ اور متعفن گالیاں ہوتی تھیں کہ جن کو انسانی شرافت کسی طرح برداشت نہیں کر سکتی ــــ ہم نے ان کو بھی بالقصد اس روئیداد سے حذف کر دیا ہے اور جو بعض سخت اور دل آزار کلمات ان کی تقریروں میں ہم نے نقل کئے ہیں وہ صرف اس لیے کہ ہمارے ناظرین کو ان کی ذہنیت اور تہذیب شرافت کا کچھ اندازہ ہو سکے ــــ محترم ناظرین کرام یقین فرمائیں کہ اُن کی جو گالیاں ہم نے نقل کرنے سے چھوڑ دی ہیں، وہ منقولہ سے بدرجہا زیادہ سخت اور غلیظ تر تھیں جن کو ہمارا قلم نقل کرنے پر بھی آمادہ نہیں ہوا ــــ

جن حضرات نے مولوی حشمت علی صاحب کا کوئی مناظرہ اس سے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا (اور خود راقم الحروف بھی انہی میں سے ہے) وہ حیران تھے کہ ایک شخص "مولوی" "عالم" اور ایک جماعت کا مذہبی نمائندہ بلکہ وکیل اور نقیب ہو کر تہذیب متانت اور علمی وقار سے کس درجہ عاری ہے۔ درحقیقت یہی لوگ ہیں، جنہوں نے اپنے کردار سے "علماء کرام" کو بدنام کیا ہے اور حاملین مذہب کے خلاف قوم کے آزاد و نوجوانوں میں ایک عام بغاوت پھیلا دی ہے

خدا ان کو ہدایت دے! اور قوم کو وہ بصیرت عطا فرمائے جن سے وہ "علماء" اور "عالم نما" "رہزنانِ دین" میں تمیز کر سکیں۔ اس مختصر تمہید کے بعد ملاحظہ فرمائیے اصل مناظرہ!!

ناچیز محمد عطاء اللہ قاسمی کان اللہ لہ

ربیع الاول ۵۶ھ

مناظرہ کا پہلا دن

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی (بعد خطبۂ مسنونہ) فاضلِ مخاطب اور محترم حضرات! اس وقت علمِ غیب کی بحث ہے اور مجھے یہ ثابت کرنا ہے کہ تمام اشیاء کا علمِ کلی تفصیلی محیط ہر وقت حاصل ہونا یہ حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اس میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ یہ وہ مسئلہ ہے جس کو قرآن کریم نے بلا مبالغہ سینکڑوں جگہ بیان کیا ہے، علیٰ ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے شمار احادیث اس کی شہادت دے رہی ہیں اور امت کا اس پر اجماع بھی ہے اور آج تک اُمت کے کسی ایک عالم نے بھی اس چیز سے اختلاف نہیں کیا، حتیٰ کہ ہمارے فاضل مخاطب مولوی حشمت علی صاحب کے پیر و مرشد فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب جن کو اس قسم کے مسائل میں بہت زیادہ غلو تھا وہ بھی اس کے قائل نہیں، چنانچہ وہ اپنی مشہور کتاب، "الدولۃ المکیہ" صفحہ ۲۳ پر ارقام فرماتے ہیں۔

"ولا نثبت بعطاء الله تعالیٰ ایضًا الا البعض"

"یعنی ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ کا عطا کیا ہوا بعض ہی علم مانا مانتے ہیں نہ کہ جمیع" بہرحال میرے دعوے کے اس جز سے فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب کو بھی اتفاق ہے اور سب سے پہلے مولوی حشمت علی صاحب سے اس ناچیز کے جس قدر مناظرے ہوئے اُن سب میں انہوں نے بھی اپنا عقیدہ یہی بیان فرمایا تھا جس کا میرے پاس تحریری ثبوت بھی موجود ہے مگر معلوم نہیں کہ یہاں مولوی حشمت علی صاحب اپنے عقیدہ کے ماتحت گفتگو کریں گے یا یہاں کے ماحول اور اپنے بلانے والوں کی رعایت کرتے ہوئے علمِ کلی کی حمایت کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وقت مولوی حشمت علی صاحب کے لیے بڑی آزمائش کا ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کی مشکل کو آسان کرے۔ اس کے بعد میں اصل مسئلہ پر کلام شروع کرتا ہوں، حاضرین کرام توجہ سے سنیں،

حق تعالیٰ شانہ، سورہ طٰہٰ میں ارشاد فرماتا ہے:-

"اِنَّ السَّاعَةَ اٰتِيَةٌ اَكَادُ اُخْفِيْهَا لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعٰى"

قرآن مجید کے پہلے مترجم حضرت سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ اس کے ترجمہ میں ارشاد فرماتے ہیں:-

"بدرستیکہ قیامت آئندہ است میخواہم کہ پنہاں دارم آن وقت را تا جزا دہند ہر تنے را بانچہ میکند"

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنے ترجمہ قرآن فتح الرحمان میں فرماتے ہیں:-

"ہر آئینہ قیامت آمدنی است میخواہم پنہاں دارم وقت آں را تا جزا دادہ شود ہر شخصے بمقابلہ آنچہ میکند۔"

اِن دونوں ترجموں کا حاصل یہ ہے کہ قانون جزا و سزا کے بر روئے کار آنے کے لیے قیامت ایک وقت ضرور آنی ہے اور ہم اس کے وقت کو مخفی رکھنا چاہتے ہیں۔

سید المفسرین حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنہوں نے علم قرآن براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا اور جن کے لئے حضور نے خاص طور پر فہم قرآن کی دعا فرمائی تھی وہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

"ان الساعة اٰتية اكاد اخفيها يقول لا اظهر عليها احداً غيري"

(تفسیر ابن جریر صفحہ ۹۸ ج ۱۶ و تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۲۹ ج ۴)

یعنی آیت ہذا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے سوا کسی کو اُس (وقت قیامت) کی اطلاع نہ دوں گا۔

اور حضرت قتادہ جو طبقہ تابعین میں امام تفسیر ہیں اسی آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں

"لعمري لقد اخفاها الله من الملئكة المقربين و الانبياء المرسلين"

(ابن جریر و ابن کثیر)

یعنی میری جان کے مالک کی قسم اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت کو ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین سے مخفی ہی رکھا ہے۔

اور سدی کبیر رضی اللہ عنہ کہ وہ بھی ائمہ تابعین مفسرین میں سے ہیں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"ليس من اهل السموات والارض احد الا وقد اخفى الله عنه علم الساعة" (ابن کثیر صفحہ ۲۲۹ ج ۴)

یعنی زمین و آسمان میں جس قدر بھی مخلوق ہے (یعنی جن وانس اور فرشتے) ان سب سے اللہ تعالیٰ نے قیامت کا علم مخفی رکھا ہے۔

یہاں تک آیت کریمہ کے متعلق میں نے صرف بعض صحابہ و تابعین کے ارشادات پیش کئے ہیں ان کے علاوہ بعد کے ائمہ تفسیر مثلاً امام ابن جریر طبری و حافظ ابن کثیر دمشقی و علامہ بغوی و خازن و خطیب شربینی و علامہ معین بن صفی، اور دیگر حضرات نے بھی اس آیت کی تفسیر میں اسی مضمون کو ادا کیا ہے جس کی تفصیل آپ میری کتاب "بوارق الغیب" میں (جو دو سال سے قسط وار الفرقان میں شائع ہو رہی ہے[1]) ملاحظہ فرما چکے ہوں گے۔ یہ تمام حضرات اس آیت کی تفسیر میں اس بات پر متفق ہیں کہ اس میں حق تعالیٰ نے اپنے اس ارادے کو ظاہر فرمایا ہے کہ میں قیامت کی خاص گھڑی کو اپنے ماسوا سب سے مخفی رکھنا چاہتا ہوں یعنی کسی کو بتلانا نہیں چاہتا ۔۔۔ اور اللہ تعالیٰ فعال لما یرید ہے، وہ جو ارادہ کرتا ہے وہ ضرور پورا ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کا یہ ارادہ بھی پورا ہوا اور اس نے کسی مقرب سے مقرب مخلوق کو بھی اس کا علم عطا نہیں فرمایا۔ قرآن مجید میں قریباً پندرہ جگہ اس حقیقت کا اعلان کیا گیا ہے کہ قیامت کا علم صرف خدا ہی کو ہے اس کے سوا کسی کو نہیں ان میں سے ایک آیت میں اس وقت اور پیش کرتا ہوں۔

سورۂ اعراف میں ارشاد ہے:۔ یسئلونک عن الساعة ایان مرسٰها قل انما علمها عند ربی لا یجلیها لوقتها الا هو ثقلت فی السمٰوٰت والارض لا تاتیکم الا بغتة یسئلونک کانک حفی عنها قل انما علمها عند الله ولکن اکثر الناس لا یعلمون ط

اس آیت کا ترجمہ بجائے اس کے کہ میں اپنی طرف سے کروں، حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ کا ترجمہ پیش کرتا ہوں جو اردو کا مستند ترین ترجمہ سمجھا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کس وقت ہے تو کہہ اس کی خبر تو ہے میرے رب ہی کے پاس، وہی کھول دکھا دے گا اس کو اپنے وقت، بھاری بات ہے آسمان و زمین میں تم پر آئے گی تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں گویا کہ تو اس کا متلاشی ہے۔ تو کہہ اس کی خبر ہے خاص اللہ کے پاس۔ لیکن اکثر لوگ سمجھ نہیں رکھتے۔"

بظاہر تو یہ ایک آیت ہے لیکن اس کا ہر ٹکڑا مستقل طور پر یہ اعلان کر رہا ہے کہ قیامت کا علم

[1] اس کی پہلی جلد کتابی شکل میں بھی شائع ہو گئی

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں، اگرچہ یہ آیت اپنے مضمون کے لحاظ سے بہت واضح ہے مگر تاہم مزید توثیق کے لیے میں اس کی تفسیر میں چند اکابر مفسرین کے ارشادات پیش کرتا ہوں۔

سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ انما علمہا عند ربی کی تفسیر میں فرماتے ہیں

"انما علمہا عندہ یستاثر بعلمہا فلم یطلع علیہا ملکا ولا رسولا" (تفسیر ابن جریر صفحہ ۸۸ ج ۹، تفسیر خازن صفحہ ۲۶۵ ج ۲)

یعنی وقتِ قیامت کا علم بس خدا ہی کو ہے اس نے اپنے ہی لئے اس کو خاص کر لیا ہے پس اسی واسطے نہ کسی فرشتے کو اس کی اطلاع دی ہے، نہ کسی رسول کو۔ اور حضرت قتادہ تابعی انما علمہا عند ربی کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"یقول علمہا عند اللہ ھو یجلیہا لوقتہا لا یعلم ذالک الا اللہ" (تفسیر ابن جریر صفحہ ۸۷ ج ۲)

اور حضرت سدی تابعی ثقلت فی السموات والارض کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"یقول خفیت فی السموات والارض فلم یعلم قیامہا متی تقوم ملک مقرب ولا نبی مرسل" (تفسیر ابن جریر صفحہ ۸۸ ج ۹)

یعنی وقتِ قیامت کو نہ کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے نہ کوئی فرستادہ پیغمبر، وہ تمام زمین و آسمان کی مخلوق سے مخفی ہے۔

اور امام ابن جریر طبری قل انما علمہا عند ربی لا یجلیہا لوقتہا الا ھو کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

"انہ امر من اللہ تعالیٰ نبیہ محمداً بان یجیب سائلیہ عن الساعۃ بانہ لا یعلم وقت قیامہا الا اللہ الذی یعلم الغیب وانہ لا یظہر لوقتہا ولا یعلمہا غیرہ جل ذکرہ (تفسیر ابن جریر صفحہ ۸۸ جلد ۹)

یعنی اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ جو لوگ آپ سے قیامت کے وقت کا سوال کرنے والے ہیں ان کو آپ یہ جواب دیں کہ اس کے وقت خاص کا علم اللہ عالم الغیب کے سوا کسی کو نہیں اور وہی اس کو اس کے وقت پر ظاہر کرے گا، دوسروں کو اس کی کچھ خبر نہیں۔

پھر آیت ہذا کے آخری حصے (قل انما علمہا عند اللہ) کی تفسیر میں بھی امام ممدوح فرماتے ہیں:۔

معناہ قل یا محمد لسائلیک عن وقت الساعۃ وحین مجیھا لا علم لی بذالک ولا یعلم
بہ الا اللہ الذی یعلم غیب السموات والارض ولکن اکثر الناس لا یعلمون ان ذالک
لا یعلم الا اللہ، بل یحسبون ان علم ذالک یوجد عند بعض خلقہ (ابن جریر صفحہ ۹۸/۹)

یعنی حق تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ وقتِ قیامت کے متعلق سوال کرنے والی اس جماعت سے فرما دیجئے کہ مجھ کو اس کا علم نہیں اور اس کو خدائے علیم وخبیر کے سوا کوئی نہیں جانتا جو آسمان و زمین کے تمام غیوب کا جاننے والا ہے لیکن بہت سے لوگ اس حقیقت سے ناواقف ہیں کہ اس کا علم صرف خدا ہی کو ہے اور وہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ کی بعض مخلوق کو بھی قیامت کے وقتِ خاص کی خبر ہے۔

اس سلسلہ میں بعض مفسرین کی تصریحات مجھے اور بھی پیش کرنی تھیں لیکن اب وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے آئندہ کے لئے چھوڑتا ہوں جتنی چیزیں میں نے اب تک پیش کی ہیں، ان سے قطعی اور یقینی طور پر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ قیامت کے وقتِ خاص کا علم صرف حق تعالیٰ ہی کو ہے اور اس نے اپنی کسی مخلوق کو اس کا علم نہیں دیا ہے۔

مولوی حشمت علی صاحب

(ایک طویل خطبہ کے بعد جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں رازقنا۔ ومالکنا، ومالک السموات والارض، ومالک الجنۃ والنار، ومالک اللوح والقلم ومالک رقاب الامم اور ان جیسے بہت سے کلمات تھے۔ نیز شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں بھی قریب قریب اسی قسم کے توحید سوز الفاظ تھے۔)

پیارے سنی بھائیو! اسلام زندہ دین ہے اسی طرح ہمارا خدا بھی زندہ ہے، ہمارا پیغمبر بھی زندہ ہے اور اس کے معجزات بھی زندہ ہیں۔ آپ نے دیکھا اس مجمع میں ہمارے رسولِ خدا کے محبوب علام الغیوب کا کیسا روشن معجزہ ظاہر ہوا۔ مولوی منظور صاحب مولوی منورالدین کی طرف سے یہ ثابت کرنے کے لئے کھڑے کئے گئے تھے کہ سیال شریف کے صاحبزادے حضرت مولانا حافظ قمرالدین صاحب مدظلہ العالی اور ان کے تمام مریدین بلکہ سیال شریف کی گدی کے تمام وابستگان سب کے سب کافر ہیں۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ اور حضرت صاحبزادے صاحب کی

کرامت دیکھو کہ منورالدین کے وکیل مولوی منظور صاحب نے کفر کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا اور کسی کو بھی کافر ثابت نہیں کیا۔ مثل مشہور ہے "مدعی سست گواہ چست" مگر یہاں اس کا الٹا ہوا مدعی چست گواہ سست۔

ارے مولوی صاحب! آپ سجادہ صاحب کو اور دوسرے مسلمانوں کو کافر ثابت کرنے کے لئے اتنی دور کا سفر کر کے آئے۔ مگر آپ نے بے نمازیوں سے نہیں کہا کہ نماز پڑھو، سود خوروں سے نہیں کہا کہ سود مت لو۔ آپ آریوں کو مسلمان کرنے کے لئے نہیں گئے، بتلایئے آپ نے کتنے کافروں کو مسلمان بنایا ہے۔ آپ یہاں مسلمانوں کو کافر بنانے کیلئے آگئے؟ لیجئے آپ تو کسی کو کافر نہیں کہہ سکے میں کہتا ہوں کہ آپ کافر ہیں۔ آپ کے بلانے والے منوردین کافر ہیں۔ جو آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں اگر ہمت ہو تو مجھ سے اس کا ثبوت مانگئے میں ابھی اس کا ثبوت دینے کو تیار ہوں مگر چونکہ میں آپ کا پرانا خصم ہوں اور آپ مجھے خوب جانتے ہیں، اس لئے آپ کبھی بھی اس بحث کے لیے تیار نہ ہوں گے۔ آپ کہتے ہیں حضور کو قیامت کا علم نہیں تھا اور معاذ اللہ حضور جاہل تھے اور پھر آپ مسلمانی کا دعویٰ کرتے ہیں۔

سنی بھائیو! آپ نے دیکھ لیا مولوی منظور یہ ثابت کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں کہ حضور آقائے دوجہاں جاہل تھے کیا اس کے بعد بھی مسلمانی کا دعویٰ کر سکتے ہیں؟ آپ نے علم قیامت کے متعلق جو آیتیں پڑھی ہیں میں سنبھل اور ادری کے مناظروں میں ان سب کے جوابات آپکو دے چکا ہوں۔ میں نے سنبھل ہی کے مناظرہ میں آپ سے پوچھا تھا کہ "اکاد اخفیھا" میں اخفائے مطلق ہے یا مطلق اخفا آپ وہاں اس کا کوئی جواب نہ دے سکے تھے پھر ہی میں نے آپ سے ادری میں پوچھا وہاں بھی آپ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے تھے اب بھی میں آپ سے یہی پوچھتا ہوں آپ پہلے مجھے اس سوال کا جواب دے دیجئے اس کے بعد آیت سے استدلال کیجئے۔ دوسری بات یہ بتلایئے کہ اس آیت میں حضور کا ذکر کہاں ہے؟

ارے مولوی صاحب! آپ کو کچھ خبر بھی ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ وقتِ قیامت کے اخفاء میں یہ حکمت ہے کہ لوگ معاصی پر دلیر نہ ہو جائیں اور انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں اس لئے ان کے متعلق یہ خطرہ نہیں ہو سکتا لہذا ان سے اخفاء کی کوئی وجہ نہیں دوسری

دوسری آیت جو آپ نے سورۂ اعراف کی پیش کی ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس علم کو خاص بنایا گیا ہے وہ صرف علم ذاتی ہے کیونکہ علم عطائی تو اس کی جناب میں محال ہے لہٰذا وہ آیت آپ کے دعویٰ سے بالکل غیر متعلق ہے علاوہ ازیں اس میں یہ کہاں ہے کہ بعد میں بھی حضور کو یہ علم نہیں دیا جائیگا اور ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ دنیا سے تشریف لے جانے سے پہلے پہلے حضور کو تمام علوم عطا فرما دیئے گئے تھے۔ پس اگر پہلے کسی وقت میں کسی خاص علم کی حضور سے نفی بھی کی گئی ہو تو وہ ہمارے لئے مضر نہیں۔

مولوی صاحب! میں آپ کی ان تمام باتوں کا جواب پہلے مناظروں میں دے چکا ہوں مگر ہر دفعہ آپ یہی پرانی باتیں پیش کر دیتے ہیں اگر ہمت ہو تو نئے دلائل پیش کیجئے اور ہمت ہو تو اپنا اسلام ثابت کیجئے یا مجھ سے کفر کا ثبوت لیجئے۔ گیارہ کے بعد ابھی تو موقعہ ملا ہے آپ چاہتے ہیں کہ یہ وقت یونہی بیکار باتوں میں ضائع ہو جائے۔ میں اس مرتبہ آپ کو نہیں چھوڑوں گا اور آپ سے کفر کا اقرار کرا کے ہٹوں گا۔ ؎

پڑا فلک کو کبھی دل جلوں سے کام نہیں — جلا کے خاک نہ کر دوں تو داغ نام نہیں

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد و صلوٰۃ) حاضرین کرام! آپ حضرات نے میرے مخاطب مولوی حشمت علی صاحب کی جوابی تقریر سُنی۔ انہوں نے اس وقت میرے متعلق جو سخت سے سخت کلمات کہے ہیں اعتراف کرتا ہوں کہ ان کا ترکی بہ ترکی جواب دینے سے بالکل عاجز ہوں، یہ فن مولوی صاحب کو آتا ہے اور اُنہی کے لئے زیبا ہے۔ میرا جواب حافظ شیرازی کی زبان میں صرف یہ ہے ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی — جواب تلخ میزیبد لب لعل شکر خارا

بہر حال میں نے آپ کی وہ ساری گالیاں معاف کیں۔ البتہ آپ نے یہ جو سخت ترین بلکہ ناپاک ترین حملہ مجھ پر کیا ہے کہ معاذ اللہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو جاہل کہتا یا جاہل جانتا ہوں" میں اس کو معاف نہیں کر سکتا اور آپ کو صاف صاف بتلا دینا چاہتا ہوں کہ اگر اس کے بعد یہ خبیث کلمہ آپ نے اپنے منہ سے نکالا تو انجام وہ ہوگا جس کو آپ دیکھیں گے، اور اس کی تمام تر ذمہ داری صرف آپ پر ہوگی۔ آپ کو اگر گالیاں دینے کا شوق ہے تو آپ مجھ کو گالیاں

دے لیجئے اس پر بھی پیاس نہ بجھے تو میرے اساتذہ ومشائخ کو دے لیجئے اس پر بھی پیاس نہ بجھے تو میرے آباؤ اجداد کو دے لیجئے میرے دوسرے بزرگوں کو دے لیجئے۔ ممکن ہے کہ اس پر میں کسی حد تک صبر کر سکوں لیکن اس قسم کے ناپاک کلمے کہ معاذ اللہ میں حضور کو ایسا ویسا سمجھتا ہوں میں ایک لمحہ کے لیے بھی سننے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ ہمارے لیے دنیا میں عزیز ترین متاع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کا ناموس مقدس ہی ہے آپ کہتے ہیں کہ معاذ اللہ ہم حضور کے متعلق ایسے ناپاک خیالات رکھتے ہیں اور بحمد اللہ ہمارا حال یہ ہے کہ اگر کوئی بدنصیب ہمارے سامنے ایسے گستاخانہ کلمات زبان سے نکالے تو ہم ایک لمحہ کے لئے اس کو دنیا میں نہ رہنے دیں خواہ اس راہ میں خود ہی فنا ہو جائیں۔ ناموس نبوی کے تمام دشمنوں کو ہمارا چیلنج ہے ؎

جو جاں چاہو تو جاں لو جو مال مانگو تو مال دیں گے
مگر یہ ہم سے نہ ہو سکے گا نبی کا جاہ و جلال دیں گے

بہر حال میں ایک دفعہ پھر آپ کو خبردار کرتا ہوں کہ اب کے بعد یہ ناپاک کلمہ زبان سے نہ نکلے ورنہ انجام خطرناک ہوگا۔

آپ نے مجھے اور مولینا منور الدین صاحب کو کافر کہہ کر اشتعال انگیزی کی بھی پوری پوری کوشش کی ہے جس سے آپ کا مقصد صرف یہ تھا کہ یا تو مناظرہ درہم برہم ہو جائے، یا میں "علم غیب" کی اصولی بحث کو چھوڑ کر دوسری شخصی بحثیں شروع کر دوں اور آپ کی بلکہ آپ کے سارے طائفہ کی گمراہیاں طشت از بام نہ ہونے پائیں۔ لیکن یقین کیجے کہ انشاء اللہ آپ کی کوئی آرزو بھی پوری نہ ہوگی۔ البتہ اگر فی الواقع آپ کو میرے یا مولانا منور الدین صاحب کے متعلق کوئی بحث کرنی ہے تو اسی وقت اس کے لیے بھی وقت طے کر لیجئے۔ "علم غیب" کی اس بحث سے فارغ ہونے کے بعد اس پر بھی گفتگو ہو جائے گی اور کافروں کا کفر اور مومنوں کا ایمان سب سامنے آجائے گا لیکن آپ یہ چاہیں کہ خلط مبحث ہو جائے اور علم غیب کی طے شدہ اصولی بحث سے آپ کی جان چھوٹ جائے سو انشاء اللہ ایسا نہیں ہو سکتا اور آپ کی یہ کوشش بالکل بیکار رہے گی۔ آپ کے سامنے وہ ہے جس کو بارہا آپ کے اساتذہ بھی آزما چکے ہیں ؎

عنقا شکار کس نہ شود دام باز چیں
کیں جا ہمیشہ باد بدست است دام را

ہاں آپ نے ایک عجیب و غریب بات یہ بھی کہی ہے کہ منظور صاحبزادہ صاحب اور ان کی

تمام جماعت کو کافر ثابت کرنے کیلئے آیا تھا مگر اس نے کفر کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا — یہ بھی آپ کا محض افترا ہے میری بحث کسی خاص شخص یا کسی جماعت سے متعلق نہیں ہے، اور مولانا منورالدین صاحب نے بھی جو کچھ اپنی تحریر میں لکھا ہے وہ بھی محض ایک اصولی مسئلہ ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہر چیز کو ہر وقت جانتے تھے وہ مسلمان نہیں ہے"۔

اور صاحبزادہ صاحب کے متعلق بلکہ کسی مسلمان کے متعلق بھی میں گمان نہیں کرتا کہ اس کا ایسا عقیدہ ہو۔ صاحبزادے صاحب کی جو تحریر میرے سامنے ہے میرے نزدیک یقینی طور پر اس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ وہ ایسا عقیدہ رکھتے ہیں اور حضور کے لئے حق تعالیٰ کے برابر علم کل اور وہ بھی ہر وقت مانتے ہیں بلکہ میرے نزدیک اس تحریر کے علاوہ دوسرے محمل بھی ہیں پس تا وقتیکہ وہ خود یہ نہ بتلائیں کہ میرا عقیدہ فی الواقع یہی ہے اور اس تحریر سے میرا مطلب یہی ہے جس کو مولوی منورالدین صاحب نے کفر لکھا ہے اسوقت تک میں ان کو مسلمان ہی سمجھوں گا اور سمجھتا ہوں اور مجھے تو آپ کے متعلق بھی ابھی تک یہی معلوم ہے کہ آپ بھی اس کے قائل نہیں ہیں اور اگر آپ قائل ہیں تو براہ کرم مجھے تحریر دیجئے مگر میں پیشین گوئی کرتا ہوں کہ آپ کبھی مجھے اس عقیدہ کی تحریر نہیں دیں گے کیونکہ آپکے پیر و مرشد فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب خود اس کے خلاف ہیں اور انہوں نے اس عقیدہ (علم کلی محیط تفصیلی) کو خلاف نصوص اور عقلاً بھی باطل لکھا ہے۔

بہر حال میں ہرگز گمان کرتا کہ صاحبزادہ صاحب کا عقیدہ وہی ہو جس کو مولوی منورالدین صاحب نے کفر لکھا ہے اور نہ صرف انہوں نے بلکہ بہت سے فقہاء حنفیہ نے اس کے کفر ہونے کی تصریح کی ہے بلکہ علامہ علی قاری حنفیؒ نے تو اس کے کفر پر اجماع نقل کیا ہے جیسا کہ انشاء اللہ میں آئندہ انکی وہ عبارت پیش بھی کروں گا۔

الغرض یہ آپ کا مجھ پر افترا ہے کہ میں صاحبزادہ صاحب کو کافر کہتا ہوں اور ان کا کفر ثابت کرنے کے لیے ہی میں یہاں آیا ہوں۔ ہاں اسی کے ساتھ آپ نے عجیب و غریب انداز میں اس پر بھی ماتم کیا تھا کہ میں ان مسلمانوں کا کفر ثابت کرنے کے لئے تو آگیا مگر کافروں کو مسلمان کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی۔ اللہ اللہ!! آج آپ کی سمجھ میں یہ بات آئی اور ساری دنیا کو کافر بنانے کے بعد آج آپ کو محسوس ہوا کہ یہ بھی کوئی گناہ ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بعض

اہلِ کوفہ نے پوچھا تھا کہ مُحرِم اگر مکھی مار دے تو اس کا کیا فدیہ ہے؟ اس پر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا:-

مالاھل العراق یسئلوننی عن قتل	عراق والوں کی ذہنیت تو دیکھو آج مجھ سے مکھی مارنے کا مسئلہ
الذباب وقد قتلوا ابن رسول اللہ	پوچھنے آئے ہیں اور کربلا کے میدان میں کل جب انہوں نے نواسہ رسول
صلے اللہ علیہ وسلم وما سالونی	حضرت حسینؓ کو شہید کیا تھا تو مجھ سے کوئی بھی پوچھنے نہ آیا۔

مولوی صاحب! پہلے ذرا اپنے پیرو مرشد اعلیحضرت کے کارناموں پر تو نظر ڈالیے اور دیکھئے کہ انہوں نے کتنے مسلمانوں کو کفر کے گھاٹ اتارا ہے اور ہاں ذرا خود اپنے گریبان میں تو منہ ڈال کر دیکھئے کہ آپ مسلمانوں کو کافر کہنے میں کس قدر بے باک ہیں، اور آپ نے اس تقریر میں کیا کمی کی ہے:

ع چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

خیر یہ تو آپ کی خارجی باتوں کا جواب تھا اور مجھے افسوس ہے کہ اس میں میرا بہت کافی وقت ضائع ہوگیا ہے اس کے بعد میں اصل موضوع کی طرف متوجہ ہوتا ہوں میں نے اپنے مدعا کے ثبوت میں دو آیتیں پیش کی تھیں اور اُن کی تفسیر میں بعض صحابہ کرام و تابعین عظام اور دیگر آئمہ مفسرین کی تصریحات بھی پیش کی تھیں۔ آپ نے اُن سب سے اغماض کرتے ہوئے صرف دونوں آیتوں کے متعلق وہی پرانی اور فرسودہ باتیں کہی ہیں جن کا جواب بارہا میں ہی آپ کو دے چکا ہوں اور اب پھر عرض کرتا ہوں آپ نے شاید حاضرین پر اپنی علمیت کا سکہ بٹھلانے کے لیے مجھ سے پوچھا ہے کہ سورہ طٰہ کی آیت میں اخفائے مطلق اخفا مراد ہے یا اخفائے مطلق؟ سُنئے میں ادری کے مناظرہ میں آپ کو بتلا چکا ہوں کہ یہاں اخفا مطلق ہے بایں معنی کہ تمام ماسویٰ اللہ سے اخفا مقصود ہے لیکن صرف الی یوم القیامہ

دوسری بات آپ نے اسی آیت کے متعلق یہ بھی کہی ہے کہ یہ اخفا صرف گنہگاروں اور سیہ کاروں سے ہے نہ کہ انبیاء علیہم السلام سے جو معصوم ہوتے ہیں" آپ کا یہ خیال بھی محض غلط اور سراسر باطل ہے اس کی تفسیر میں حضرت قتادہؒ کا جو ارشاد میں نے اپنی پچھلی تقریر میں پیش کیا تھا، اس میں صاف ملائکہ مقربین اور انبیاء مرسلین کے لفظ موجود ہیں اور صراحۃً مذکور ہے کہ حق تعالیٰ شانہ نے ان سے بھی قیامت کا وقت خاص مخفی رکھا ہے۔

علیٰ ہذا دوسری آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ایک ارشاد میں اپنی

پہلی تقریر میں پیش کر چکا ہوں جس میں "لم یطلع علیہا ملکا ولا رسولا" کے الفاظ موجود ہیں پس یہ کہنا محض (ا) تما باطل ہے کہ قیامت کے وقت کو صرف گنہگاروں اور بدکاروں سے چھپایا گیا ہے۔

دوسری آیت کے متعلق آپ نے ایک بات تو یہ کہی ہے کہ اس میں صرف علم ذاتی کی نفی ہے اس کا جواب تو اتنا ہی کافی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرآن کریم آپ سے بہت بہتر سمجھتے تھے اور انہوں نے علم قرآن براہِ راست صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا تھا۔ جب انہوں نے اس آیت سے غیر اللہ سے قیامت کے علم عطائی کی بھی نفی نکالی جیسا کہ ان کے اس ارشاد سے ظاہر ہے جو میں بحوالہ تفسیر ابن جریر پہلی تقریر میں پیش کر چکا ہوں تو آپ کو یا کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں کہ اس میں صرف علم ذاتی کی نفی ہے —— علاوہ ازیں علم ذاتی تو حضور کو بلکہ کسی مخلوق کو ایک ذرہ کا بھی نہیں پھر قیامت ہی کی کیا خصوصیت ہے جو اسی کے علم کو حق تعالیٰ شانہ کے لیے خاص کیا گیا۔ بہر حال یہ تاویل (کہ اس آیت میں صرف علم ذاتی کی غیر اللہ سے نفی کی گئی ہے) نہایت مہمل ہے۔

ایک بات آپ نے یہ بھی کہی ہے کہ اس کی کیا دلیل ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد بھی آپکو یہ علم عطا نہیں فرمایا گیا۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے بعد حضور کو قیامت کا وقتِ خاص بتلا دیا گیا ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ سورہ اعراف کی اس آیت و نیز قرآن پاک کی بہت سی دوسری آیات میں علم قیامت کے ساتھ حق تعالیٰ کا تفرد بیان کیا گیا ہے پس اگر یہ مان لیا جائے کہ بعد میں کسی مخلوق کو اس کا علم عطا فرما دیا گیا تو پھر وہ تفرد باطل ہو جاتا ہے لہذا اسی آیت میں غور کرنے سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ قیامت کا وقتِ خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ کسی مخلوق کو اس آیت کے نزول کے بعد بھی نہیں بتلایا گیا یہاں تک تو آپ کی تقریر کا جواب تھا اب میں اپنے بقیہ دلائل پیش کرتا ہوں

سورۂ اعراف والی آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت سدی کبیر رحمہ اللہ، حضرت امام ابن جریر طبری کے ارشادات میں پہلے پیش کر چکا ہوں اب آگے سنیے۔

علامہ علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے ماتحت "انما علمہا عند ربی" کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ای لا یعلم الوقت الذی تقوم فیہ الا اللہ استاثر اللہ بعلمہا فلم یطلع علیہ احدا۔ تفسیر خازن ص ۲۶۵ ج ۲

یعنی اس قیامت کے وقتِ خاص کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس نے اس کے علم کو اپنے ہی لئے

خاص کر لیا ہے اسی واسطے کسی کو اُس کی اطلاع نہیں دی ہے "۔

اور اس موقع پر قریب قریب یہی مضمون امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں اور خطیب شربینی نے سراج منیر میں اور علامہ نسفی نے "مدارک التنزیل" میں اور قاضی بیضاوی نے انوار التنزیل میں و نیز دیگر مفسرین کرام نے لکھا ہے۔

اس کے بعد میں ایک اور حدیث پیش کرتا ہوں جس سے اس مسئلہ پر کافی روشنی پڑتی ہے قریباً تمام کتب حدیث میں متعدد سندوں کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبریلؑ حضور اقدسؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے ایمان، اسلام، احسان کے متعلق کچھ سوالات کیے جن کے آنحضرتؐ نے جوابات ارشاد فرمائیے۔ اخیر میں انہوں نے سوال کیا کہ "متی الساعۃ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" کہ حضرت قیامت کب آئے گی؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا، ماالمسئول عنھا باعلم من السائل یعنی کہ جس سے یہ سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے اس بارے میں زیادہ علم نہیں رکھتا (یعنی اس کا علم جس طرح تم کو نہیں ہے اسی طرح مجھ کو بھی نہیں ہے) پھر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ ہی کو ہے اور حضور نے استشہاد میں سورۂ لقمان کی یہ آخری آیت پڑھی ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ

اس حدیث سے صاف معلوم ہو گیا کہ قیامت کے وقت خاص کا علم سید المرسلین حضرت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی عطا نہیں ہوا تھا اور سید الملئکۃ المقربین حضرت جبریل امین کو بھی اور بعض صحیح روایات میں یہ بھی تصریح ہے کہ یہ واقعہ حضورؐ کی عمر شریف کے آخری حصہ[1] کا ہے پس یہ معلوم ہو گیا کہ حضورؐ کے آخر عمر تک یہی حال رہا۔

مولوی حشمت علی صاحب

گرامی حضرات! آپ نے دیکھا مولوی منظور صاحب نے بڑا جوش دکھایا۔ بہت اچھلے کودے مگر کفر کے ثبوت میں ایک لفظ بھی نہیں کہا نہ اپنے یا منور دین کے کفر کا کوئی جواب دیا۔ میں پھر کہتا ہوں مولوی منظور صاحب تم کافر ہو، منور دین بھی کافر ہیں۔ اگر ہمت ہو تو مجھ سے ثبوت مانگو، میں ابھی ثبوت دینے کو تیار ہوں۔ ہمیں میدان ہمیں چوگاں ہمیں گوئے۔

[1] کمانی فتح الباری و عمدۃ القاری

میں نے کہا تھا کہ مولوی منظور صاحب یہ ثابت کرنے کے لئے آئے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جاہل تھے۔ اس پر مولوی منظور صاحب بہت زیادہ چراغ پا ہوئے ـــ مولوی صاحب! اس میں غصہ کی کیا بات ہے، سب حاضرین دیکھ رہے ہیں آپ نے اپنی دونوں تقریروں میں یہ ثابت کرنے کی کس قدر کوشش کی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا علم نہیں تھا اس کا مطلب یہی تو ہوا کہ حضور معاذاللہ اس سے جاہل تھے۔ آخر نہ جاننے اور جاہل ہونے میں کیا فرق ہے ناک اِدھر سے پکڑی جائے یا اُدھر سے ایک ہی بات ہے۔ لیکن اگر آپ کو یہ بات ناگوار ہوتی تو لیجئے میں اب نہیں کہوں گا۔

میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ اکاد اخفیھا میں اخفاء مطلق ہے یا مطلق اخفا؟ آپ نے اس کا جواب دیا ہے کہ اخفاء مطلق ہے اور ساتھ یہ بھی کہا کہ صرف قیامت تک محدود ہو تو اخفاء مطلق کہاں سے ہو گیا اخفاء مطلق کا تو یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ کسی کو کبھی بھی نہ بتلایا جائے۔ خیر یہ تو آپ کی علمیت ہے کہ آپ اخفاء مطلق بھی کہتے ہیں اور پھر قیامت تک کی قید بھی لگاتے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ یہ کہاں لکھا ہوا ہے کہ یہ اخفاء قیامت تک رہے گا۔ آپ اپنی طرف سے قرآن کریم میں پیوند لگاتے ہیں اور اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرتے ہیں حدیث پاک میں ہے

من فسر القرآن برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار۔	جو قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ جہنم میں اپنا ٹھکانا بنالے۔

بہر حال میرا ایک مطالبہ تو آپ پر یہ ہے کہ آپ بتلائیں کہ یہ قیامت تک اخفا باقی رہنا کہاں سے معلوم ہوا؟ دوسرے یہ کہ جو دو آیتیں آپ نے اب تک پیش کی ہیں ان میں حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر کہاں ہے؟ آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف منسوب کر کے جو عبارت پڑھی ہے اس میں یہ الفاظ ہیں "لم یطلع علیھا ملکا مقربا ولا نبیا مرسلا" اور یہ ضروری نہیں کہ اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی داخل ہوں۔ دیکھئے حدیث شریف میں آیا ہے:

لی مع اللہ وقت لایسع فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل یعنی میرے لیے اللہ کے ساتھ ایک ایسا خاص وقت ہے کہ اس میں کسی مقرب فرشتے اور نبی رسول کی بھی گنجائش نہیں اب دیکھئے اس میں وہی نبی مرسل کے الفاظ ہیں مگر اس سے حضور کے علاوہ دوسرے پیغمبر ہی

مراد ہیں بس ایسے ہی سمجھ لیجئے کہ جتنی تفسیری عبارتیں آپ نے ایسی پڑھی ہیں جن میں ملک مقرب و نبی مرسل کے الفاظ ہیں ان میں حضورؐ کے علاوہ دوسرے پیغمبر ہی مراد ہیں۔ ایسی آپ کوئی کتاب نہیں دکھلا سکتے جس میں صراحت کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ مذکور ہو کہ آپ کو قیامت کا علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا۔

میں نے بتلایا تھا کہ آپ نے سورۂ اعراف کی جو آیت پیش کی ہے اس میں صرف علم ذاتی کا بیان ہے اور اسی کو حق تعالیٰ سے خاص بیان کیا گیا ہے اور مطلب یہ ہے کہ کسی مخلوق کو ذاتی طور پر قیامت کے وقت کا علم نہیں ہے یہ قرآن پاک میں کہیں نہیں ہے کہ حضور کو خدا کے بتلانے سے بھی قیامت کا علم نہیں تھا، میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ حضرات مفسرین نے ایسا ہی لکھا ہے۔

چنانچہ امام صاوی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کے ذیل میں تفسیر صاوی میں لکھتے ہیں

انہا من الامر المکتوم الذی استاثر اللہ بعلمہ فلم یطلع علیہ احد الامن ارتضی من الرسل

یعنی وقت قیامت ایسے پوشیدہ امر سے ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے علم کے ساتھ مختص ہے تو اللہ تعالیٰ نے وقت قیامت پر کسی کو مطلع نہیں فرمایا مگر جس کو رسولوں میں سے پسند فرما لیا۔

دیکھئے! امام صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے کس صفائی سے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پسندیدہ اور برگزیدہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو وقتِ قیامت کی خبر دے دی تھی الغرض جو آیتیں آپ نے پیش کی ہیں ان میں تو خاص حضورؐ کا ذکر نہیں اور پھر علم عطائی سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

آپ نے آخر میں جو حدیث جبریل پیش کی ہے اس کے ترجمہ اور مطلب بیان کرنے میں آپ نے مسلمانوں کو سخت دھوکہ دیا ہے اس میں الفاظ یہ ہیں ما المسئول عنہا باعلم من السائل اس کا مطلب یہ ہوا کہ اے جبریل وقتِ قیامت کے بارے میں میرا علم تم سے زیادہ نہیں یعنی ہم اور تم دونوں ہی کو معلوم ہے کہ وہ کس وقت آئے گی تو پھر کیوں پوچھتے ہو۔

اور چونکہ حضرت جبریل کا یہ سوال ایک عام مجلس میں ہوا تھا اس لئے حضورؐ نے صاف صاف جواب نہیں دیا کیونکہ آپ کو یہ حکم تھا کہ قیامت کا وقتِ خاص اپنے عام امتیوں کو نہ بتلائیں۔

الغرض اس حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ خود حضورؐ کو وقتِ قیامت کا

علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا اور اس حدیث کے آخر میں خود حضورؐ کا ارشاد ہے فی خمس لا یعلمھن الا اللہ کہ یہ وقت قیامت ان پانچ چیزوں میں ہے جن کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کا مطلب یہی ہے کہ بغیر خدا کے بتلائے کوئی نہیں جان سکتا لیکن خدا کے بتلانے سے رسول کو اور پھر رسول کے بتلانے سے دوسروں کو بھی اطلاع ہو سکتی ہے چنانچہ حضرت امام بدرالدین عینیؒ جو حنفیوں کے امام ہیں اور جنہوں نے بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری اور دوسری مفید کتابیں لکھ کر حنفی دنیا پر بہت بڑا احسان کیا ہے وہ اسی حدیث جبریل کی شرح میں فی خمس لا یعلمھن الا اللہ کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فمن ادعی علم شئی منھا غیر مسند الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کاذبا فی دعواہ

یعنی جو کوئی ان پانچوں چیزوں وقت قیامت اور مافی الارحام وغیرہ کے علم کا دعوے کرے اور اسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف نسبت نہ کرے یعنی یہ نہ کہے کہ حضورؐ کے بتلانے سے مجھے یہ علم حاصل ہوا ہے تو وہ مدعی اپنے دعوے میں جھوٹا ہے اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص حضورؐ کی طرف نسبت کرکے ان پانچوں چیزوں کے علم کا دعوے کرے تو وہ جھوٹا نہیں کہا جائے گا۔ اس سے روشن ہو گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچوں چیزوں کا علم تھا اور آپ جس کو چاہتے بتلا سکتے تھے اور بتلاتے تھے اس موقع پر بعینہٖ یہی مضمون امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد الساری شرح بخاری میں بھی لکھا ہے۔

مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد و صلوٰۃ) حاضرین کرام! آپنے ملاحظہ فرمایا مولوی حشمت علی صاحب نے اس مرتبہ پھر یہ کوشش کی ہے کہ بحث مقررشدہ اصولی موضوع سے ہٹ کر شخصی چیزوں پر آجائے میں پہلے بھی بتلا چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ آپ اس کوشش میں ناکام ہی رہیں گے ہاں اس کی صرف ایک صورت ہے اور وہ یہ کہ آپ اتنا لکھ دیں کہ میں طے شدہ مبحث (علم غیب) پر گفتگو نہیں کر سکتا بلکہ محمد منظور اور مولوی منور الدین صاحب کے متعلق بحث کرنا چاہتا ہوں یقین کیجئے کہ میں فوراً اس بحث کو چھوڑ دوں گا لیکن آپ یہ چاہیں کہ آپ کے اشتعال انگیز کلمات سے متاثر ہو کر میں دوسری بحث شروع کر دوں اور مسئلہ علم غیب سے آپ کی جان چھوٹ جائے اور آپ کی گمراہیاں تشت از بام نہ ہوں تو ایسا نہیں ہو سکتا ہے

برو این دام بر مرغ دگر نہ — کہ عنقا را بلند است آشیانہ

اس مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ کہنا کہ حق تعالیٰ نے آپ کو فلاں خاص چیز کا علم عطا نہیں فرمایا تھا اور یہ کہنا کہ معاذ اللہ آپ جاہل تھے دونوں برابر ہیں۔ فی الحقیقت جب کوئی شخص تعلیماتِ الٰہیہ اور سننِ نبویہ سے بغاوت کرتا ہے تو خدا اس کی عقل بھی سلب کر لیتا ہے ورنہ دنیا کا کوئی معمولی سمجھ والا انسان بھی ایسی لغویات منہ سے نہیں نکال سکتا میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر کوئی شخص آپ کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے متعلق یہ کہے کہ ان کو انگریزی اور سنسکرت کا علم نہیں تھا اور دوسرا یہ کہے کہ وہ جاہل تھے تو کیا آپ کے نزدیک یہ دونوں باتیں ہموزن ہوں گی۔

علامہ قاضی عیاض کتاب الشفاء میں فرماتے ہیں۔

واذا تکلم علی العلم قال ھل یجوز ان لا یعلم الا ما علم ...... ولا یقول جھل لقبح اللفظ وبشاعتہ

یعنی حضور کی شانِ اقدس کے متعلق یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو فلاں چیز کا علم تھا یا نہیں تھا لیکن یہ نہیں کہا جائے گا کہ معاذ اللہ آپ فلاں چیز سے جاہل تھے کیونکہ یہ لفظ بُرا اور بدتمیزی کا ہے (شرح شفاء للقاری ج ۲ ص ۲۹)

خیر مولانا! میں نے تو جواب دیدیا لیکن اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ جب آپ کے نزدیک یہ دونوں باتیں ایک ہی حیثیت رکھتی ہیں اور ادھر آپ کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام ماکان و مایکون کا علم آخر زمانہ حیات میں عطا فرمایا گیا تھا اور اس سے پہلے آپ کو یہ علم حاصل نہ تھا تو کیا معاذ اللہ آپ اس ابتدائے زمانہ نبوت کے لحاظ سے حضرت کی شانِ اقدس میں جاہل کا لفظ بولا کرتے ہیں اور جب کہ آپ کے خیال میں کسی چیز کا علم نہ ہونا اور جاہل ہونا برابر حیثیت رکھتا ہے تو ضرور بولا کرتے ہوں گے، (معاذ اللہ معاذ اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ) اخیر یہ چند لفظ تو آپ کی خارجی چیزوں کے متعلق عرض کر دیئے گئے ہیں۔ اب اصل موضوع کی طرف متوجہ ہوتا ہوں میں نے آپ کے سوال کے جواب میں عرض کیا تھا کہ سورہ طٰہٰ کی آیت میں جس اخفاء کا ذکر ہے وہ اخفائے مطلق ہے بایں معنی کہ تمام ہی مخلوق سے اخفاء مقصود ہے اور یہ اخفاء قیامت تک رہے گا۔

آپ نے مجھ سے دریافت کیا ہے کہ اخفائے مطلق کے ساتھ یہ قیامت تک کی قید کیسی ہے۔ اخفائے مطلق کا تقاضا تو یہ ہے کہ کسی وقت اظہار نہ ہو؟ میرا جواب یہ ہے کہ یہاں اطلاق زمانے

لحاظ سے نہیں ہے بلکہ مخفی عنہم کے لحاظ سے اطلاق ہے ورنہ یہ تو بالکل ظاہر ہے کہ جب قیامت قائم ہوجائے گی تو تمام مخلوق کو اس کا علم ہوجائے گا ہاں آپ نے یہ بھی دریافت کیا ہے کہ اخفاء کا قیامت تک باقی رہنا کہاں سے معلوم ہوا سنیئے !

سورۂ اعراف کی جو آیت میں نے پیش کی ہے اس میں لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَ کا لفظ اس کو واضح طور پر بتلا رہا ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خود حق تعالیٰ قیامت کو اس کے وقت ہی پر ظاہر فرمائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ قیامت تک یہ اخفاء باقی رہے گا چنانچہ قاضی بیضاویؒ اسی کلمہ لا یجلیها لوقتها الا هو کی تفسیر میں فرماتے ہیں المعنی ان الخفاء بها مستمر علی غیره الی وقت وقوعها یعنی ان کلمات کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں پر وقتِ قیامت کا پوشیدہ رہنا اس کے آنے تک مستمر رہے گا۔ تفسیر بیضاوی ص۲۶/ج ۱

اور علامہ معین بن صفی انہی کلمات قرآنی کی تفسیر میں فرماتے ہیں ای لا یظهر امرها فی وقتها الا هو ای الخفاء به مستمر الی وقت الوقوع یعنی قیامت کے وقتِ خاص کی پوشیدگی اس کے آنے تک مستمر رہے گی۔ جامع البیان ص۱۴۳

نیز اسی آیت میں لا تاتیکم الا بغتة کے الفاظ بھی یہ بتلا رہے ہیں کہ قیامت کے آنے کے وقت تک تمام مخلوق اس سے بے خبر ہوگی۔ بہرحال میں نے جو کچھ کہا بحمد اللہ قرآن کریم ہی کی روشنی میں کہا ہے اُس کو تفسیر بالرائے کہنا محض جہالت کا کرشمہ ہے۔ آپ نے ایک عجیب و غریب بات یہ فرمائی تھی کہ وقتِ قیامت کا اخفاء صرف گنہگاروں اور سیہ کاروں سے ہے میں نے اس کا جواب دیا کہ یہ محض بے دلیل ادعائے باطل ہے اور ساتھ ہی حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کا ارشاد پیش کیا کہ لم یطلع علیها ملکا مقربا ولا نبیا مرسلا اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ یہاں نبی مرسل کے لفظ سے حضورؐ کے علاوہ دوسرے پیغمبر مراد ہیں اور مثال میں لی مع اللہ وقتٌ والی حدیث پیش کی ہے۔ خدا کا شکر ہے آپ نے اتنا تسلیم کر لیا کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام سے وقت قیامت مخفی رکھا گیا ہے ورنہ پہلی تقریر میں تو آپ نے فرمایا تھا کہ یہ اخفاء صرف گنہگاروں اور سیہ کاروں کے لحاظ سے ہے۔ صبح کا بھولا اگر شام کو واپس آجائے تو غنیمت ہے اب میں امید رکھتا ہوں کہ آپ جلد ہی یہ بھی تسلیم فرمالیں گے کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس اور دیگر مفسرین کی عبارات میں اس

موقعہ پر نبیاً مرسلاً کا جو لفظ آیا ہے اس کے عموم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں۔

سنیئے! لی مع اللہ وقتٌ والی حدیث میں نبیٔ مُرسلٌ کے لفظ سے آنحضرتؐ بقرینۂ مقام خارج ہیں کیونکہ ایسے مواقع پر متکلم مستثنٰی ہوتا ہے۔

بخلاف حضرت عبداللہ ابن عباس اور دیگر مفسرین کے ارشادات کے کہ وہاں ایسا کوئی قرینہ موجود نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف قرینہ موجود ہے کیونکہ جس آیت کی تفسیر میں یہ الفاظ فرمائے گئے ہیں۔ اس کے مخاطب اول براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس لئے آپ سب سے پہلے اس کے مصداق ہوں گے۔ آپنے مجھ کو چیلنج کیا ہے کہ اس موقع پر کسی تفسیر میں خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کی تصریح نہیں دکھلا سکتا حالانکہ تفسیر ابن جریر کی عبارت میں پہلے پیش کر چکا ہوں اس میں قل انما علمہا عند اللہ کی تفسیر میں مرقوم ہے۔

ان معناہ قل یا محمد لسائلیك عن وقت الساعۃ وحین مجیئہا لاعلم لی بذلك الخ یعنی اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ان لوگوں سے فرما دیجیے جو آپ سے قیامت کے متعلق سوال کر رہے ہیں کہ مجھ کو اس کا علم نہیں۔

لیجیے اس عبارت میں تو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح موجود ہے کیا اب آپ اپنی غلطی تسلیم کرکے اپنی صداقت پرستی کا ثبوت دیں گے؟

آپ نے سورۂ اعراف کی آیت کے متعلق پھر یہ فرمایا ہے کہ اس میں غیر اللہ سے قیامت کے صرف علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے اور اپنی تائید میں اس مرتبہ آپنے احمد صاوی کی ایک عبارت بھی پیش کی ہے۔ خدا کی شان ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابی اور حضرت قتادہ جیسے عظیم المرتبت تابعی کے ارشادات پیش کر رہا ہوں۔ جن میں انہوں نے اسی آیت سے علم عطائی کی نفی بھی ثابت کی ہے اور آپ اس کے مقابلے میں تیرھویں صدی کے ایک عالم احمد صاوی کو پیش کر رہے ہیں جن کا شمار علماء معتبرین میں بھی نہیں ہے۔

بہر حال صاوی کا قول مجھ پر حجت نہیں۔

میں نے اپنی اس سے پہلی تقریر میں حدیث جبریل پیش کی تھی آپ فرماتے ہیں کہ تو نے اس کا مطلب غلط بیان کیا ما المسؤل عنہا باعلم من السائل کا مطلب یہ ہے کہ اے جبریل

ہم اور تم دونوں وقتِ قیامت کو جانتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

آپ کسی معتبر عالم کو یہ نہیں بتا سکتے کہ انہوں نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہو۔ تمام شارحین حدیث اس پر متفق ہیں کہ حضورؐ کے اس ارشاد کا مطلب یہی ہے کہ اے سائل! ہم تم دونوں ہی قیامت کے وقتِ خاص سے بے خبر ہیں چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات میں اس جملے کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یعنی من و تو برابریم در نادانستن آں بلکہ ہر سائل و مسئول ہمیں حکم دارد کہ آں را جز خداوند تعالیٰ کسے نداند و مے تعالیٰ ہیچکس را از انبیاء و رسل براں اطلاع ندادہ۔"

ایسے ہی دوسرے شارحین حدیث نے بھی لکھا ہے چنانچہ علامہ قسطلانی جن کا ابھی ابھی آپ نے نام لیا تھا وہ ما المسئول عنہا باعلم من السائل کی شرح میں فرماتے ہیں "

المراد نفی علم وقتہا کہ اس سے وقتِ قیامت کے علم کی نفی مراد ہے ارشاد الساری شرح بخاری ص ۴۸۰ جلد اوّل۔ اور شیخ الاسلام زکریا تحفۃ الباری شرح بخاری میں فرماتے ہیں: انما المراد التساوی فی نفی العلم بہ۔ "یہ تمام شارحین اس پر متفق ہیں کہ حضورؐ کے اس ارشاد گرامی کا مطلب یہ ہے کہ اے سائل! ہم اور تم دونوں وقتِ قیامت کے نامعلوم ہونے میں برابر ہیں اس بارے میں میرا علم تم سے زیادہ نہیں اور پھر آخر میں حضورؐ کا یہ ارشاد "فی خمس لا یعلمہن الا اللہ" یعنی قیامت ان پانچ چیزوں میں داخل ہے جن کو بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا اس کی صریح دلیل ہے کہ حضورؐ کا مقصد عدمِ علم قیامت میں برابری بیان کرنا ہے اور آپ کا مطلب یہی ہے کہ ہم کو اور تم کو دونوں کو ہی اس کی خبر نہیں ہے کہ قیامت کب اور کس دن اور کس وقت آئے گی؟

آپ نے اپنی اس تقریر میں علامہ عینیؒ اور علامہ قسطلانیؒ کے حوالے سے بھی ایک عبارت پیش کی تھی اور اس سے آپ نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ حضورؐ کو قیامت وغیرہ امور خمسہ کا علم بھی بعطائے خداوندی حاصل تھا اور آپ دوسروں کو بھی بتلا سکتے تھے بلکہ بتاتے تھے حالانکہ اس عبارت سے یہ مدعا کسی طرح ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ ان دونوں مصنفوں علامہ عینیؒ و علامہ قسطلانیؒ کی تصریحات اس کے صریح خلاف موجود ہیں اسی حدیث جبریل کے ذیل میں علامہ عینیؒ قیامت کے متعلق فرماتے ہیں:-

الاعتقاد بوجودہا و بعدم العلم بوقتہا لغیر اللہ تعالیٰ من الدین ص ۳۱۸ ج ۱

یعنی قیامت کے آنے کا یقین رکھنا اور ساتھ ہی یہ عقیدہ رکھنا کہ اس کے وقت خاص کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے اجزاء دین میں سے ہے اور بعینہ یہی مضمون اس موقع پر علامہ قسطلانی نے بھی لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو قسطلانی ج ۱ صفحہ ۲۷

(نوٹ از مرتب) حضرت مولانا کی تقریر یہیں تک پہنچی تھی کہ مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا کہ عینی کی عبارت آپ کہاں سے پڑھ رہے ہیں۔ مولانا ممدوح نے فرمایا کہ میں اپنی یادداشت پڑھ رہا ہوں اگر آپ کو شک ہو تو آپ کے پاس عینی موجود ہے دیکھ لیجئے یا مجھے اپنی عینی دیجئے میں خود ہی عبارت نکال دوں۔ مولوی حشمت علی صاحب نے کہا کہ آپ کتاب سے پڑھیے مولانا نے فرمایا کہ اس وقت میرے ساتھ عینی نہیں ہے اور نہ ساری کتابیں ساتھ رکھی جا سکتی ہیں۔ ہاں جو چیز میں پیش کروں گا اس کے لفظ لفظ کی ذمہ داری لوں گا اور اگر میرا کوئی حوالہ غلط نکلے گا تو میں اپنی شکست تسلیم کر دوں گا لیکن مولوی حشمت علی صاحب اسی پر اصرار کرتے رہے کہ صرف اسی کتاب کا حوالہ دیا جائے جو یہاں آپ کے پاس موجود ہو۔ مولانا نے فرمایا یہ کوئی اصول نہیں ہے ہاں البتہ میرے جس حوالہ میں آپ کو شک ہو اسکی صحت ثابت کرنی میری ذمہ ہوگی ـــ پھر مولانا نے فرمایا کہ اس وقت یہ بحث فضول ہے کیونکہ جو عبارت میں نے اپنی یادداشت سے پیش کی ہے عینی کی ہے اور عینی آپکے پاس موجود ہے ابھی اسکو دیکھئے مولوی حشمت علی صاحب نے کہا کہ میرے پاس جو عینی ہے اس سے آپکو کوئی تعلق نہیں آپ اپنی کتاب پیش کیجئے۔ میں اپنی کتاب آپکو نہیں دوں گا۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ آپکی عاجزی کی اس سے زیادہ روشن دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ میرے پیش کردہ حوالہ کو بھی نہیں مانتے اور کتاب سے اس کی تصدیق بھی کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے اور پھر اس حرکت سے شرماتے بھی نہیں اس گفتگو میں مولانا کا وقت ختم ہو گیا۔

مولوی حشمت علی صاحب

حضرات گرامی! آپ نے دیکھ لیا مولوی منظور صاحب اپنا اور اپنے موکل منور الدین کا کفر اٹھانے کے لئے تیار نہیں ہوتے ارے مولوی صاحب! آپ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم عظیم گھٹانے کے لیے آیتیں حدیثیں اور بزرگوں کی عبارتیں تو پڑھتے جاتے ہیں مگر اپنا اسلام ثابت کرنے کے لیے ایک لفظ منہ سے نہیں نکلتا جبتک آپ اپنا مسلمان ہونا ثابت کر لیں آپکو آیتیں، حدیثیں اور بزرگان دین کے اقوال پیش کرنے کا کیا حق ہے آپ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے حضرت ابن عباسؓ اور حضرت قتادہؓ اور دوسرے بزرگان دین کا نام لیتے ہیں

مگر ابتک آپنے جتنی چیزیں بھی پیش کی ہیں ان میں سے کسی میں صراحت کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر نہیں ہے آپنے اس مرتبہ ایک بڑا جھوٹ یہ بولا ہے کہ حضور کو یہ خبر نہ تھی کہ قیامت کس تاریخ اور کس دن اور کس وقت قائم ہوگی میں آپکو بتلاتا ہوں میرے آقا اللہ محبوب مطلع علی الغیوب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو یہ تمام باتیں معلوم تھیں اور آپنے اپنے امتیوں کو بھی بتلائیں سنو! حدیثوں میں آتا ہے کہ قیامت محرم کے مہینہ میں آئے گی تاریخ دسویں ہوگی دن جمعہ کا ہوگا۔ کیا اب بھی وہابی یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضور کو قیامت کے دن اور اس کی تاریخ کا علم نہ تھا حضور کو ضرور اس کا علم تھا اور آپ کے مولا تبارک وتعالیٰ نے آپ کو سب کچھ بتلا دیا تھا۔

آپ نے سورۂ اعراف کی جو آیت پڑھی ہے اس میں لا یجلیھا لوقتھا الا ھو سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے بتانے سے اس کے محبوبوں کو بھی اس کا علم ہوگا اور ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا وقت ظاہر کر دیا تھا۔

آپ نے اس مرتبہ پھر کہا ہے کہ "اکاد اخفیہا" میں اخفاء مطلق ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ یہ اخفاء بس قیامت تک رہے گا ارے! جب الی یوم القیامۃ کے ساتھ مقید ہوا تو پھر مطلق کہاں رہا آپ کو ان جاہلانہ باتوں سے شرم نہیں آتی؟ کیا ابھی آپ کو مطلق اور مقید کے معنی بھی معلوم نہیں؟

علامہ احمد صاوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق آپنے کہا ہے کہ وہ تیرھویں صدی کے عالم ہیں لہذا معتبر نہیں آپنے ابھی شاہ عبد القادر دہلوی کا ترجمہ پیش کیا تھا حالانکہ وہ بھی تیرھویں صدی کے ہیں تو اس کے کیا معنی کہ شاہ عبد القادر تو معتبر ہوں اور احمد صاوی معتبر نہ ہوں۔ جب آپ شاہ عبد القادر صاحب کے کلام سے استناد کر سکتے ہیں تو میں بھی احمد صاوی سے استدلال کرنے کا حق رکھتا ہوں اور آپ صرف یہ کہہ کر نہیں چھوٹ سکتے کہ وہ ہمارے نزدیک معتبر نہیں لہذا جو عبارت میں نے ان کی پیش کی ہے اس کا جواب دیجئے اور ایک عبارت اور انہیں کی سنیئے:۔ زیر آیت الیہ یرد علم الساعۃ فرماتے ہیں:۔

المعنی لا یفید علمہ غیرہ تعالیٰ فلا ینافی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یخرج من الدنیا حتی اطلع علی ما کان وما یکون وما ہو کائن ومن جملتہ وقت الساعۃ۔

(علم قیامت کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونے کے معنی یہ ہیں کہ وقت قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور عطا نہیں کر سکتا اس کے منافی نہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف نہیں لے گئے یہاں تک کہ جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہوگا اور جو کچھ ہو رہا ہے سب پر حضور کو مطلع فرما دیا گیا اور اس میں وقت قیامت بھی ہے۔

دیکھئے! اس میں کیسی صاف تصریح ہے کہ حضور اقدس کو تمام ماکان و مایکون ما ہو کائن کا علم بشمول وقت قیامت اسی حیات دنیا میں عطا فرمادیا گیا ہے پھر علامہ نے یہ بھی بتلادیا کہ یہ عقیدہ ان آیات کے خلاف نہیں جن میں وقت قیامت کے علم کو اللہ عزوجل کے ساتھ خاص بتلایا گیا ہے کیونکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور قیامت کا علم عطا نہیں کر سکتا....... پس وقت قیامت کے متعلق جو آیتیں آپ نے ابتک پیش کیں یا آئندہ آپ پیش کریں گے ان سب کے لیے میرا یہی جواب کافی ہے وللّٰہ الحمد

یہاں تک تو میں نے آپ کی تقریر کا جواب دیا اب میرے دلائل سنیئے! قرآن پاک میں ارشاد ہے:

ونزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شئ یعنی اے محبوب ہم نے تم پر کتاب نازل فرمائی جو ہر شے کا روشن بیان ہے

دوسری جگہ اسی کتاب عزیز کے متعلق ارشاد ہے:

ما فرطنا فی الکتاب من شئ یعنی ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز اٹھا نہ رکھی ہر چیز کا بیان کر دیا ہے

ان دونوں آیتوں سے معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں ہر چیز کا بیان بلکہ روشن بیان ہے اور کوئی چیز ایسی نہیں جس کا واضح بیان قرآن پاک میں نہ ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن کا پورا پورا علم تھا کیونکہ خود اللہ عزوجل نے آپ کو قرآن کی تعلیم دی تھی جیسا کہ سورۂ رحمٰن میں ارشاد ہے الرحمٰن علم القرآن پس جبکہ قرآن میں ہر چیز کا بیان اور حضور اس کے پورے عالم، تو نتیجہ یہ نکلا کہ بتعلیم الٰہی حضور کو ہر چیز معلوم، مولوی منظور صاحب! دیکھا آپ نے؟ قرآن سے اس طرح دعوے ثابت کیا جاتا ہے۔

اس کے بعد ایک حدیث بھی سنیئے! مشکوٰۃ شریف باب ادب المساجد صفحہ ۶۹ پر ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

رأیت ربی عزوجل فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملاء الاعلیٰ قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض الحدیث	میں نے اپنے رب عزوجل کو نہایت اچھی تجلی میں دیکھا اس نے پوچھا فرشتے کس بات پر باہم بحث کر رہے ہیں میں نے عرض کی تو ہی جاننے والا ہے فرمایا کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنا دست رحمت میرے دونوں شانوں کے بیچ میں رکھا تو میں نے اس فیض کی ٹھنڈک اپنے پستانوں کے درمیان پائی تو جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے

دیکھئے! اس حدیث پاک سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو زمین و آسمان کی تمام چیزوں کا علم کلی محیط حاصل ہے وللّٰہ الحمد

میرے پاس حضور اقدس کا علم غیب ثابت کرنے کے لیے بحمد اللہ سینکڑوں دلائل موجود ہیں مگر میں چاہتا تھا کہ کسی طرح آپ اپنے اور اپنے بڑوں کے کفر و اسلام پر بحث کرنے کے لیے تیار ہو جاتے۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب

(بعد حمد و صلوٰۃ) اب تک محترم مخاطب مولوی حشمت علی صاحب نے جو تقریریں کی تھیں ان میں موضوع سے خارج اور بے کار باتیں زیادہ ہوتی تھیں۔ خدا کا شکر ہے کہ اس تقریر میں تناسب بدل گیا ہے اور خارجی باتیں نسبتاً کم رہیں۔ ایں ہم غنیمت است۔

تاہم میں نے یہ طے کر لیا ہے کہ اب مولوی صاحب کی خارجی بات کا جواب نہ دیا جائے اس لئے آخری مرتبہ میں ان سے پھر کہتا ہوں کہ یہ وقت علم غیب پر بحث کے لیے مقرر ہے اس میں دوسری بحثیں چھیڑنے کی کوشش کرنا کمزوری اور عاجزی کی دلیل ہے اگر آپ کو فی الحقیقت کسی دوسرے موضوع پر گفتگو کرنا ہے تو بندہ بعون اللہ اس کے لئے بھی ہر طرح تیار ہے آپ جس بحث کے لیے چاہیں اسی وقت مستقل وقت طے کر لیں لیکن خلط مبحث کی پالیسی میں آپ کامیاب نہیں ہو سکتے ___ یہ آپکو میرا آخری انتباہ ہے اس کے بعد میں آپ کی کسی خارجی بات کا جواب دینے کی کوشش نہیں کروں گا۔ ہاں صرف حاضرین کرام سے یہ عرض کرونگا کہ وہ آپکے اس غلط مبحث سے صحیح نتیجہ نکالنے کی کوشش کریں اس کے بعد میں آپ کی تقریر کے جواب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں سنیئے! اس مرتبہ آپنے پھر یہ کہا ہے کہ "علم قیامت کی نفی کے متعلق جتنی چیزیں ابتک پیش کی گئی ہیں ان میں بصراحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذکر نہیں" ___ حالانکہ میں ابن جریر کی صحیح عبارت پیش کر چکا ہوں جس میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صاف طور پر "لا علم لی بذلک" کا جملہ مذکور ہے اس سے زیادہ تخصیص اور تصریح اور کیا ہو سکتی ہے؟ علاوہ ازیں میں آپ سے پوچھتا ہوں اگر کوئی غالی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجسم خدا، اور معبود کہنے لگے اور کوئی موحد مسلمان اس کے مقابلہ میں قرآن پاک سے توحید کی وہ آیتیں پیش کرے جن میں بتلایا گیا ہے کہ ایک اکیلے خدا کے سوا کوئی معبود نہیں، تو کیا اس کے جواب میں اس شخص کا یہ کہنا درست ہوگا کہ تم جو آیتیں پیش کرتے ہو ان میں سے کسی میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک مذکور نہیں اور کسی میں بھی بصراحت نہیں بتلایا گیا کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا اور معبود نہیں ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ آپکے نزدیک بھی اس کا یہ جواب کسی طرح درست نہ ہوگا اسی طرح سمجھ لیجئے کہ جب قرآن پکار پکار کر یہ کہتا ہے "انما علمہا عند اللہ"

(وقتِ قیامت کا علم بس خدا ہی کو ہے) اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان کراتا ہے "انما علمها عند ربی" (کہ میرے رب کے سوا کسی کو اس کا علم نہیں) اور "عنده علم الساعة" (یعنی صرف اسی کو قیامت کا علم ہے) تو ان صاف صریح اعلانات کے بعد آپکا یہ کہنا کہ چونکہ ان آیتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی نہیں آیا اور آپکا نام مبارک لے کر علم سابقہ کی نفی نہیں کی گئی اس لیے ان سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کو بھی قیامت کا وقتِ خاص معلوم نہ تھا" نہایت ہی لغو اور مضحکہ خیز ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بلا سوچے سمجھے آپ کی زبان سے یہ نکل گیا ہے۔

آپنے اس مرتبہ میرے دعوی کی تکذیب کرتے ہوئے بڑے زور سے فرمایا ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قیامت کا مہینہ، تاریخ، دن اور وقت تک معلوم تھا اور اس کے ثبوت میں آپ فرماتے ہیں کہ حدیثوں میں وارد ہے کہ قیامت محرم کے مہینے میں دسویں تاریخ کو آئے گی دن جمعہ کا ہوگا اور وقت صبح کا" کاش آپ ذرا وہ حدیثیں بھی پیش کر دیتے تو میں کچھ تفصیل سے عرض کرتا اس وقت اجمالاً صرف اتنا بتلاتا ہوں کہ وہ حدیثیں کمزور قسم کی ہیں اور ان کی بنیاد پر یہ تعینات نہیں کیے جا سکتے اور اگر بفرض انکو صحیح بھی مان لیا جائے تو بھی میرے مدعا کے خلاف نہیں کیونکہ صرف اتنی چیز سے تعین نہیں ہو جاتی جب یہ نہ معلوم ہو کہ کس سنہ کے محرم کے مہینہ میں اور کون سے جمعہ کو وہ آئے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے لے کر اب تک قریباً ساڑھے تیرہ سو دفعہ محرم کا مہینہ اور لاکھوں دفعہ جمعہ کا دن آچکا ہے اور معلوم نہیں کہ ختم دنیا تک کتنی دفعہ یہ چکر اور آئیگا پس جب تک یہ متعین نہ ہو کہ کونسے جمعہ کو اور کون سے محرم کے مہینہ میں قیامت آئے گی اس وقت تک آپکا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا اور یہ تعین آپ کسی ضعیف سے ضعیف بلکہ "منکر" روایت سے بھی ثابت نہیں کر سکتے۔

اس مرتبہ پھر آپ نے انتفاء مطلق اور الی یوم القیامۃ کی قید کے متعلق اظہارِ خیال کیا ہے اور اس کو جاہلانہ بات بتلایا ہے اس کے جواب میں میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ اگر یہ علمی باتیں کوئی جاہل نہیں سمجھ سکتا تو وہ اپنی جہالت کا ماتم کرے — آپنے احمد صاوی کی ایک عبارت پہلے بھی پیش کی تھی اور اس مرتبہ بھی پیش کی ہے میں پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ وہ میرے نزدیک علمائے معتبرین میں سے نہیں ہے جن کا قول قابل حجت ہو آپنے فرمایا کہ شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بھی تیرھویں صدی کے ہیں اس کے جواب میں گزارش ہے کہ میں نے شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا صرف ترجمہ قرآن پیش کیا ہے اگر آپ کے

نزدیک ان کا ترجمہ بھی قابل اعتبار نہ ہو تو آپ اس کا اظہار کردیں میں انشاءاللہ نہیں پیش کروں گا۔
آپ نے اس مرتبہ معارضہ کے طور پر دو آیتیں بھی پیش کی ہیں حالانکہ اس سے پہلے مناظروں میں ان کا صحیح مطلب آپکو بتا چکا ہوں اب پھر سن لیجئے آپکی پہلی پیش کردہ آیت "نزلنا علیك الکتب تبیانا لکل شیئ" کی تفسیر جلالین شریف میں اس طرح کی گئی ہے "تبیانا لکل شیئ یحتاج الیہ من امر الشریعۃ" یعنی قرآن پاک میں ان سب چیزوں کا بیان ہے جن کی ضرورت لوگوں کو شریعت کے بارہ میں پڑتی ہے" اور تفسیر بیضاوی میں ہے "تبیانا لکل شیئ من امور الدین" اور بعینہ یہی عبارت تفسیر مدارک میں ہے اور اسی کے قریب قریب دوسرے مفسرین کرام نے بھی لکھا ہے غرض عامہ مفسرین کے نزدیک اس آیت کا مطلب یہی ہے کہ قرآن پاک میں دینی اور شرعی باتوں کا پورا بیان ہے پس اس سے علم کلی پر استدلال کسی طرح درست نہیں اسی طرح جو دوسری آیت آپ نے "مافرطنا فی الکتب من شیئ" پیش کی ہے اس کی تفسیر میں بھی حضرات مفسرین نے یہ تصریح فرمادی ہے کہ یہاں "شیئ" سے وہی اشیاء مہمہ مراد ہیں جن کی معرفت ضروری ہوتی ہے چنانچہ امام رازیؒ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ "مافرطنا فی الکتب من شیئ یجب ان یکون مخصوصا ببیان الاشیاء التی یجب معرفتھا" یعنی آیت میں جو شئی کا لفظ ہے اس کو عام نہیں رکھا جاسکتا بلکہ اس کا ان اشیاء کے ساتھ خاص کرنا واجب ہے جن کی معرفت ضروری اور جن کا علم لابدی ہو اسی طرح تفسیر ابی السعود میں ہے "ای ماترکنا فی القرآن شیئاً من الاشیاء المھمۃ" یعنی ہم نے قرآن میں کوئی چیز بھی ضروریات میں سے نہیں چھوڑی۔
بہر حال حضرات مفسرین کی ان تصریحات کے مطابق اس آیت کا مطلب بھی صرف یہی ہے کہ قرآن پاک میں تمام وہ چیزیں بیان کردی گئی ہیں جن کا جاننا لازمی ہے اور ان میں سے کوئی چیز نہیں چھوڑی گئی۔ الغرض ان دونوں آیتوں سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں سب دینی اور ضروری باتیں بیان کردی گئی ہیں اور بے شک اس پر ہمارا ایمان ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ قرآن ان تمام دینی باتوں کا علم تھا بلکہ ہمارے نزدیک آپ کو بہت سے ایسے علوم بھی عطا ہوئے تھے جو قرآن میں نہیں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں:۔
"الا انی اوتیت القرآن ومثلہ معہ" یعنی مجھ کو قرآن بھی عطا فرمایا گیا اور اس جیسے اور علوم بھی
بہر حال آپ کی پیش کردہ دونوں آیتوں میں سے کوئی بھی مثبت مدعا نہیں آپنے اس مرتبہ

ایک حدیث بھی پیش کی ہے اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ وہ حدیث مضطرب ہے اور امام بیہقی نے اس کے تمام طرق کو ضعیف کہا ہے چنانچہ علامہ علی بن محمد خازنؒ اسی حدیث پر کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"قال البخاری عبد الرحمٰن بن عایش الحضرمی له حدیث واحد الا انهم یضطربون فیه و هو حدیث الرؤیة قال البیهقی وقد روی من طرق کلها ضعاف وفی ثبوته نظر

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس حدیث میں اضطراب ہے اور اس کے تمام طریقے ضعیف ہیں اور وہ ثابت نہیں علاوہ ازیں اس حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہے وہ ایک کشف شہودی ہے جس کیلئے مشہور چیزوں کا بھی تفصیلی علم لازم نہیں اور اس کو علم غیب کلی سے تو کوئی دور کا بھی تعلق نہیں

سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے اس مسئلہ کو ایک واقعہ کے رنگ میں خوب سمجھایا ہے فرماتے ہیں:

یکے پرسید ازاں گم کردہ فرزند ۔۔۔ کہ اے روشن دل و پیر خردمند
زمصرش بوئے پیراہن شنیدی ۔۔۔ چرا در چاہ کنعانش نہ دیدی
بگفت احوال ما برق جہاں است ۔۔۔ دمے پیدا و دیگر دم نہاں است
گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ۔۔۔ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کی قمیص لیکر انکے بھائی مصر سے کنعان کی طرف روانہ ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے بیٹھے فرمایا کہ مجھے یوسفؑ کی پاکیزہ بو محسوس ہوتی ہے تو بعض لوگوں نے حضرت یعقوب سے دریافت کیا کہ یہ کیا فلسفہ ہے کہ مصر سے چلے ہوئے کرتے کی خوشبو تو آپکو محسوس ہوگئی لیکن جب یوسف کنعان کے کنوئیں میں تھے تو آپکو پتہ نہ چلا۔ آپنے جواب دیا کہ ہمارے علم و ادراک کا حال بجلی سا ہے کہ اک دم ظاہر اور اک دم غائب۔

مطلب یہ تھا کہ جب اللہ چاہتا ہے تو ہمیں مصر کی خوشبو یہاں محسوس ہوجاتی ہے اور جب وہ نہیں چاہتا تو خود اپنی بستی کنعان کے کنوئیں کی چیز بھی نظر نہیں آتی۔

پس زیر بحث حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہے اس کی حقیقت یہی ہے کہ اس خاص عالم میں ایک خاص تجلی ظاہر ہوئی اور اس وقت زمین و آسمان میں جو چیزیں تھیں ان کا علم حضورؐ کو حاصل ہوگیا لیکن اس علم کے لیے تفصیل ضروری نہیں بالکل اس طرح کہ ایک شخص ہر وقت اپنے ہاتھ کو دیکھتا ہے مگر اس کی لکیروں کے متعلق تفصیلی معلومات نہیں رکھتا یا رات کے وقت آسمان کے ستارے دیکھے جاتے ہیں لیکن ان کی صحیح

شمار اور ان کے طول وعرض وغیرہ کے متعلق صحیح معلومات نہیں ہوئیں۔ بہر حال یہ حدیث اوّل تو ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استناد نہیں علاوہ ازیں علم غیب کی تفصیل محیط پر اس کی دلالت بھی نہیں یہاں تک آپ کی تقریر کا جواب ہوا اس کے بعد میں اپنے دلائل کی طرف رجوع کرتا ہوں اور چونکہ اب میرا وقت قریب الختم اس لئے ایک آیت اور پیش کر کے تقریر ختم کرتا ہوں سورۂ احزاب میں ارشاد ہے :

یسئلك الناس عن الساعۃ قل انما علمها عند اللہ ؕ	(اے نبیؐ) لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ اس کا علم بس اللہ ہی کو ہے۔

اس آیت کا مضمون بھی بالکل وہی ہے جو اس سے پہلی اعراف والی آیت کا تھا تاہم اس کی مزید تشریح اور اپنے استدلال کی توضیح کے لیے کچھ اور بھی عرض کرنا ہے جو انشاء اللہ آئندہ عرض کروں گا۔

مولوی حشمت علی صاحب

گرامی حضرات! آپ نے دیکھ لیا مولوی منظور صاحب اپنا اور اپنے موکل منور الدین کا اسلام ثابت کرنے سے کیسے عاجز ہیں کہ میں بار بار مطالبہ کر رہا ہوں اور ابتک وہ اس کے لیے تیار نہیں ہوئے اور اس مرتبہ تو انہوں نے صاف اعلان بھی کر دیا کہ اس وقت ہم کوئی اور بحث کرنا ہی نہیں چاہتے بس علم غیب ہی پر بحث کریں گے بہت اچھا لیجئے ہم بھی علم غیب ہی پر بحث کرتے ہیں۔

آپ نے ابتک علم قیامت کے متعلق کئی آیتیں اور حدیثیں پڑھی ہیں جن کے میں جوابات دے چکا ہوں اب ایک آخری اور فیصلہ کی بات کہتا ہوں۔ آپ دس بیس بلکہ دو چار بھی نہیں صرف ایک ہی ایسی آیت یا حدیث پیش کر دیجئے جس میں صراحتہً یہ مذکور ہو کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے وقت کا علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا ابتک جو آیتیں یا حدیثیں آپ نے پیش کی ہیں ان میں سے کسی میں بھی نہ تو تخصیص کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے اور نہ صاف طور پر علم عطائی کی نفی ہے آپ نے جو میرے مطالبہ کے جواب میں امام ابن جریر طبری کی عبارت "لا علم لی بذلك" پیش کی ہے اس میں بھی علم عطائی کی نفی نہیں بلکہ اس کا مطلب یہی ہے کہ مجھ کو اس کا ذاتی علم نہیں اور جو آیات و احادیث بھی علم قیامت کے متعلق آپ نے پیش کی ہیں یا آئندہ پیش کریں گے ان سب میں بھی علم ذاتی ہی کی نفی ہے میں چیلنج کرتا ہوں آپ بلکہ دنیا بھر کے وہابی مل کر بھی ایسی ایک آیت یا حدیث نہیں پیش کر سکتے جس میں صاف مذکور ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا علم عطا بھی نہیں فرمایا گیا تھا۔

آپ نے علامہ احمد صاوی کے متعلق پھر کہا ہے کہ وہ قابلِ اعتبار نہیں یہ آپکی عاجزی کی نہایت روشن دلیل ہے جب جواب نہیں بنا تو کہہ دیا کہ یہ قابلِ اعتبار ہی نہیں آپ جن مفسرین کی عبارتیں پیش کرتے ہیں میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ وہ قابلِ اعتبار نہیں میں نے آیت کریمہ تبیانا لکل شئی، اور ما فرطنا فی الکتب من شئی پیش کی تھیں آپ کہتے ہیں کہ ان آیتوں میں "شئی" سے صرف دینی اور ضروری باتیں مراد ہیں اور آپ نے بعض تفسیروں کی عبارتیں بھی پیش کی ہیں جن میں "کل شئی" کی تفسیر میں یتعلق بامور الدین اور اس معنی میں دوسرے الفاظ ہیں میں کہتا ہوں کہ دنیا کی اور آخرت کی کونسی ایسی چیز ہے جس کا تعلق دین سے نہیں، کم سے کم یہ کہ کائنات کی ہر چیز اپنے خالق جل وعلا کا پتہ دیتی ہے اور اس کے وجود و وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔ شاعر کہتا ہے:۔

وفی کل شئی لہ شاھد   یدل علی انہ واحد

دوسرا فارسی شاعر کہتا ہے

ہر گیاہے کہ از زمیں روید   وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید

تو دنیا کی ہر چیز، زمین کے تمام ذرے، درختوں کے پتے، آسمان کے تارے، سمندر کے قطرے غرض ساری چیزیں خدا کی معرفت کا سبق دیتی ہیں تو اس لیے تمام ہی چیزوں کا تعلق دین سے ہوا اور آپ تسلیم کرتے ہیں کہ جن چیزوں کا تعلق دین سے ہو ان سب کا روشن بیان قرآن پاک میں موجود ہے نتیجہ نکلا کہ ہر چیز کا مفصل بیان قرآن میں موجود ہے اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن پاک کے عالم بلکہ معلم ہیں تو آپ کو تمام چیزوں کا تفصیلی علم ہونا بھی آپ کے اقرار سے ثابت ہو گیا۔ وللہ الحمد

میں نے مشکوٰۃ شریف سے جو حدیث پیش کی تھی اس کے متعلق آپ نے کہا ہے کہ تفسیر خازن میں اس کی بابت لکھا ہے "روی بطرق عدیدۃ کلہا ضعاف" مگر آپکو یہ بھی خبر نہیں یا جان بوجھ کر آپ اس بات سے غافل بن رہے ہیں کہ باب فضائل میں ضعیف حدیثیں بھی مقبول ہیں اور یہ بحث علم غیب فضائل ہی کا تو ایک مسئلہ ہے اور ہم اس کے ذریعہ سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے ایک فضیلت ہی تو ثابت کرنا چاہتے ہیں لہٰذا اس کے لیے ضعیف حدیث بھی کافی ہے —— اور پھر کیا آپکو اصول حدیث کا یہ مسئلہ معلوم نہیں کہ اگر کوئی حدیث چند ضعیف طریقوں سے مروی ہو تو اس تعدد طرق کی وجہ سے وہ صحیح لغیرہ یا حسن کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے تو گویا علامہ خازن نے یہ جملہ لکھ کر

بتلادیا کہ یہ حدیث کم سے کم حسن درجہ کی ہے مگر افسوس ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے فضائل کی دشمنی کی وجہ سے آپکی سمجھ میں یہ باتیں نہیں آتیں دوسری بات آپنے اس حدیث کے متعلق یہ کہی ہے کہ "اس سے علم تفصیلی ثابت نہیں ہوتا بلکہ صرف علم اجمالی مفہوم ہوتا ہے جیسا کہ آسمان پر نظر ڈالنے والوں کو ستاروں کا اور ہاتھ دیکھنے والوں کو ہاتھ کی رگوں وغیرہ کا اجمالی علم ہوتا ہے" ۔ یہ آپکا صرف اختراع ہے حدیث کی مراد کے متعلق حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق دہلوی اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں۔

"عبارتست از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہٗ آں"

یعنی اس فرمان (فعلمت ما فی السموات والارض) سے حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ حضور کو تمام جزوی اور کلی علوم حاصل ہو گئے اور حضور نے ان سب کا احاطہ فرمالیا۔ کہیے کیا اس کے بعد بھی یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ اس سے علم تفصیلی ثابت نہیں ہوتا اس کے بعد میں ایک آیت اور ایک حدیث اور پیش کرتا ہوں قرآن پاک میں ارشاد ہے ماکان حدیثا یفتری ولکن تصدیق الذی بین یدیہ و تفصیل کل شی یعنی یہ کتاب (قرآن) کوئی گڑھی ہوئی چیز نہیں بلکہ اگلی کتابوں کی تصدیق اور ہر چیز کی تفصیل ہے اس آیت سے بھی صاف معلوم ہوا کہ قرآن پاک میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور جب حضور کو اس کا پورا علم ہے تو بیشک حضور کو ہر چیز کا تفصیلی علم ہوگا اور یہی ہمارا دعوےٰ ہے۔

اس کے بعد حدیث سنیئے! مواہب لدنیہ میں خطیب قسطلانی ناقل ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: - ان اللہ رفع لی الدنیا فانا انظر الیہا والی ما ھو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر کفی ھذہ

یعنی اللہ تعالیٰ نے میرے لیے دنیا کو اٹھا کر سامنے کر دیا پس میں دیکھتا ہوں اس کو اور ان سب باتوں کو جو اس میں ہونے والی ہیں قیامت تک جس طرح کہ دیکھتا ہوں میں اپنے اس ہاتھ کو، دیکھیے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ ساری دنیا حضور اقدس علیہ السلام کے سامنے مثل کف دست پیش کر دی گئی اور آپنے اسکو اور اس کی ساری کائنات کو ملاحظہ فرمایا اس سے بڑھ کر حضور کے علم غیب کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے ؟

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد و صلوٰۃ) میرے مخاطب مولوی حشمت علی صاحب نے بہت کوشش کی اور بہت ہاتھ پیر مارے کہ کسی طرح بحث علم غیب سے ان کا چھٹکارا ہو جائے لیکن وہ اتنی سخت گرفت میں تھے کہ کامیاب نہ ہو سکے اور چار و ناچار ان کو وہ

پیالہ منہ سے لگانا پڑا جس کے لئے وہ کسی طرح تیار نہ تھے۔

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں اور پھر بہ بانگ دہل کہتا ہوں کہ اگر فی الحقیقت مولوی حشمت علی صاحب مسئلہ علم غیب کے علاوہ کسی دوسرے موضوع پر بحث کرنا چاہتے ہیں تو وہ اسی وقت اس کے لیے مستقل وقت طے کر سکتے ہیں لیکن مجھے یقین ہے کہ ان کے یہ بلند بانگ دعوے صرف غلط بحث کے لیے تھے جس میں وہ ناکام رہے اور اس قسم کی فریب آمیز چالوں کے انجام میں ناکامی ہی ہوتی ہے اس کے بعد میں پہلے آپکی ان نئی دلیلوں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو آپ نے اپنی تقریر میں پیش کی ہیں — آپ نے جو آیت کریمہ اس مرتبہ پیش کی ہے اس کے آخری لفظ "کل شیٔ" کی تفسیر میں علامہ سیوطیؒ جلالین شریف میں لکھتے ہیں:۔

کل شیٔ یحتاج الیہ فی الدین	یعنی قرآن پاک میں ہر اس چیز کی تفصیل ہے کہ دین کے بارے میں جس کی احتیاج ہو

اور علامہ نسفیؒ نے مدارک التنزیل میں اور امام رازیؒ نے تفسیر کبیر میں اور دیگر مفسرین نے بھی اس کی تفسیر میں قریب قریب یہی لکھا ہے۔ بہر حال اس آیت کا مطلب بھی وہی ہے جو آپ کی پہلی پیش کردہ آیتوں کا مفسرین نے لکھا ہے اور اس پر ان تمام آیات سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ قرآن پاک میں دین کی ضروری باتوں کا روشن بیان ہے نہ یہ کہ اس میں ہر زمانہ کی مردم شماری، تمام چھوٹے بڑے انسانوں، کافروں اور مسلمانوں بلکہ تمام حیوانوں چرندوں پرندوں حتیٰ کہ دریا کی مچھلیوں مینڈکوں اور زمین کے کیڑوں مکوڑوں کی تفصیلی تعداد اور ان کے مکمل حالات بھی درج ہیں کہ وہ کیا کھاتے پیتے ہیں کتنی مرتبہ پیشاب اور کتنی مرتبہ پاخانہ کرتے ہیں — بہر حال حسب تصریحات مفسرین ان تمام آیات میں کل شیٔ سے مراد وہی چیزیں ہیں جن سے دین کا کوئی تعلق ہو اور جن کی معرفت دینی حیثیت سے ضروری ہو۔ آپ نے اپنی پچھلی تقریر میں فرمایا تھا کہ دنیا کی کوئی چیز ایسی ہے ہی نہیں کہ جس کا تعلق دین سے نہ ہو۔ مجھے حیرت ہے کہ آیا آپ دین کے تعلق کے معنی ہی نہیں سمجھتے یا دیدہ و دانستہ لوگوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اگر آپ کی یہ بات مان لی جائے تو حضرات مفسرین کو اس قید لگانے کی ضرورت ہی کیا تھی "کل شیٔ" کے ساتھ "یتعلق بامور الدین" اور "یحتاج الیہ فی امر الشریعۃ" اور اس قسم کی جو اور قیود مفسرین نے لگائی ہیں اُن سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بعض چیزیں دنیا میں وہ ہیں جن کا تعلق دین سے نہیں ہے اور بعض وہ ہیں جنکا تعلق دین سے ہے اور ان کی معرفت دینی حیثیت سے ضروری ہے اور ان ہی کا قرآن پاک میں بیان ہے۔ ورنہ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا آسمان کے ستاروں اور زمین کے ذروں

کی تعداد معلوم کرنا بھی دینی حیثیت سے ضروری ہے؟ اور کیا زمین کے کیڑے مکوڑوں کی نقل و حرکت اور ان کے پاخانہ پیشاب کے حالات کی معرفت کو بھی دین سے کوئی خاص تعلق ہے؟ اور کیا ایمانداری کے ساتھ آپ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تمام باتیں قرآن مجید میں لکھی ہوئی ہیں؟ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ آپ کا ضمیر بھی اس کے خلاف ہوگا۔ اس کے بعد گزارش ہے کہ خدا کے واسطے قرآن پاک کے معاملہ میں ایسی بیجا جرأت نہ کیجئے یہاں غیر مسلم بھی موجود ہیں وہ آپ کی ان باتوں کو سن کر کیا رائے قائم کریں گے۔

آپ نے اس مرتبہ مواہب لدنیہ کے حوالہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو روایت پیش کی ہے اس کے متعلق پہلی گزارش تو یہ ہے کہ وہ حدیث طبقہ رابعہ کی ہے اور اصول حدیث میں یہ طے ہو چکا ہے کہ جس حدیث کو صرف طبقہ رابعہ اور اس کے بعد والے محدثین روایت کریں وہ قابل استناد نہیں تاوقتیکہ کسی ناقد بصیر محدث سے اس کی تصحیح منقول نہ ہو اور آپ کسی ایک محدث سے اس کی تصحیح ثابت نہیں کر سکتے بلکہ اس کے برعکس میں آپ کو بتلاتا ہوں کہ محدثین نے اس کی سند کو ضعیف کہا ہے، چنانچہ حافظ علی متقی کنز العمال جلد ششم ص۹۵ پر اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "سندہ ضعیف" یعنی اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔

علاوہ ازیں اس حدیث سے بھی جمیع اشیاء کا علم تفصیلی محیط ثابت نہیں ہوتا بلکہ ایک اجمالی مشاہدہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ خود اسی حدیث میں اس مشاہدہ کی مثال ہتھیلی کے مشاہدہ سے دی گئی ہے اور ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص اپنی ہتھیلی کو دیکھتا ہے تو تفصیلاً اس کو اس کے رگ و ریشہ کا علم عام طور پر نہیں ہوتا، آپ نے ہزارہا بار اپنے ہاتھ کو دیکھا ہوگا لیکن میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ آپ نہیں بتلا سکتے کہ آپ کے ہاتھ میں کتنی رگیں ہیں ——— خیر یہ بحث تو معنوی ہے اور بعد کی ہے اصل جواب میرا یہی ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے لہذا قابل استناد نہیں۔

آپ نے ابھی یہ بھی فرمایا ہے کہ چونکہ مسئلہ علم غیب باب فضائل کا ایک اہم مسئلہ ہے اس لئے اس میں ضعیف حدیثوں سے بھی استدلال کیا جا سکتا ہے فی الحقیقۃ یہ غلطی آپ ہی کی نہیں بلکہ آپ کی جماعت کے استاذ العلماء مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی نے بھی اپنے رسالہ "الکلمۃ العلیا" میں یہی لکھا ہے حالانکہ یہ علمی اصطلاحوں سے جہالت کا افسوسناک مظاہرہ ہے آپ لوگ شاید سمجھے ہوئے ہیں، کہ فضیلت خواہ کسی قسم کی اور کسی درجہ میں ثابت کی جائے اس کے لئے ضعیف حدیث کافی ہے حالانکہ

اصول یہ ہے کہ فضیلت اگر فضیلت ہی کے درجہ میں ثابت کی جائے اور اس کو عقیدہ نہ بنایا جائے تو اس کے لئے ضعیف حدیث کافی ہے اور علم غیب کا مسئلہ آپ کے نزدیک عقیدہ کا درجہ اختیار کر چکا ہے لہٰذا اب وہ باب عقائد کا مسئلہ ہے نہ کہ باب فضائل کا۔

میں نے آپ کی پیش کردہ پہلی حدیث کے متعلق تفسیر خازن کے حوالہ سے امام بیہقیؒ کی یہ عبارت پیش کی تھی قد روی بطرق عدیدۃ کلھا ضعاف وفی ثبوتہ نظر اس کے جواب میں آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس عبارت کا منشا یہ ہے کہ تعدد طرق کی وجہ سے یہ حدیث صحیح لغیرہ" اور حسن کے درجہ کو پہنچ گئی ہے لہٰذا قابل احتجاج ہے بندۂ خدا کچھ تو سوچ سمجھ کر کہا کرو۔ امام بیہقیؒ کے آخری الفاظ یہ ہیں وفی ثبوتہ نظر" کہ تعدد طرق کے باوجود اس حدیث کے ثبوت میں کلام ہے گویا امام ممدوحؒ کے نزدیک اس حدیث کے طریقوں میں جو ضعف ہے وہ اس درجہ کا ہے کہ تعدد طرق سے بھی اس کی تلافی نہیں ہوتی اور اس لئے وہ قابل احتجاج نہیں۔

پھر اس حدیث کے متعلق میں تفصیل بتا چکا ہوں کہ اس سے علم کلی محیط تفصیلی ثابت نہیں ہوتا۔ اس کے جواب میں آپ نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی جو عبارت اشعۃ اللمعات سے پیش کی ہے اس میں بھی استغراق حقیقی مراد نہیں ہے اور اس کا قرینہ اسی اشعۃ اللمعات کی وہ عبارت ہے جو میں حدیث جبریل کی شرح کے ذیل میں اپنی پچھلی بعض تقریروں میں پیش کر چکا ہوں وہاں شیخ نے علم قیامت کے متعلق صاف الفاظ میں لکھا ہے کہ "وے تعالیٰ ہیچ کس را از ملئکہ و رسل بر آں اطلاع نداده" یعنی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں اور رسولوں میں سے کسی کو بھی وقت قیامت کی اطلاع نہیں دی ہے۔

اس کے علاوہ بھی حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی میرے پاس ایسی عبارات موجود ہیں جن میں بعض چیزوں کے متعلق صراحۃً حضرت شیخؒ نے لکھا ہے کہ ان کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل نہیں ہوا اور آپ سے یہ چیزیں مبہم رہیں" بہر حال حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی اس قسم کی تصریحات اس بات کا زبردست قرینہ ہیں کہ آپ کی پیش کردہ عبارت میں استغراق حقیقی مراد نہیں بلکہ استغراق عرفی مراد ہے (جیسا کہ مصنفین کی عبارتوں میں بکثرت ہوتا ہے) تو اس بنا پر شیخ کی اس عبارت کا مطلب صرف یہ ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام وہ جزی وکلی علوم حاصل ہوگئے تھے جو حق تعالیٰ کے نزدیک آپ کی شان کے مناسب تھے یا دوسرے لفظوں میں یوں کہئے کہ آپکو بہت سے جزئی وکلی علوم حاصل ہوگئے تھے" اور اس سے کسی کو انکار نہیں۔

یہاں تک تو آپکے پیش کردہ معارضات پر کلام تھا اس کے بعد میں اپنے دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

میں نے اپنی پچھلی تقریر میں سورۂ احزاب کی آیت "یسئلك الناس عن الساعة قل انما علمها عند الله" پیش کی تھی اور وقت ختم ہو جانے کی وجہ سے اس کے متعلق کچھ اور عرض نہیں کر سکا تھا اب اس کی تفسیر میں حضرات مفسرین کرام کے اقوال پیش کرتا ہوں۔

عمدۃ المفسرین حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ اس آیت کی ذیل میں فرماتے ہیں:-

یقول تعالیٰ مخبرا لرسوله صلوات الله وسلامه علیه انه لا علم له بالساعة و ان سأله الناس عن ذالك وارشده ان یرد علمها الی الله عز وجل کما قال تعالیٰ فی سورة الاعراف وهی مکیة وهذه مدنیة فاستمر الحال فی رد علمها الی الذی یقیمها۔	یعنی اس آیت میں حق تعالیٰ نے اپنے رسول (صلوات اللہ وسلامہ علیہ) کو بتلایا ہے کہ آپ کو وقت قیامت کا علم نہیں ہے اگرچہ لوگ پوچھا کریں اور آپ کو ہدایت کی ہے کہ اس کے علم کو خدا ہی کے سپرد کریں جیسا کہ سورہ اعراف والی آیت میں بھی یہی حکم دیا ہے (جس کو میں پہلے پیش کر چکا ہوں) اور وہ آیت مکی ہے اور یہ مدنی۔ پس علم قیامت کو خدا ہی کے حوالہ کرنا مستمر رہا۔

دیکھیے اس عبارت میں مفسر علیہ الرحمۃ نے آیت کا مطلب صاف یہی بیان کیا کہ حضور علیہ السلام کو وقت قیامت کا علم نہیں تھا اور پھر یہ بھی تصریح کر دی کہ حضورؐ کی حیات طیبہ میں یہی حال دائم و مستمر رہا۔

اور علامہ خازن رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے لفظ "قل انما علمها عند الله" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

یعنی ان الله تعالیٰ قد استأثر به ولم یطلع علیه نبیا ولا ملکا خازن ص۲۲۸	یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے ہی لیے وقت قیامت کے علم کو خاص کر لیا ہے اور کسی نبی اور فرشتے کو بھی اس کی اطلاع نہیں دی ہے۔

اور امام بغویؒ تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کے لفظ "وما یدریك" کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

ای انت لا تعرفه (معالم ص۲۲۸) یعنی اے رسول تم اس کو (وقت قیامت کو) نہیں جانتے۔ علی ہذا تفسیر جلالین میں بھی اسی لفظ "وما یدریك" کی تفسیر میں لکھا ہے ای انت لا تعلمها یعنی مطلب یہ ہے کہ آپکو اس کا علم نہیں کیا ان تصریحات کے بعد بھی آپکو یہ کہنے کی گنجائش رہتی ہے کہ آیات احادیث اور عبارات مفسرین میں خاص حضورؐ کا ذکر کہیں نہیں ہے یا یہ کہ صرف علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے؟ معاذ اللہ! ولا حول ولا قوۃ الا باللہ!!

اچھا میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کلمہ توحید "لا الٰہ الا اللہ" سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معبود نہ ہونا بھی آپ کے نزدیک ثابت ہوتا ہے یا نہیں حالانکہ اس میں بھی حضورؐ کا اسم مبارک صراحۃً مذکور نہیں ہے

اور پھر آپ کی طرح ایک ہٹ دھرم جو حضورؐ کو معبود باذن اللہ مانے، یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ اس میں صرف ذاتی الوہیت کی نفی ہے نہ کہ عطائی کی اور میں حضورؐ کو بالذات معبود نہیں مانتا بلکہ یہ سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انکو قابلِ عبادت بنادیا ہے گویا آپ معبود بالعطا ہیں، فرمایئے کہ آپ اس ہٹ دھرم کا منہ کس طرح بند کریں گے؟

اس کے بعد میں اپنے جدید دلائل پیش کرتا ہوں چوتھی آیت سنیئے! سورۂ ملک میں ارشاد ہے:

ویقولون متی هذا الوعد ان كنتم صادقين قل انما العلم عند الله وانما انا نذير مبين ○

اور یہ لوگ کہتے ہیں کب ہے یہ وعدہ (یعنی قیامت) اگر تم سچے ہو۔ اے رسولؐ! آپ کہہ دیجیے کہ اس کا علم بس اللہ ہی کو ہے اور میں تو بس صاف صاف ڈر سنانے والا ہوں"

اس کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

ای لا یعلم وقت ذالك على التعيين الا الله — یعنی قیامت کے وقت کی تعیین کے ساتھ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

اور علامہ ابو السعود رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:-

ای العلم بوقت مجیئ الساعة عنده عزوجل لا يطلع عليه غيره — یعنی قیامت کے آنے کے وقت خاص کا علم بس اللہ عزوجل ہی کو ہے اس کے سوا کسی کو اس کی اطلاع نہیں۔

پانچویں آیت سنیئے! سورہ انبیاء میں ارشاد ہے۔

فان تولوا فقل اذنتكم على سواء وان ادری اقریب ام بعید ما توعدون ○ یعنی اگر یہ لوگ نہ مانیں تو اے رسول آپ ان سے فرمادیں کہ میں تم کو خبردار کرتا ہوں مساوات پر اور میں نہیں جانتا کہ آیا قریب ہے یا دور جس کا تم سے وعدہ کیا جارہا ہے۔

علامہ نسفی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آیت کا مطلب یہ ہے

ای لا ادری متی یوم القیامة لان الله تعالى لم يطلعنی علیه — مجھے معلوم نہیں کہ قیامت کا دن کب ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر مطلع نہیں کیا۔

افسوس ہے کہ وقت میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے میں ہر آیت کی تشریح میں صرف ایک ہی دو تفسیری عبارات پیش کررہا ہوں ورنہ قریب قریب تمام ہی معتبر تفاسیر میں ان آیات کی یہی تفسیر کی گئی ہے کیا یہ تمام مفسرینِ عظام آپ کے برابر بھی قرآن کا مطلب نہیں سمجھے تھے؟ یا معاذ اللہ! یہ سب بزرگانِ امت بھی آپ کے نزدیک وہابی اور دشمنِ رسول تھے؟

مولوی حشمت علی صاحب

سنی بھائیو! آپ نے دیکھ لیا میں نے مولوی منظور صاحب سے کہا تھا کہ آپ علم قیامت پر اتنا زور لگا رہے ہیں زیادہ نہیں ایک ہی آیت یا حدیث ایسی پیش کر دیجئے جس میں صراحۃً حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام لیکر یہ بتلایا گیا ہو کہ آپکو قیامت کا علم بعطائے خداوندی بھی نہیں تھا۔ مولوی صاحب نے آپ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے کئی آیتیں پڑھیں اور کئی ایک تفسیری عبارتیں بھی پیش کیں لیکن ان میں سے کسی میں بھی بصراحت حضور آقائے کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں ہے بلکہ ان سب میں صرف علم قیامت کا حصر حق تعالیٰ کی ذات عالی میں بیان کیا گیا ہے اور وہ صرف علم ذاتی ہی ہو سکتا ہے کیونکہ علم عطائی اس کی جناب میں محال ہے الغرض جو آیتیں آپنے اب تک علم قیامت کے متعلق پیش کیں یا آئندہ پیش کریں گے اُن سب میں وقت قیامت کے علم ذاتی ہی کا اختصاص حق تعالیٰ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم اللہ کے بتلانے سے بھی نہ ہو حضرت علامہ اسمٰعیل حقی آفندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح البیان شریف جلد سوم کے صفحہ ۲۹۲ پر فرماتے ہیں۔

قد ذهب بعض المشائخ الى ان النبى صلى الله عليه وسلم كان يعرف وقت الساعة باعلام الله تعالىٰ وهو لا ينافى الحصر فى الأية كما لا يخفىٰ۔

یعنی بعض مشائخ کرام اس طرف گئے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بتانے سے قیامت کے وقت کو جانتے تھے اور قرآنی آیات میں علم قیامت کا جو حصر حق تعالیٰ کی ذات میں کیا گیا ہے یہ اُس کے منافی نہیں۔

دیکھئے علامہ حقی رحمۃ اللہ علیہ نے کیسی صاف تصریح فرمائی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بعطائے خداوندی وقت قیامت کا علم ماننا آیات حصر کے خلاف نہیں اور یہ اسی واسطے ہے کہ آیات حصر میں صرف علم ذاتی اور علم استقلالی مراد ہے علم عطائی سے وہ آیات بالکل ساکت ہیں۔ لیجئے یہ آپ کی تمام پیش کردہ آیات کا جواب ہو گیا۔

میں اس کے بعد اپنے دلائل کی طرف توجہ کرتا ہوں۔ میں نے تین آیتیں اب تک پیش کی تھیں جن میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ قرآن پاک میں تمام اشیاء کا بیان ہے"۔ سب چیزوں کی تفصیل ہے"۔ اور اس میں کوئی بات نہیں چھوڑی گئی ہے"۔ ان آیتوں کے جواب میں مولوی منظور صاحب کہتے ہیں کہ کل شیئ سے صرف وہ چیزیں مراد ہیں جو دین سے متعلق ہوں میں کہتا ہوں اول تو یہ تخصیص بے دلیل ہے

قرآن پاک میں کل شیٔ کے ساتھ کوئی قید نہیں لگائی گئی پھر آپ پیوند لگانے والے کون ہوتے ہیں۔ دیکھیے قرآن مجید میں دوسری جگہ ہے ان اللہ علی کل شیٔ قدیر ایک اور جگہ ہے وھو بکل شیٔ علیم تو کیا یہاں بھی آپ کل شیٔ کی تخصیص کریں گے؟ اور یہاں بھی یہ کہیں گے کہ اللہ تعالیٰ سب چیزوں پر نہیں بلکہ فلاں قسم کی خاص خاص چیزوں پہ قادر ہے اور اس کو تمام باتوں کا نہیں بلکہ فلاں فلاں خاص قسم کی باتوں کا علم ہے الغرض میرا پہلا جواب تو یہ ہے کہ آپ کی یہ تخصیص بے دلیل ہے دوسری بات یہ کہ میں کہہ چکا ہوں کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا دین سے تعلق نہ ہو۔

میں نے اپنی پہلی تقریر میں مشکوٰۃ شریف سے جو حدیث پیش کی تھی اس کے متعلق آپنے اس مرتبہ پھر یہ کہا ہے کہ اس حدیث کے تمام طریقے ضعیف ہیں، حالانکہ آپکو بتا چکا ہوں کہ جو حدیث چند ضعیف طریقوں سے مروی ہو وہ صحیح لغیرہ ہو جاتی ہے لہٰذا وہ قابل حجت ہے دوسری بات آپنے یہ کہی تھی کہ اس سے صرف علم اجمالی ثابت ہوتا ہے میں کہہ چکا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے حضرت شیخ محقق دہلوی فرماتے ہیں کہ عبارتست از حصول تمامہ علم کلی وجزوی واحاطہ آن" شیخ تو کہتے ہیں کہ تمام علوم جزوی وکلی حضورؐ کو حاصل ہو گئے اور آپنے ان کا احاطہ فرما لیا اور تم کہتے ہو کہ حضورؐ کو صرف اجمالی علم حاصل ہوا تھا۔

میں نے دوسری حدیث مواہب لدنیہ سے پیش کی تھی۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ حدیث طبقہ ثالثہ یا رابعہ کی ہے اور جب تک کوئی محدث اس کی تصحیح نہ کرے وہ قابل حجت نہیں۔

ارے مولوی صاحب! آپ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جب علامہ قسطلانی محدث نے اپنی کتاب میں اسکو نقل کر دیا تو گویا اس کو صحیح مان لیا کیونکہ اگر وہ اس کو صحیح نہ سمجھتے تو اپنی کتاب میں نقل ہی کیوں کرتے، الغرض اس حدیث کا مواہب لدنیہ میں منقول ہونا خود اس کی دلیل ہے کہ اس کے محدث مصنف نے اس حدیث کو صحیح مانا لہٰذا وہ قابل حجت ہے۔

یہاں تک تو آپ کی تقریر کا جواب ہوا۔ اب میری نئی دلیلیں سنیے! قرآن پاک میں ارشاد ہے۔ وکل شیٔ فصلنٰہ تفصیلا یعنی ہم نے ہر چیز کو قرآن پاک میں پوری پوری تفصیل سے بیان کر دیا ہے اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں ہر چیز کی تفصیل ہے اور جب حضورؐ قرآن پاک کے عالم بلکہ معلم ہیں تو حضورؐ کو تمام چیزوں کا تفصیلی علم ہوگا اور یہی ہمارا دعویٰ ہے۔ اس کے بعد ایک حدیث بھی سنیے بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:۔

قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً ما ترک شیئاً یکون فی مقامہ ذلک الی قیام الساعۃ الاحدث بہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ" یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار ہم میں کھڑے ہوئے تو کوئی چیز آپ نے ایسی نہیں چھوڑی جو قیامت تک ہونے والی تھی مگر یہ کہ آپ نے اس کو بیان فرمایا جس نے یاد رکھا اسے یاد رہا جو بھول گیا وہ بھول گیا۔ دیکھئے اس میں صاف تصریح ہے کہ قیامت تک ہونے والی ساری چیزیں آپ نے بیان فرما دیں اور ان میں سے کوئی بات بھی آپ نے نہیں چھوڑی کیا ان آیتوں اور حدیثوں پر آپکا ایمان نہیں ہے کیا دیوبند کے مدرسہ میں یہ حدیثیں نہیں پڑھائی جاتیں۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد وصلوٰۃ) میں طے کر چکا ہوں کہ اپنے مخاطب صاحب کی کسی فضول اور خارج از بحث بات کا جواب نہیں دونگا اس لئے ان کی لغو تعلیوں اور ناروا طعنہ زنیوں سے اعراض کرتے ہوئے اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔

میرے دلائل کے معارضہ میں جو آیتیں اور حدیثیں مولوی صاحب نے اپنی پہلی تقریروں میں پیش کی تھیں میں بحمد اللہ اُن سب کے جوابات دے چکا ہوں اور اس کے جواب الجواب میں جو کچھ بعد میں کہا گیا ہے اس کی حقیقت انشاء اللہ ابھی عرض کروں گا۔ پہلے ان کی ان نئی دلیلوں کی طرف متوجہ ہوں جو انہوں نے اپنی اس تقریر میں پیش کی ہیں۔

آیت کریمہ "کل شیء فصلنٰہ تفصیلاً" کے متعلق میرا پہلا مختصر جواب یہی ہے کہ یہاں بھی کل شیء سے صرف وہی چیزیں مراد ہیں جن کی معرفت ہمارے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ تفسیر جلالین میں اس کی تفسیر اس طرح کی گئی ہے۔

(وکل شیء) یحتاج الیہ (فصلنٰہ تفصیلا) جلالین ص ۲۲۹ یعنی مطلب آیت کا یہ ہے کہ ہم نے ہر ضروری چیز کی تفصیل کر دی ہے"۔ اسی طرح امام رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں اس موقعہ پر لکھا ہے۔

وکل شیء فصلنٰہ تفصیلا ای کل شیء بکم الیہ حاجۃ الخ تفسیر کبیر ص ۲۲۷ ج ۵ یعنی ہم نے ان تمام چیزوں کی پوری تفصیل کر دی ہے جن کی تم کو ضرورت ہے۔

یہاں بقصد اختصار صرف دو تفسیروں کی عبارتیں میں نے پیش کی ہیں ورنہ دیگر حضرات مفسرین نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ الغرض حسب تصریحات مفسرین اس آیت کا مطلب بھی یہی ہے کہ جن باتوں کا معلوم ہونا ضروری تھا وہ قرآن مجید میں تفصیل سے بیان کر دی گئیں نہ یہ کہ اس میں ساری کائنات ارضی و

سماوی کے تمام احوال وکیفیات کی تفصیل کی گئی ہے اور حشرات الارض (زمین کے کیڑے مکوڑوں) دریا کی مچھلیوں اور مینڈکوں جنوں اور بھوتوں) کی سوانح عمریاں بھی اس میں درج ہیں (معاذ اللہ)

آپنے اس تقریر میں فرمایا ہے کہ کل شیءٍ کی یہ تخصیص بے دلیل ہے معلوم نہیں کہ یہ اعتراض آپ کا مجھ پر ہے یا ان آئمہ مفسرین پر جنہوں نے یہ تخصیص کی ہے آپنے اس سلسلہ میں بطور نظیر کے ان اللہ علی کل شیءٍ قدیر اور وھو بکل شیءٍ علیم کو پیش کیا ہے حالانکہ اس کی صحیح نظیر قرآن مجید کی وہ آیتیں ہیں جن میں خدا کی دوسری کتاب توراۃ کے متعلق قریب قریب یہی لفظ آئے ہیں چنانچہ سورہ انعام میں ہے:-

ثم اٰتینا موسی الکتاب تماماً علی الذی احسن وتفصیلا لکل شیءٍ

دوسری جگہ ارشاد ہے۔ وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیءٍ موعظۃ وتفصیلا لکل شیءٍ

ان دونوں آیتوں میں توراتِ مقدس کے متعلق یہ فرمایا گیا ہے کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل کی گئی ہے اور بعینہٖ یہی الفاظ قرآن مجید خود اپنے متعلق کہتا ہے اب اگر آپ کے نزدیک "کل شیءٍ" میں کوئی تخصیص نہیں کی جاسکتی تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ تورات و قرآن میں ہر چیز صغیر وکبیر عظیم وحقیر، ارضی وسماوی، دینی و دنیاوی کا پورا پورا مفصل بیان ہو اور اس صورت میں لازم آئے گا کہ قرآن کے علوم تورات کے برابر ہوں اور اس میں کوئی بات بھی تورات سے زیادہ نہ ہو۔

فرمائیے کیا آپ کا یہی خیال ہے اور اگر آپ کا عقیدہ یہ نہیں ہے تو مہربانی کرکے بتلائیے کہ تورات کے متعلق جو آیتیں میں نے پیش کی ان میں لفظ "کل شیءٍ" سے کیا مراد ہے؟

آپنے اس مرتبہ پھر یہ مہمل بات کہی ہے کہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس کا تعلق دین سے نہ ہو میں آپ سے پوچھتا ہوں میرے اور آپ کے سر کے بالوں کی تعداد کو دین سے کیا تعلق ہے؟ اسی طرح اس بات کا معلوم کرنا کہ آج کتنی مکھیاں پیدا ہوئیں اور کتنی مریں کتنے مچھر مرے اور کتنے پیدا ہوئے آج ان معلومات کا دین سے کیا تعلق ہے؟ اور آپ کے نزدیک یہ قرآن پاک کی کس سپارہ کی کونسی آیت میں لکھا ہوا ہے؟ یہاں تک آپکی پیش کردہ آیات کے متعلق بحث تھی۔ اب احادیث کے متعلق سنیئے:-

آپنے پہلی حدیث جو مشکوٰۃ شریف سے پیش کی تھی اس کے متعلق میں نے کہا تھا کہ چونکہ اس کے تمام طرق ضعیف ہیں اور اس کے ثبوت میں محدثین کو کلام ہے اس لیے وہ قابل استدلال نہیں اس کے جواب میں آپنے جو کچھ کہا ہے اس کا جواب الجواب میں اپنی پہلی تقریر میں دے چکا ہوں اعادہ کی ضرورت نہیں — علیٰ ہذا آپنے

اسی حدیث کی شرح میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی جو عبارت پیش کی ہے اس کا مطلب بھی خود حضرت شیخ ہی کی تصریحات کی روشنی میں پہلے بیان کر چکا ہوں جس کے جواب میں آپ کچھ نہیں کہہ سکے

دوسری حدیث جو آپنے مواہب لدنیہ سے پیش کی تھی اس کے متعلق میں نے عرض کیا تھا جس طبقہ کے محدثین نے اس کو روایت کیا ہے صرف اس کی روایت کردہ احادیث اس وقت تک لائق استدلال نہیں جبتک کہ کوئی ناقد بصیر ان کی تصحیح نہ کرے"۔ اس کے جواب میں آپنے بڑے زور سے فرمایا ہے کہ علامہ قسطلانی نے جب اپنی کتاب مواہب میں اس کو نقل کر دیا تو بس اس کی تصحیح ہو گئی۔ مجھے افسوس ہے کہ فن کی ناواقفیت کی وجہ سے آپ کیسی مہمل اور مضحکہ خیز باتیں کہہ دیتے ہیں میرے مہرباں! مواہب لدنیہ ان کتابوں میں سے نہیں ہے جن میں صرف احادیث صحیحہ کے نقل کا التزام کیا گیا ہے نہ اس کے مصنف نے اس کا دعوی کیا ہے پس اس میں کسی حدیث کا درج ہو جانا کسی طرح اس کی ضمانت نہیں کہ وہ صحیح ہی ہو یہ شان تو صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ صحاح کی ہے جن کے مؤلفین نے اس کا التزام کیا ہے کہ وہ صرف وہی حدیثیں درج کریں گے جو ان کے نزدیک صحیح ہونگی ــــــ اور پھر میں تو حافظ علی متقی کی تصریح پیش کر چکا ہوں کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے پس وہ آپ کی ان اٹکل پچو باتوں سے کیونکر صحیح ہو سکتی ہے بہرحال جو دو حدیثیں آپنے پہلے پیش کی تھیں وہ ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل استدلال نہیں۔

اس مرتبہ حضرت حذیفہؓ کی جو روایت آپنے پیش کی ہے وہ بلاشبہ صحیح ہے لیکن کاش اس کے پیش کرنے سے پہلے آپ شرح حدیث میں یہ بھی دیکھ لیتے کہ علمائے حدیث نے اس کا کیا مطلب بیان کیا ہے علامہ علی قاری حنفی "شرح شفا" میں اس حدیث کے لفظ "فما ترك شيا" کی شرح میں فرماتے ہیں، "ای مهما" تو گویا حضرت ملا علی کی تصریح کے مطابق اس حدیث پاک کا مطلب ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس خطبہ میں تمام مہتم بالشان اور ضروری چیزیں بیان فرمائیں اور یہی قرین قیاس بھی ہے یہ کسی طرح سمجھ میں نہیں آسکتا کہ حضورؐ نے منبر اقدس پر کھڑے ہو کر یہ بیان کیا ہو کہ فلاں دن اتنی مکھیاں مریں گی اتنی مرغیاں انڈے دیں گی اتنے چوہے کے بچے پیدا ہونگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس ان چیزوں سے بہت اعلیٰ و بالا ہے آپ ہادی اور رہنما ہو کر تشریف لائے تھے خود آپ کی تعلیم ہے من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ" آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ بیکار اور غیر مفید باتیں نہ کرے پس یہ کس طرح سمجھ میں آسکتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی دوسروں کو بیکار باتوں سے منع فرمائیں اور

خود ہی منبر پر کھڑے ہو کر اس قسم کی غیر ضروری بلکہ غیر مفید چیزیں بیان فرمائیں آپ کی شان عالی اس سے بہت اعلیٰ وارفع ہے پس حدیث کا مطلب وہی لیا جائے گا جو حضرت ملا علی قاریؒ اور دیگر شارحین حدیث نے بھی بیان فرمایا ہے اور وہ یہ کہ حضور اقدس نے اس خطبہ میں تمام وہ باتیں بیان فرمائیں جو ضروری اور قابل بیان تھیں اور اس صورت میں اس حدیث کو آپ کے مدعا سے کوئی تعلق نہیں رہتا۔

یہاں تک تو آپ کے معارضات پر کلام تھا اب میں اپنے دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں علم قیامت کے متعلق اب تک میں نے جو پانچ آیتیں پیش کی ہیں ان کے جواب میں آپ نے صرف دو باتیں کہی ہیں ایک یہ کہ ان میں صرف علم ذاتی کی غیر اللہ سے نفی کی گئی ہے اور دوسرے یہ کہ ان میں سے کسی میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بصراحت ذکر نہیں ہے" میں ان دونوں باتوں کا مفصل جواب دے چکا ہوں پھر مختصراً عرض کرتا ہوں کہ جب حضرت عبد اللہ ابن عباس حضرت قتادہ جیسے اجلّہ صحابہ و تابعین اور ابن جریر اور ابن کثیر وغیرہ جیسے آئمہ مفسرین نے ان ہی آیات سے علم عطائی کی بھی نفی غیر اللہ سے سمجھی اور یہ نتیجہ نکالا کہ اللہ تعالیٰ نے قیامت کے وقت خاص کا علم کسی مخلوق حتیٰ کہ کسی مقرب فرشتے اور برگزیدہ نبی و رسول کو بھی عطا نہیں فرمایا ہے (جیسا کہ ان کی عبارات سے ظاہر ہے جو میں پہلے پیش کر چکا ہوں) تو پھر آپ کی یا آپ کے پیر و مرشد فاضل بریلوی کی رائے کو کون سنتا ہے اس بارے میں آپ نے اپنی تائید میں پہلے صاوی کی عبارت پیش کی تھی جس کے متعلق میں نے کہا کہ وہ علماء معتبرین میں سے نہیں ہیں۔ اب اس مرتبہ آپ نے ویسی ہی ایک عبارت روح البیان سے پیش کی ہے حالانکہ روح البیان کا شمار بھی تفاسیر معتبرہ میں نہیں ہے اس کے مصنف اسمٰعیل حقی آفندی ایک لطائف نگار بزرگ ہیں لیکن باب التفسیر میں آئمہ تفسیر کے مقابلے میں ان کی قول کی کوئی خاص وقعت نہیں۔

آپ نے دوسری بات میری پیش کردہ آیات و احادیث کے متعلق یہ کہی تھی کہ ان میں بصراحت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ذکر کر کے آپ سے علم قیامت کی نفی نہیں کی گئی" یہ اس قدر مضحکہ خیز بات ہے کہ کسی جاہل سے جاہل کے منہ سے بھی نہیں نکلنی چاہیئے مگر مجھے تعجب ہے کہ آپ بار بار نہایت دلیری سے یہی کہہ رہے ہیں۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ قرآن مجید کی کسی آیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بصراحت ذکر کر کے یہ بتلایا گیا ہے کہ آپ خدا نہیں ہیں رب نہیں ہیں معبود نہیں ہیں؟ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ ایسی ایک آیت بھی سارے قرآن میں نہیں نکال سکتے تو کیا اس کے حضور

کی خدائی اور آپکی ربوبیت و معبودیت کے عقیدے کا جواز نکل سکتا ہے بہرکیف آپکی یہ دوسری بات پہلی بات سے بھی زیادہ مہمل اور مضحکہ خیز ہے ـــــ اس کے بعد میرے نئے دلائل سنیئے ـــــ چھٹی آیت

قُلْ اِنْ اَدْرِیْ اَقَرِیْبٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ اَمْ یَجْعَلُ لَهٗ رَبِّیْٓ اَمَدًا ؏ سورہ جن ۲۶

اور اے رسولؐ! اعلان فرما دیجئے کہ میں نہیں جانتا کہ آیا قریب ہے وہ جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔ (یعنی قیامت) یا اللہ ٹھہرائے گا اس کے لئے کوئی میعاد"۔

اس آیت کا حاصل بھی قریب قریب وہی ہے جو اس سے پہلے پیش کردہ آیت کا تھا چنانچہ حافظ ابن کثیر اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

یقول تعالیٰ آمراً رسوله صلی الله علیه وسلم ان یقول للناس انه لا علم له بوقت الساعة ولا یدری اقریب وقتها ام بعید تفسیر ابن کثیر ج۹ ص۹۴	حق تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے کہ آپ لوگوں سے کہہ دیں کہ مجھ کو قیامت کے وقت کا علم نہیں اور مجھے خبر نہیں کہ آیا اس کا وقت قریب ہے یا بعید۔

ساتویں آیت سنیئے! سورہ حم سجدہ اور پچیسویں پارہ کی پہلی آیت ہے

اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ	یعنی اللہ ہی کی طرف حوالہ کیا جاتا ہے قیامت کا علم

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

ای لایعلم ذلك احدٌ سواه ابن کثیر ج۹ ص۹۸	یعنی اس کو (وقت قیامت کو) خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا

اور امام رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:۔

الیه یرد علم الساعة هذه الکلمة تفید الحصر ای لا یعلم وقت الساعة بعینها الا الله ؕ	کہ یہ کلمہ (الیہ یرد علم الساعۃ) مفید حصر ہے اور مطلب یہ ہے کہ قیامت کے وقت معین کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

آٹھویں آیت اسی مضمون کی اور سنیئے:۔ سورہ زخرف میں ارشاد ہے

وعنده علم الساعة والیه ترجعون ؏	اور اسی کے پاس ہے قیامت کی خبر اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

علامہ معین ابن صفی اس کی تفسیر میں "جامع البیان" میں لکھتے ہیں:۔

(عنده) لا عند غیره (علم الساعة)	خدا ہی کے پاس ہے قیامت کا علم نہ اس کے سوا کسی کے پاس

ان تمام آیات میں بھی نہایت صراحت کے ساتھ اعلان فرمایا گیا ہے کہ وقت قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی

کو نہیں اور اس عموم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں جس طرح کہ لا الہ الا اللہ کی عموم میں حضور اقدس اور تمام مقربین مرسلین علیہم السلام بھی داخل ہیں۔ ایک آٹھ آیتیں پیش کر چکا ہوں جن میں سے ایک بھی مومن کے لیے کافی ہے اور جن کے دلوں میں ایمان اور قرآن کی عظمت نہ ہو ان کیلئے قرآن پاک کے تیسوں پارے بھی کوئی وزن نہیں رکھتے

ے تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آبِ حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

مولوی حشمت علی صاحب

مسلمان بھائیو! مولوی منظور صاحب نے اپنی تقریر میں ایک نہایت شرمناک خیانت کی ہے اور وہ خیانت کسی اور کتاب میں بھی نہیں اللہ تعالیٰ کی کتاب مقدس قرآن مجید میں کی ہے مولوی صاحب نے سورہ جن کی آیت قل ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ ربی امدًا اس مرتبہ پیش کی ہے لیکن بس آدھی آیت پڑھ کر چھوڑ دی کیونکہ اس کے اگلے حصہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلکہ تمام رسولوں کے لیے علم غیب اور خاص کر قیامت کا علم ثابت کیا گیا ہے اس لیے مولوی صاحب اس کو ہضم کر گئے ـــــ مولوی منظور صاحب ویسے تو بڑے سیدھے بنتے ہیں مگر اللہ کے پیارے رسول کا علم عظیم گھٹانے کیلئے آپکو ایسی خیانتیں کرنی خوب آتی ہیں آپنے لا تقربوا الصلوٰۃ تو پڑھ دیا وانتم سکاریٰ چھوڑ دیا افتومنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض۔

مسلمانو! بس اسی سے مولوی صاحب کی عاجزی کا اندازہ کر لو کہ اب جبکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں رہی تو انہوں نے قرآن میں خیانتیں شروع کر دیں۔

سنیئے! مولوی صاحب نے جو آیت چھوڑ دی وہ یہ ہے:۔ عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدًا الا من ارتضیٰ من رسول یعنی اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا بجز پسندیدہ اور برگزیدہ رسولوں کے۔ اس سے صاف ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو علم غیب دیتا ہے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں اور رسولوں میں زیادہ پسندیدہ ہیں لہذا آپکو ضرور علم غیب عطا ہوا اور اس سے بڑھ کر حضور کے علم غیب کی اور کیا دلیل ہوگی۔ اور بعض مفسرین نے اس آیت میں غیب کے لفظ سے خاص قیامت ہی کو مراد لیا ہے تو اس صورت میں اس آیت سے خاص وقت قیامت کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہو جاتا ہے جس کی نفی کے لئے آپ صبح سے زور لگا رہے ہیں۔

سید المفسرین امام المتکلمین مفسر اہلسنت امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر ص ۳۳۰ ج ۸ میں اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں عالم الغیب فلا یظہر علیٰ غیبہ احدًا ای وقت وقوع القیامۃ من الغیب الذی لا یظہرہ

اللہ تعالیٰ لاحد فان قیل فاذا اعلم ذٰلک علی القیامۃ فکیف قال الا من ارتضیٰ من رسول مع انہ لا یظہر ھذا الغیب لاحد من رسولہ قلنا بل یظہرہ عند القرب من اقامۃ القیامۃ یعنی آیت کے معنی یہ ہیں کہ وقت قیامت ان غیبوں میں سے ہے جنکو اللہ تعالیٰ کسی کے لیے ظاہر نہیں کرتا بجز اپنے پسندیدہ رسول کے اس کے جو شبہ ہوتا ہے اس کا جواب امام رازی دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے قریب اس کی اطلاع دیگا اور اس کے وقت کو ظاہر کر دیگا۔ دیکھئے جس آیت میں خیانت کر کے آپنے علم قیامت کی نفی ثابت کی تھی اسی سے امام رازی نے حضورؐ کے لیے بلکہ تمام رسولوں کے لیے قیامت کا علم ثابت کر دیا۔ کہئے آپ کے نزدیک امام رازی معتبر ہیں یا نہیں۔

اور سنیئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں [۲۰] پر وقت وقوع قیامۃ اور احکام تکوینیہ و تشریعیہ اور معارف ذات و صفات ربانیہ کو غیب مطلق میں داخل فرمایا اس کے بعد اسی آیت کریمہ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول کی تفسیر میں ارقام فرمایا:۔

"پس مطلع نمی کند بر غیب خاص خود ہیچ کس را بوجہے کہ رافع تلبیس و اشتباہ خطا بکلی دراں حاصل شود و احتمال خطا و اشتباہ اصلاً نماند مگر کسی را کہ پسند می کند و آں کس رسول می باشد خواہ از جنس ملک باشد مثل حضرت جبریل (علیہ الصلوٰۃ والسلام) و خواہ از جنس بشر مثل حضرت محمد و موسیٰ و عیسیٰ (علیہم الصلوٰۃ والتسلیما) کہ اورا اظہار بر بعضے از غیوب خاصہ خود می فرماید"

اسکا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیوب خاص پر کسی کو اس طرح مطلع نہیں فرماتا کہ اس اطلاع میں خطا اور غلطی کا بالکل ازالہ ہو جائے اور خطا و اشتباہ کا احتمال بالکل نہ رہے مگر ایسے شخص کو جس کو اللہ تعالیٰ پسند فرمالے خواہ وہ فرشتوں میں سے ہو جیسے حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام یا انسانوں میں سے ہو جیسے حضرت محمد و موسیٰ و عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کہ ان کو اپنے خاص غیبوں پر مطلع فرما دیتا ہے۔

دیکھئے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیوب خاصہ کی بھی اطلاع دیتا ہے اور اس طرح دیتا ہے کہ اس میں کسی قسم کی غلطی اور خطا کا احتمال ہی نہیں رہتا اور وقت قیامت بھی غیوب خاصہ ہی میں سے ہے پس ثابت ہوا کہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اسکی اطلاع بھی خدا کے برگزیدہ رسولوں کو دی جاتی ہے اب کہئے کیا شاہ صاحب بھی آپ کے نزدیک نامعتبر ہیں؟

بھائیو! یہ ہے حق کا معجزہ جو آیت مولوی صاحب نے خیانت کر کے پیش کی تھی اور جس سے یہ ثابت کرنا چاہا تھا کہ میرے حضورؐ کو وقت قیامت کا علم نہیں تھا اسی سے ثابت ہو گیا اور میں ہی نہیں بلکہ حضرت امام فخرالدین رازی

اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ثابت کر دکھایا کہ اللہ تعالیٰ نہ صرف حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلکہ تمام برگزیدہ نبیوں اور رسولوں کو وقتِ قیامت کی اطلاع دیتا ہے وللہ الحمد

اور جب ایک آیت سے یہ بات ثابت ہوگئی تو تمام ان آیتوں کو جن میں علم قیامت کا حصر اللہ تعالیٰ میں کیا گیا ہے علم ذاتی پر محمول کرنا پڑے گا تاکہ آیاتِ قرآنیہ میں تعارض نہ ہو۔

اسی واسطے علامہ احمد صاوی اور اسمٰعیل آفندی نے لکھا ہے کہ یہ حصر صرف علم ذاتی اور علم استقلالی کے اعتبار سے ہے مگر آپ نے پہلے صاوی کو اور اب اسمٰعیل جیسے جلیل القدر علامہ کو بھی غیر معتبر ٹھہرا دیا حالانکہ تمام علماء ان کو معتبر مانتے ہوئے آتے ہیں۔ خیر اب میں ایسے ہی حضرات کی عبارتیں پیش کروں گا جن کو آپ غیر معتبر نہ کہہ سکیں، امام رازی اور حضرت شاہ عبدالعزیز کی عبارتیں میں ابھی پیش کر چکا ہوں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت میں نے پہلے پیش کی تھی جس کا آپ کوئی جواب نہیں دے سکے اب حضرت شیخ کی دوسری کتاب مدارج النبوۃ سے ایک عبارت اور پیش کرتا ہوں۔

شیخ علیہ الرحمۃ مدارج شریف جلد اول صہ۳ پر وھو بکل شیئ علیم کی تفسیر میں اس طرح فرماتے ہیں:۔

وے صلی اللہ علیہ وسلم دانا است بہ ہمہ چیز از شیونات ذات و صفات حق و اسمائے افعال و آثار و بجمیع علوم ظاہر و باطن و اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم علیم شدہ

یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی شانوں اور اس کے اسماء و افعال اور اس کی نشانیوں کو سب جانتے ہیں اور حضور نے ظاہر و باطن اول و آخر تمام علوم کا احاطہ فرما لیا ہے اور حضور فوق کل ذی علم علیم کے مصداق ہیں۔

کہئے کیا حضرت شیخ بھی آپ کے نزدیک غیر معتبر ہیں؟ آخر میں ایک عبارت حضرت ملا علی قاری کی اور پیش کرتا ہوں۔ مرقاۃ شریف شرح مشکوٰۃ جلد اول صہ۵۴ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اذا تنورت الروح القدسیۃ وازداد نورانیتھا واشراقھا باعراض عن ظلمۃ عالم الحدیث و تجلیۃ القلب عن صداء الطبیعۃ والمواظبۃ علی العلم والعمل وفیضان الانوار الالھیۃ حتی یقوی النور وینبسط فی فضاء قلبہ وتنعکس فیہا النقوش المرتسمۃ فی اللوح المحفوظ ویطلع علی المغیبات الخ

یعنی جب روحِ قدسی منور ہوتی ہے اور تزکیہ قلب و علم و عمل وغیرہ کی مداومت سے اس کی نورانیت میں ترقی ہوتی ہے تو اس کے دل کی فضا میں نور ہی نور پھیل جاتا ہے اور پھر لوح محفوظ کے نقوش اس میں منعکس ہوتے ہیں اور

اس صاحب روح قدسی کو مغیبات پر اطلاع ہو جاتی ہے "۔

اجی مولوی منظور صاحب! آپ تو خدا کے محبوب سید الاولین والآخرین کے علم غیب کے منکر ہیں اور حضرت ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ تمام ارواح قدسیہ والوں کے دلوں میں لوح محفوظ کا عکس پڑتا ہے اور وہ سب غیب پر مطلع ہوتے ہیں۔ کہئے کیا حضرت ملا علی قاری بھی آپ کے نزدیک نامعتبر ہیں؟

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی (بعد حمد و صلوٰۃ) آپ نے اپنی اس تقریر میں مجھ پر ایک سنگین الزام یہ لگایا ہے کہ میں نے آیت قرآنی کے پیش کرنے میں خیانت کی اور صرف آدھی آیت پڑھی مجھے تعجب ہے کہ آپ مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے کیسی صریح غلط بیانی سے کام لیتے ہیں میں نے جو آیت سورۂ جن کی پڑھی تھی وہ اسی قدر ہے اس کے بعد کی جو آیت آپ نے پیش کی ہے وہ پہلی آیت کا ٹکڑا نہیں بلکہ مستقل آیت ہے اگر واقعی آپ کو اس معاملہ میں غلط فہمی ہے تو قرآن مجید دیکھ لیجئے آپکو معلوم ہو جائے گا کہ میری پیش کردہ آیت کے آخری لفظ "ام یجعل له ربی امدًا" پر آیت ختم ہے۔

بہر حال یہ آپ کا محض بہتان ہے کہ میں نے پوری آیت نہیں پڑھی اور معاف کیجئے چونکہ آپ خود اس قسم کی مجرمانہ خیانتوں کے عادی ہیں اس لیے دوسروں کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں میں انشاء اللہ ابھی بتلاؤں گا کہ آپ نے اپنی اس تقریر میں کیسی کیسی اور کتنی افسوسناک خیانتیں کی ہیں پہلے میں اس آیت کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جو آپ نے اس مرتبہ پیش کی ہے اور جس کو میری پیش کردہ آیت کا ٹکڑا بتلایا ہے وہ آیت یہ ہے عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احدًا الا من ارتضی من رسول علامہ نسفیؒ اس کی تفسیر میں ارقام فرماتے ہیں: ۔

ای رسولا قد ارتضاه لعلم بعض الغیب تفسیر مدارک التنزیل ج۴ ص۲۲

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ اس آیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا البتہ اپنے برگزیدہ رسولوں کو بعض غیبوں کی اطلاع دے دیتا ہے اور یہ میرے دعوے کے خلاف نہیں اور آپ کے موافق نہیں کیونکہ آپ کا دعوی کل کا ہے۔

دیگر آئمہ مفسرینؒ نے بھی اس آیت کے ذیل میں قریب قریب یہی لکھا ہے میں صرف ایک عبارت علامہ ابو السعود کی اور پیش کرنا چاہتا ہوں الا من ارتضی من رسول کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ای رسولا ارتضاه لاظهاره علی بعض غیوبه المتعلقة برسالته...... تعلقا تاما اما لکونه من مبادی رسالته...... واما لکونه من ارکانها واحکامها کعامة التکالیف الشرعیة ...... واما ما لا یتعلق بها علی احد الوجهین

من الغيوب التي من جملتها وقت قيام الساعة فلا يظهر عليه احدًا ابدًا   تفسير ابو السعود ۸ صفحہ ۴۲۳

دیکھئے اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ آپ کی پیش کردہ آیت میں جن غیبوں پر رسولوں کو مطلع کئے جانے کا ذکر ہے وہ صرف وہی بعض غیوب ہیں جن کا رسالت سے خاص تعلق ہو اور جن غیوب کا تعلق رسالت سے نہ ہو جیسے کہ علامہ ابوالسعود کی تصریح کے مطابق "علم قیامت" تو اُن پر کبھی کسی کو مطلع نہیں کیا جاتا۔

بہر حال حضرات مفسرین کی اس قسم کی تصریحات سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس آیت سے انبیاء علیہم السلام کے لئے کل غیب کی اطلاع ثابت نہیں ہوتی۔ علیٰ ہذا آپکا یہ دعویٰ بھی بالکل غلط ہے کہ اس آیت سے حال وقتِ قیامت کی اطلاع ثابت ہوتی ہے اور اس کی تائید میں آپنے امام رازی کی جو عبارت پیش کی ہے اس میں تو صرف یہ ہے کہ قیامت کے بالکل قریب حق تعالیٰ اس کو ظاہر کریگا اور میری آپکی بحث اس حیاتِ دنیا کے متعلق ہے اور آپ کا دعوےٰ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام غیوب حتیٰ کہ قیامت کے وقتِ خاص کا علم بھی اس دنیا میں حاصل ہو گیا تھا پھر آپکی یہ کتنی بڑی خیانت ہے کہ امام رازی کی اسی عبارت کا وہ حصہ آپنے چھوڑ دیا جس سے اصل بحث کے متعلق انکی رائے معلوم ہوتی ہے آپکی پیش کردہ عبارت سے صرف ایک سطر پہلے ان ادری اقریب ماتوعدون کے معنے بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:-

یعنی لا ادری وقت وقوع القیامۃ یعنی رائے رسول فرما دیجئے کہ قیامت کے آنے کے وقت کو میں نہیں جانتا۔ مولوی صاحب آپ ایسی صریح خیانت کرتے ہوئے دوسروں پر خیانت کا الزام لگاتے ہیں ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اسی طرح حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے بھی آپنے لوگوں کو دھوکہ دینے کی کوشش کی ہے اسکے آخری الفاظ یہ تھے کہ "اظہار بر بعضے از غیوب خاصہ خود می فرماید" آپنے مطلب بیان کرتے ہوئے بعض کے لفظ کو بالکل اڑا دیا اور علم غیب کلی ثابت کر ڈالا پھر اس سے بڑھ کر دلیری آپنے یہ کی کہ حضرت شاہ صاحب کی اسی عبارت سے وقت قیامت کا علم بھی آپنے ثابت کر دیا حالانکہ اس عبارت میں اس کا خفیف سا نشان بھی نہیں بلکہ آپ کی پیش کردہ عبارت سے چند سطر پہلی عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحب کے نزدیک وقت قیامت کا علم حق تعالیٰ نے کسی کو نہیں عطا فرمایا اور پھر اسی ایک جگہ نہیں بلکہ تفسیر عزیزی میں متعدد جگہ اس کی تصریح موجود ہے چنانچہ تفسیر عزیزی پارہ تبارک الذی سورۂ ملک کی تفسیر میں زیر آیت ویقولون متی ھذا الوعد ان کنتم صادقین قل انما العلم عند اللہ وانما انا نذیر مبین .... اور پھر پارہ عم یتساءلون سورۂ "والنزعت"

کی تفسیر میں آیت کریمہ یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰھا فیم انت من ذکرٰھا الی ربک منتھٰھا کے ذیل میں حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت صراحت کے ساتھ اس مسئلہ پر کلام کیا ہے اور پوری وضاحت کے ساتھ بتلایا ہے کہ وقت قیامت کا علم حق تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ کسی مخلوق کو نہیں عطا فرمایا۔ اور آپ فرماتے ہیں کہ انہوں نے وقت قیامت کو ثابت کیا ہے حیرت ہے آپکی دیدہ دلیری پر۔

آپنے اس مرتبہ حضرت شیخ عبدالحق کی مدارج النبوۃ کے دیباچہ کی ایک عبارت بھی پیش کی ہے میری طرف سے اس کا مختصر جواب یہ ہے کہ اُس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے جن جمیع علوم کا حصول تسلیم کیا گیا ہے وہ وہی ہیں جو حضور کی شانِ نبوت کے مناسب تھے اور بالفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ اس میں استغراق عرفی ہے جو ایسے موقع پر محاورات میں عام طور پر مستعمل ہوتا ہے اور اس کا قرینہ وہی ہے جو میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ یہی حضرت شیخ دوسرے مواقع پر خاص چیزوں کے متعلق تصریح فرماتے ہیں کہ اُن کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں فرمایا گیا مثلاً وقت قیامت ہی کے متعلق ہیں ان کی تصریح اشعۃ اللمعات سے پیش کر چکا ہوں کہ "حق تعالیٰ ہیچ کس را از ملائکہ و رسل بر آں اطلاع نداده" اس کے علاوہ بھی ان کی اس قسم کی تصریحات بکثرت پیش کی جا سکتی ہیں اور اگر مجھے موقعہ ملا تو انشاء اللہ میں آئندہ تقریروں میں ان میں سے کچھ پیش بھی کروں گا پس حضرت شیخ کی ان تمام عبارات میں تطبیق اسی طرح ہو سکتی ہے کہ جہاں جہاں انہوں نے عموم و استغراق کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں ان کو استغراق عرفی پر محمول کیا جائے اور اگر آپکو یہ بات تسلیم نہیں ہے تو پھر براہ کرم مدارج کی اس عبارت کو حضرت شیخ کی ان عبارات سے منطبق کر کے دکھلایئے۔

آخر میں آپنے حضرت علامہ علی قاریؒ کی ایک عبارت بھی پیش کی ہے اور افسوس ہے کہ اس میں آپنے نہایت افسوسناک خیانت سے کام لیا ہے اور اُس عبارت کا وہ ابتدائی حصہ جس میں آپکے دعویٰ کے صریح خلاف موجود ہے اس کو آپنے چھوڑ دیا۔ دراصل عبارت یہاں سے شروع ہوتی ہے۔

ان للغیب مبادی ولواحق فمبادیہا لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل واما اللواحق فھو ما اظھرہ اللہ تعالیٰ علیٰ بعض احبابہ وحدۃ علمہ فخرج بذالک عن الغیب المطلق وصار غیبًا اضافیًا وذالک اذا تنورت الروح القدسیۃ الخ اس کا مطلب یہ ہوا کہ غیب کے لیے کچھ مبادی ہیں اور کچھ لواحق پس مبادی غیب پر تو کسی مقرب فرشتہ اور فرستادہ رسول کو بھی اطلاع نہیں ہوتی البتہ لواحق غیب کی اطلاع بعض محبوبان خدا کو دیدی جاتی ہے اس کے بعد وہ عبارت ہے جو آپنے پیش کی۔ پس اس ابتدائی حصہ میں تصریح ہے کہ

مبادی غیب کی اطلاع کسی ملک مقرب اور نبی مرسل کو بھی نہیں ہوتی تو اس ابتدائی حصہ کو چھوڑ کر باقی عبارت کو پیش کر دینا اور اس سے حضرت مصنفؒ کے خلاف علم غیب کلی ثابت کرنا صریح خیانت اور افسوسناک بددیانتی ہے حضرت علامہ قاریؒ نے ایسے لوگوں کی تکفیر کی جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کلی کے قائل ہوں یہ میرے پاس علامہ کی مشہور کتاب شرح شفا ہے اس کے ص۴۶۹ پر مسئلہ علم نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی پر کلام کرتے ہوتے ارقام فرماتے ہیں:۔

والحاصل ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما علمہم اللہ تعالیٰ احیانا وقد صرح علماؤنا الحنفیۃ بتکفیر من اعتقد ان النبی یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کذا فی المسایرۃ لابن الہمام یعنی انبیاء علیہم السلام کو غیوب کا علم نہیں بجز ان چیزوں کے جو اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً ان کو بتلائیں اور ہمارے علماء حنفیہ نے اس شخص کے کفر کی تصریح کی ہے جو یہ اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب ہے کیونکہ یہ عقیدہ حق تعالےٰ کے ارشاد قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کے خلاف ہے۔

مولوی حشمت علی صاحب سنا آپ نے حضرت ملا علی قاری کی زبان سے علماء حنفیہ کا فتویٰ؟ آپ کا مجھ سے یہ بھی مطالبہ تھا کہ عقیدہ علم غیب کلی کا کفر ہونا ثابت کر دیجیے آپکا وہ مطالبہ بھی پورا ہو گیا اس کے بعد میں اپنے دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ آٹھ صاف صریح آیتیں پہلے پیش کر چکا ہوں نویں آیت وہی سنیئے جو حضرت ملا علی قاریؒ نے اپنے فتویٰ کفر میں نقل فرمائی ہے یعنی:۔

قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ وما یشعرون ایان یبعثون ۔ یعنی اے رسول فرما دیجیے کہ زمین و آسمان کے رہنے والوں میں کوئی غیب کو نہیں جانتا سوائے اللہ کے اور ان کو معلوم نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔

علامہ علی بن محمد خازن اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

المعنی ان اللہ ھو الذی یعلم الغیب وحدہ ویعلم متی تقوم الساعۃ (وما یشعرون ایان یبعثون) یعنی ان من فی السموات وھم الملئکۃ ومن فی الارض وھم بنو آدم لا یعلمون متی یبعثون واللہ تعالیٰ تفرد بعلم ذلک

مطلب یہ ہوا کہ بس اللہ تعالیٰ ہی کل علم غیب رکھتا ہے اور اسی کو معلوم ہے کہ قیامت کب آئیگی اور آسمانوں میں

رہنے والے فرشتے اور زمین میں بسنے والے بنی آدم اس کو نہیں جانتے اور بس تنہا اللہ تعالیٰ ہی کو اس کا علم ہے
اس آیت سے بیک وقت دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ غیب کا علم کلی حق تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اور دوسرے یہ کہ وقت قیامت کی خبر کسی فرشتہ اور کسی فرزند آدم کو نہیں"۔ اس کے بعد دسویں آیت اور سنئے:۔

یسئلونك عن الساعة ایان مرسها فیم انت من ذکرها الی ربك منتهها یعنی
اے رسول آپ سے یہ لوگ سوال کرتے ہیں قیامت کے متعلق کہ کب ہے اس کا آنا ۔ آپ کو اس کے ذکر سے کیا سروکار، آپ کے پروردگار ہی کی طرف ہے اس کی انتہا۔

اس کی تفسیر میں حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔
ای لیس علمها الیك ولا الی احد من الخلق یعنی اس کا علم اے رسول نہ آپکو ہے نہ ہماری کسی اور مخلوق کو ۔ اور علامہ بغوی معالم التنزیل میں فیم انت من ذکرها کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔
ای لا تعلمها یعنی اے ہمارے رسول آپ اس کو نہیں جانتے"۔

آٹھ پہلی اور دو یہ ان دسوں آیتوں سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وقت قیامت کا علم حق تعالیٰ نے کسی کو عطا نہیں فرمایا اور صرف اپنے لئے خاص کر رکھا ہے پھر جن آئمہ مفسرین کی عبارات میں نے ابتک ان آیات کی تفسیر و تشریح میں پیش کی ہیں ان سب نے بھی ان کا یہی مطلب سمجھا ہے پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان تمام چیزوں کے معلوم ہو جانے کے بعد ایک باایمان کس طرح اس کے خلاف عقیدہ رکھ سکتا ہے۔

مولوی حشمت علی صاحب

حضرات گرامی! آپ نے دیکھا مولوی منظور صاحب نے سورۂ جن کی ایک آیت پیش کی اور اس سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت قیامت کا علم نہیں تھا مگر اس کے ساتھ کی دوسری آیت جس میں صاف مذکور تھا کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو علم غیب دیتا ہے اسکو آپ اڑا گئے جب میں نے مولوی صاحب کی گرفت کی اور ان کی خیانت ثابت کی تو وہ کہتے ہیں کہ چونکہ یہاں سے دوسری آیت شروع ہوتی ہے اس لئے خیانت نہیں ہوئی۔

اے مولوی صاحب دوسری آیت شروع ہوتی ہو یا تیسری آیت جب مضمون مسلسل ہے اور پھر آپ نے اس میں سے آدھا پیش کیا اور آدھے کو اپنے خلاف دیکھ کر ہضم کر لیا تو خیانت ہو گئی۔ اور خیانت کس کا نام ہے؟
آپ کہتے ہیں کہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدًا میں بعض غیب مراد ہیں۔ اس کی آپکے پاس کیا دلیل ہے، قرآن میں اپنی رائے سے پیوند لگاتے ہو۔ کیا یہ حدیث نہیں پڑھی من فسر القرآن برایہ فلیتبوأ

مقعدہ من النار۔ جو اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

اگر بفرض اس سے بعض ہی غیب مراد لیے جائیں تو بھی چونکہ اس سے پہلی آیت میں وقت قیامت کا ذکر ہے اس لئے اس سے یہی خاص غیب یعنی وقتِ قیامت مراد ہوگا اور اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس خاص غیب یعنی وقتِ قیامت کا جاننے والا ہے اور وہ اپنے برگزیدہ اور پسندیدہ رسولوں کے سوا کسی اور کو اس کی اطلاع نہیں دیتا تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ رسولوں کو اس کی اطلاع دی جاتی ہے اور اس صورت میں بھی یہ آیت آپ کے خلاف ہوگی۔ الغرض اگر آیت میں غیب سے کل غیب مراد لیا جائے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کلی ثابت ہوگا اور اگر بعض غیب مراد لیا جائے تو چونکہ پہلی آیت میں وقت قیامت کا ذکر تھا اس لئے وہی مراد ہوگا اور اس صورت میں اس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وقت قیامت کا علم ثابت ہوگا غرض یہ آیت ہر حال میں آپ کے خلاف حجۃ قاطعہ ہے اور قریب قریب اسی مضمون کی ایک اور آیت یہ ہے۔

ما کان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء۔ یعنی اللہ اس لئے نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب پر مطلع کرے لیکن وہ اپنے رسولوں میں سے جسے چاہتا ہے اس بات کے لیے چن لیتا ہے تو اسے غیب پر مطلع فرماتا ہے اس آیت سے بھی صاف معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ اپنے پسندیدہ اور چنیدہ رسولوں کو غیب پر مطلع کرتا ہے اور حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے مقرب اور سب سے زیادہ پسندیدہ رسول ہیں تو ضرور آپ کو علم غیب دیا گیا۔ حضور کے علم غیب کے لیے اس سے زیادہ صاف اور روشن دلیل اور کیا ہو سکتی ہے لیکن محبت کی آنکھ چاہیے، دشمنوں کو ہر کمال میں بھی عیب نظر آتا ہے۔

میں نے حضرت شیخ محقق دہلوی کی عبارت مدارج شریف سے پیش کی تھی آپ فرماتے ہیں کہ اس میں استغراق عرفی ہے ــــ بہت خوب! حضرت شیخ تو صاف فرماتے ہیں کہ "جمیع علوم ظاہر و باطن واول و آخر احاطہ نمودہ" اور آپ فرماتے ہیں کہ یہ استغراق حقیقی نہیں بلکہ استغراق عرفی ہے اگر ایسا ہی جواب دینا ہے تو میری سب پیش کردہ آیتوں اور حدیثوں کے متعلق یہی کہہ دیجئے کہ ان میں استغراق عرفی ہے۔ لیجئے میں حضرت شیخ محقق کی ایک اور عبارت اسی "مدارج" سے پیش کرتا ہوں اس کے ص۱۹۵ پر ہے۔

"ہر چہ در دنیا است از زمان آدم تا نفخہ اولی بروے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا احوال ہمہ را از اول تا آخر معلوم کرد" یعنی آدم علیہ السلام کے زمانے سے نفخ صور تک جو کچھ ہے سب حضور پر منکشف فرما دیا

یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام مخلوق کے حالات معلوم ہو گئے
دیکھیے حضرت شیخ نے کیسے کھلے لفظوں میں حضورؐ کے لیے جمیع ماکان و مایکون کا علم ثابت کیا ہے
کیا اس کو بھی آپ استغراق عرفی کہیں گے۔
آپ نے اس مرتبہ شرح شفاء شریف سے حضرت ملا علی قاریؒ کی ایک عبارت پیش کی ہے اور
اس سے آپ نے لوگوں کو یہ دھوکہ دینا چاہا کہ حضرت ملا علی قاریؒ کے نزدیک وہ لوگ (معاذ اللہ) کافر
ہیں جو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق علم غیب کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ ارے مولوی صاحب یہ بناوٹ
اور یہ دھوکہ بازی آپ کو شرم نہیں آتی۔ علامہ علی قاریؒ نے تو اس عبارت میں ان لوگوں کی تکفیر
کی ہے جو حضورؐ کے لیے بلا تعلیم خداوندی یعنی ذاتی طور پر علم غیب مانتے ہیں، دیکھیے اس کا پہلا ہی جملہ
یہ ہے: ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات الا ما اعلمہم اللہ تعالیٰ یعنی انبیاء غیب کو نہیں
جانتے مگر وہ جو انہیں اللہ تعالیٰ نے بتلا دیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ خود ملا علی قاریؒ کا یہ عقیدہ
ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے انبیاء علیہم السلام کو علم غیب ہوتا ہے تو کیا اس عقیدہ کو کفر کہہ کے ملا علی قاریؒ
نے خود اپنی تکفیر کی ہے ذرا کچھ سوچ سمجھ کر تو بات کہا کرو۔ بہرحال ملا علی قاری کی اس عبارت میں علم غیب ذاتی
کا عقیدہ رکھنے والوں کی تکفیر کی گئی ہے اور بیشک ہم بھی اس کو کفر سمجھتے ہیں۔ الغرض آپ نے یہ عبارت
پیش کر کے مسلمانوں کو صریح دھوکہ دیا۔ لیجیے اس شرح شفاء شریف کی ایک عبارت میں پیش کرتا ہوں،
جس سے معلوم ہو گا کہ حضرت ملا علی قاری کا عقیدہ اس بارہ میں کیا ہے ص جلد دوم میں تحریر فرماتے ہیں
لان روحہ علیہ السلام حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
ہر مسلمان کے گھر میں تشریف فرما ہیں،
مولوی صاحب! دیکھا آپ نے یہ ہے حضورؐ کے متعلق حضرت ملا علی قاری کا عقیدہ۔ بتلایئے
جب حضورؐ ہر جگہ اور ہر گھر میں ہوں تو آپ کو سب کچھ معلوم ہو گا یا نہیں اور آپ عالم کل ہوں گے
یا نہیں؟ مولوی صاحب آپ کو شرح شفاء میں یہ عبارت نظر نہیں آئی۔ (اس کے بعد
مولوی حشمت علی صاحب نے مولانا نعمانی کی پیش کردہ نویں اور دسویں آیت کے متعلق وہی ذاتی اور
عطائی کی بحث کی جو اس سے پہلے تقریروں میں گزر سکر آ چکی ہے ہم اس کا اعادہ فضول سمجھتے ہیں)
اور اسی پر مولوی حشمت علی صاحب کی تقریر ختم ہو گئی ۱۲ مرتب غفرلہ

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

آپ نے اپنی پچھلی تقریر میں مجھ پر آیت قرآنی میں خیانت کرنے کا الزام لگایا تھا الحمدللہ میں دلائل کی روشنی میں اس کا افترا محض اور بہتان خالص ہونا ثابت کر چکا ہوں۔ آپ نے اس سلسلے میں میری کسی دلیل کو ہاتھ نہیں لگایا اور آپ نے اسی غلط الزام کو اس تقریر میں پھر دہرا دیا ہے میں حاضرین کرام سے یہ درخواست کرونگا کہ وہ غور و فکر سے کام لیں اور انصاف کریں چونکہ مجھے ابھی بہت سی باتیں عرض کرنی ہیں اس لئے اب میں کسی مضمون کو بار بار بیان نہیں کر سکتا۔

آپ نے جو آیت کریمہ سورہ جن کی پیش کی تھی (یعنی لایظھر علی غیبہ احدًا الآیۃ) میں نے علامہ نسفیؒ اور علامہ ابوالسعودؒ کی تصریحات سے ثابت کیا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسولوں کو بھی بعض غیوب کی اطلاع دیتا ہے اور اس لیے اس آیت سے علم غیب کلی پر استدلال نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا ہے کہ یہ تفسیر بالرائے ہے اور اپنی طرف سے قرآن میں پیوند لگانا ہے مجھے معلوم نہیں کہ آپ کا یہ اعتراض مجھ پر ہے یا ان آئمہ مفسرین پر جنہوں نے اس آیت کا یہ مطلب بیان کیا اگر آپ علامہ نسفیؒ اور علامہ ابوالسعودؒ کی تفسیروں کو تفسیر بالرائے سمجھتے ہیں اور ان کو "من فسر القرآن برایہ الحدیث" کا مصداق ٹھہراتے ہیں تو پھر جرأت کر کے صاف صاف کہیئے تاکہ آپ کے بلانے والوں کو بھی آپ کا مسلک اور عندیہ معلوم ہو جائے۔

آپ نے اپنی اس تقریر میں اسی مضمون کی ایک دوسری آیت ماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء" بھی پیش کی ہے حالانکہ حضرات مفسرین نے اس کی تفسیر میں بھی بعض غیب کی تصریح فرمائی ہے۔ علامہ بغویؒ اپنی تفسیر معالم التنزیل میں ارقام فرماتے ہیں

(ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء) "فیطلعہ علی بعض علم الغیب" اور قاضی بیضاویؒ اسی موقع پر لکھتے ہیں

"لکن اللہ یجتبی لرسالتہ من یشاء فیوحی الیہ ویخبرہ ببعض المغیبات"

ان تصریحات کے مطابق آیت سے صرف یہ ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ اپنے رسولوں کو بعض مغیبات کی اطلاع دیتا ہے اور اس پر ہمارا ایمان ہے بیشک حق تعالیٰ نے اپنے تمام انبیاؑ کو بالخصوص سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکھوں کروڑوں غیب کی چیزیں بذریعہ وحی بتلائی تھیں لیکن یہ غلط ہے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام غیوب غیر متناہیہ کا علم عطا فرمایا ہو۔ بہرحال آپ کی پیش کردہ یہ آیت بھی پہلی آیتوں کی طرح آپ کے دعوٰی کی دلیل نہیں بن سکتی ——— دیکھیے پہلے کی طرح یہ نہ کہہ دیجیے گا کہ بعض کا

پیوند تو نے کہاں سے لگا دیا؟ اور یہ تفسیر بالرائے ہے" کیونکہ میں نے جو مطلب بیان کیا ہے وہ علامہ بغویؒ اور قاضی بیضاویؒ کا بیان کردہ ہے اور ان کی تفاسیر کے معتبر ہونے سے آپ بھی انکار نہیں کر سکتے۔ پھر یہی مطلب دوسرے مفسرین نے بھی بیان کیا ہے۔ مَیں بقصد اختصار ان دو کا حوالہ دیا ہے۔

آپ نے اپنی اس تقریر میں مدارج النبوۃ کی جو نئی عبارت پیش کی ہے بیشک اس کے متعلق بھی میرا جواب یہی ہے کہ اس میں استغراق عرفی ہی مراد ہے میں تو عرض کر چکا کہ حضرت شیخ دہلویؒ کی اس قسم کی تمام عبارتوں میں استغراق عرفی ہی ہے کیونکہ بعض خاص خاص اشیاء کے متعلق وہ اپنی کتابوں میں تصریح فرماتے ہیں کہ ان کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں ہوا چنانچہ وقت قیامت کے متعلق ان کی ایک تصریح مَیں اپنی پہلی تقریروں میں پیش کر چکا ہوں۔ اب ایک اور فیصلہ کن عبارت اشعۃ اللمعات ہی سے اور پیش کرتا ہوں حضرت شیخؒ ابن صیاد کے بارے میں اپنا قول فیصل یہ لکھتے ہیں۔

"بالجملہ حال وے مبہم است ودریں باب بر آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی نشدہ وحال وے مبہم داشتند"

اس عبارت سے ظاہر ہے کہ حضرت شیخؒ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ابن صیاد کے معاملہ میں وحی نہیں ہوئی اور اس کا حال مبہم رکھا گیا۔ حضرت شیخؒ کی اس صاف اور واضح تصریح کے ہوتے ہوئے اس کا احتمال بھی نہیں رہتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کلی کے قائل ہیں پس یہ اور اس جیسی ان کی دوسری عبارات اس بات کا زبردست قرینہ ہیں کہ حضرت شیخؒ نے جہاں کہیں اس بارے میں عموم و استغراق کے لفظ لکھے ہیں وہاں ان کی مراد استغراق عرفی ہے جو ایسے مواقع میں عام طور پر استعمال ہوتا ہے

مَیں نے اپنی پچھلی تقریر میں علامہ علی قاریؒ کی شرح شفاء سے جو عبارت پیش کی تھی جس میں انہوں نے ایسے لوگوں کی تکفیر فقہائے حنفیہ سے نقل کی ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جمیع مغیبات کا علم مانتے ہوں اس کے جواب میں بھی آپ نے وہی عجیب بات فرمائی ہے کہ وہ تکفیر صرف علم ذاتی ماننے والوں کی ہے حالانکہ اس میں اس کا کوئی ہلکا سا اشارہ بھی نہیں ہے۔ پھر آپ نے یہ ثابت کرنے کے لیے کہ اس علم غیب کلی کے عقیدے میں علامہ علی قاریؒ بھی آپ کے ہمنوا ہیں۔ شرح شفاء سے ایک محرف عبارت بھی پیش کی ہے میں اس کے متعلق تحقیقی جواب آپ کو ادرمی کے مناظرے میں دے چکا ہوں لیکن اس وقت بحث کو مختصر کرنے کیلئے اس عبارت کو صحیح فرض کر کے مَیں کہتا ہوں کہ اس سے صرف اتنا ثابت ہو سکتا ہے کہ ہر مسلمان کے گھر میں حضورؐ کی روح اقدس ہے اور اس سے زیادہ سے زیادہ یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ حضورؐ کو مسلمانوں کی خانگی باتوں

کا علم ہوتا ہے اور آپ کا دعویٰ اس سے بہت زیادہ عام ہے آپ تو اس کے مدعی ہیں کہ حضورؐ کو تمام انسانوں بلکہ تمام حیوانوں حتیٰ کہ زمین کے کیڑے مکوڑوں، سمندر کی مچھلیوں اور مینڈکوں، فضائی ذروں، بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں تک غرض عالم علوی و سفلی بلکہ تمام عالمین کے متعلق علم تفصیلی کلی محیط حاصل ہے اور گویا مقداری حیثیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم، علم باری تعالیٰ کے مساوی ہے۔ تو شرح شفاء کی اس عبارت سے آپ کا یہ طویل و عریض دعویٰ کیسے ثابت ہو سکتا ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اگر غور کیا جائے تو روح مقدس کے اسلامی گھرانوں میں موجود ہونے سے تمام مسلمانوں کے تمام حالات کا معلوم ہونا بھی لازم نہیں آتا بس زیادہ سے زیادہ ان واقعات کا علم ثابت ہو سکتا ہے جو گھروں کے اندر پیش آئیں اور کجا یہ محدود دائرہ اور کہاں وہ غیر متناہی وسعت ——— الغرض اگر آپ کی پیش کردہ شرح شفا کی عبارت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو اس سے آپ کے دعویٰ کا دسواں بیسواں بلکہ ہزارواں اور لاکھوں جز بھی ثابت نہیں ہو سکتا ——— میرا یہ جواب تو بر بنائے تسلیم ہے ورنہ اصل حقیقت وہی ہے جو میں آپکو "آدری" کے مناظرے میں بتلا چکا ہوں کہ درحقیقت یہاں مطبوعہ نسخہ کی غلطی ہے ورنہ اصل عبارت غالباً اس طرح ہو گی کہ:-

لان روحہ علیہ السلام حاضر فی بیوت اھل الاسلام اس کے بعد بحث ہی ختم ہو جاتی ہے۔

یہ تو آپ کی پیش کردہ عبارت کا جواب ہوا اب ذرا ان ہی علامہ علی قاریؒ کی ایک بصیرت افروز اور فیصلہ کن عبارت اور بھی سن لیجئے جس میں انہوں نے نہایت صفائی کے ساتھ ایسے لوگوں کے کفر پر امت کا اجماع نقل کیا جو حضورؐ کے لیے علم کلی کے قائل ہوں اور علم نبویؐ اور علم الٰہی کو کمیت اور مقدار کے لحاظ سے برابر مانتے ہوں جیسا کہ اس وقت آپ کا دعویٰ ہے۔

سنیئے علامہ ممدوح اپنی مشہور کتاب موضوعات کبیر میں اسی مسئلہ پر کلام کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں

"ومن اعتقد تسویۃ علم اللہ ورسولہ یکفر اجماعاً کما لا یخفی"۔

یعنی جو شخص علم الٰہی اور علم نبویؐ کی برابری کا عقیدہ رکھے وہ بالاجماع کافر ہے۔

کہیے مولوی صاحب! کیا یہی علامہ علی قاریؒ عقیدہ علم غیب کے بارے میں آپ کے موافق ہیں؟ ——— لیجئے آپ فتویٰ کفر کا بھی مطالبہ کر رہے تھے۔ علامہ علی قاریؒ نے آپ سب لوگوں پر اجماعی کفر کا حکم لگا کر آپ کی اس خواہش کو بھی پورا کر دیا ——— یہاں تک تو آپ کی تقریر کا جواب تھا اب میں پھر اپنے دلائل کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

پچھلی تقریروں میں میں دس آیتیں اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کر چکا ہوں جن سب سے قطعی اور صریح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وقت قیامت کا علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا۔ ان تمام آیات کی تفسیر میں آئمہ مفسرینؒ سے پیش کر چکا ہوں اور جو کچھ تاویلیں آپ نے ان کی کیں ان سب کے جوابات بھی بحمد اللہ دے چکا جن کے اعادہ کی حاجت نہیں اب میں مزید تائید کے لیے چند حدیثیں بھی اس مضمون کی پیش کرتا ہوں۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سمعت النبی صلی اللہ علیہ و سلم یقول قبل ان یموت بشہر تسئلونی عن الساعۃ وانما علمہا عند اللہ الحدیث یعنی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات شریف سے صرف ایک مہینہ پیشتر فرماتے سنا کہ تم مجھ سے وقت قیامت کے متعلق سوال کرتے ہو حالانکہ اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے حضرت شیخ عبد الحق دہلویؒ اس حدیث کی شرح فرماتے ہوئے اشعۃ اللمعات میں ارقام فرماتے ہیں۔

"یعنی از وقت وقوع قیامت کبریٰ مے پرسید آن خود معلوم من نیست و آں را جز خدائے تعالیٰ نداند" (اشعۃ اللمعات جلد چہارم صفحہ ۲۷۷)

یعنی حضورؐ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ لوگو! تم مجھ سے قیامت کبریٰ کا وقت پوچھنا چاہتے ہو حالانکہ وہ خود مجھے معلوم نہیں اور اس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔

ایک اور حدیث سنیے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الساعۃ قال علمہا عند ربی لا یجلیہا لوقتہا الا ھو۔

یعنی حضور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے وقت قیامت کا سوال کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا علم میرے خدا کو ہے الخ ——— اس حدیث کو امام احمدؒ کی روایت سے حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا (تفسیر ابن کثیر ص ۲۷۰ ج ۲)

اس مضمون کی اور بھی بکثرت احادیث ملتی ہیں لیکن وقت میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے میں ان کو اس وقت پیش نہیں کر سکتا۔ صرف ایک حدیث پاک اور پیش کرتا ہوں اور وہ اس مسئلہ میں میری آخری حجت ہے "مسند احمد" وغیرہ کتب حدیث میں حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ شب معراج میں میری ملاقات

حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ اور حضرت عیسیٰ روح اللہ سے ہوئی اور ہم سب ایک جگہ جمع ہوگئے اور قیامت کا ذکر چھڑ گیا پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے دریافت کیا گیا آپؑ نے فرمایا کہ مجھے اس کے وقت کا علم نہیں، پھر حضرت موسیٰؑ سے سوال کیا گیا آپ نے یہی فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں اس کے بعد جب حضرت عیسیٰ کی باری آئی تو آپ نے فرمایا "اما وجبتها فلا یعلم بها احدٌ الا اللّٰہ" یعنی قیامت کے آنے کے وقت کی خبر تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی نہیں حضرت مسیح علیہ السلام کے اس فیصلہ کن جواب کی کسی نے تردید نہیں کی بلکہ اسی پر اجماع اور اتفاق ہو گیا اس سے ثابت ہوا کہ وقت قیامت کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہ ہونا خدا کے تمام اولو العزم اور مقدس رسولوں کا اجماعی مسئلہ ہے اور اس سے اختلاف کرنا گویا اللہ کے ان تمام جلیل القدر اور اولو العزم رسولوں سے اختلاف کرنا ہے ۔ والعیاذ باللہ رب العلمین ومن لم یجعل اللہ له نوراً فما له من نور۔

آیات قرآنی، احادیث نبوی اور پھر بعض صحابہؓ و تابعین اور آئمہ مفسرین کے ارشادات تو بحمد اللہ میں بقدر کافی پیش کر چکا اب آخر میں ایک ایسی ہستی کا ارشاد آپ کے سامنے رکھتا ہوں، جس سے عقیدت کے آپ حضرات بہت زیادہ مدعی ہیں اور وہ ہستی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ سنیئے — اور بگوش ہوش سنیئے ۔ حضرت ممدوح اپنی مبارک تصنیف غنیۃ الطالبین میں ارشاد فرماتے ہیں ۔

"کل ما فی القرآن وما ادراك فقد اعلمه اللہ ایاه وما فیه وما یدریك فلم یدره ولم یطلعه علیه کقوله عزوجل وما یدریك لعل الساعة تكون قریباً وما تبین له وقتها" (غنیۃ الطالبین مطبوعہ لاہور ص ۲۷۴)

اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ جن چیزوں کے متعلق قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے حضورؐ کو خطاب کرتے ہوئے وما ادراك فرمایا ہے اس کا علم آپ کو دے دیا ہے اور جن چیزوں کے متعلق وما یدریك فرمایا ہے ان کی اطلاع حضورؐ کو نہیں دی ہے ۔ جیسے کہ قیامت کے متعلق فرمایا "وما یدریك لعل الساعة تكون قریبا" تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا وقت معلوم نہیں ہوا۔

حضرت شیخ جیلانی قدس سرہٗ کی یہ صاف و صریح عبارت پیش کرنے کے بعد میں آپ سے کہتا ہوں کہ اگر قرآنی آیات اور احادیث نبویہ سے آپ کی تشفی نہیں ہو سکتی تو حضرت غوث اعظمؒ کے اس ارشاد سے ہدایت حاصل کیجئے۔

اگرچہ اس کے بعد ضرورت باقی نہیں رہتی مگر میں اتمام حجت کو آخری حد تک پہنچانے کے لئے ایک چیز اور پیش کرتا ہوں ــــ پیر مہر علی شاہ صاحب پنجاب کے موجودہ مشائخ میں ایک امتیازی شان رکھتے ہیں اور میں نے سنا ہے کہ جن حضرات نے آپ کو یہاں مناظرہ کے لیے بلایا ہے وہ بھی ان کو اپنا مقتدیٰ جانتے ہیں اور غالباً آپ بھی ان کی جلالت قدر سے اس وقت انکار نہیں کر سکتے وہ اپنی کتاب "شمس الہدایہ" میں مرزا قادیانی کے اس دعوے کو رد کرتے ہوئے کہ قیامت سات ہزار سال پر آوے گی" ارقام فرماتے ہیں:۔

"اور یہ جو لکھا ہے کہ قیامت سات ہزار سال سے پہلے نہیں آسکتی میں کہتا ہوں یہ سات ہزار کی تحدید جو آپ نے لگادی ہے یہ منافی ہے "لایجلیھا لوقتھا الا ھو" کے اور ان احادیث کے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لاعلمی بیان فرمائی"۔ رسالہ شمس الہدایہ ص۱۱۹

آپ اپنی جوابی تقریر میں اب ذرا یہ بھی فرمادیں کہ سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ اور پیر مہر علی شاہ صاحب کی ان تصریحات کے بعد ان کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔ بینوا توجروا !!

مولوی حشمت علی صاحب آپ نے اس مرتبہ بڑے ناز کے ساتھ حضرت شیخ محقق دہلویؒ کی ایک عبارت اور پیش کی ہے مگر فی الحقیقت آپ نے حضرت شیخؒ کا نام لیکر مسلمانوں کو دھوکا دینا چاہا ہے اس عبارت میں یہ کہاں ہے کہ ابن صیاد کا حال حضورؐ کو معلوم نہیں تھا حضرت شیخؒ کا مطلب تو صرف یہ ہے کہ ہم مسلمانوں پر اس کا حال مبہم ہے، اور حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس کے بارے میں وحی نہیں ہوئی لیکن اس سے صرف علم بالوحی کی نفی ہوتی ہے نہ کہ مطلق علم کی۔ حضور کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے علاوہ اور جو ذرائع علم عطا فرمائے تھے مثلاً مشاہدہ وغیرہ اُن کے ذریعے سے حضور کو ابن صیاد کا حال بھی معلوم تھا۔ ہاں اس کے بارے میں آپ پر وحی نہیں ہوئی تو وحی نہ ہونے سے علم نہ ہونا کیسے ثابت ہو سکتا ہے کیا جن لوگوں کو وحی نہیں ہوتی ان کو کسی بات کا علم نہیں ہوتا؟ بہر حال یہ آپ کا حضرت شیخ پر افترا ہے کہ ان کے

نزدیک حضورؐ کو ابنِ صیاد کا حال معلوم نہ تھا وہ ایسا کیسے لکھ سکتے ہیں وہ تو خود اسی اشعۃ اللمعات میں علمت ما فی السموات والارض والی حدیث کے تحت میں فرما چکے ہیں۔ پس دانستم ہر چہ بود در آسمانہا و زمینہا" تو کیا ابن صیاد زمین و آسمان سے باہر کی چیز ہے ۔ اور پھر زمین و آسمان کا کیا ذکر۔ حضرت شیخؒ کا عقیدہ تو یہ ہے کہ ہر چہ در دنیا است از زمان آدم تا نفخہ اولی بروئے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منکشف ساختند تا احوال ہمہ را از اول تا آخر معلوم کرد" یعنی زمانہ آفرینش آدمؑ سے قیامت تک جو کچھ ہو گا وہ سب اللہ تعالیٰ نے حضورؐ پر کھول دیا اور حضورؐ نے اول سے آخر تک اس سب کو جان لیا۔ بتایئے کیا ابن صیاد زمانہ آدم سے قیامت تک کے درمیان ہی کی ایک مخلوق نہیں ہے؟ اگر ہے اور ضرور ہے تو حضرت شیخؒ کی ان عبارات سے حضورؐ کیلئے اس کا علم بھی ثابت ہوتا ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شیخ ممدوح حضورؐ کے لیے اس کے علم کے حصول سے انکار کریں۔ لہذا حضرت شیخؒ کی عبارت کا مطلب وہی ہو سکتا ہے جو میں نے بتلایا یعنی یہ کہ اگرچہ حضور کو وحی سے ابن صیاد کا حال نہیں معلوم ہوا لیکن دوسرے ذرائع سے معلوم ہو گیا تھا اگر یہ مطلب نہ لیا جائے تو پھر حضرت شیخؒ کی عبارات میں تخالف و تناقض ہو جائے گا۔

میں نے شرح شفا کی جو عبارت اپنے استدلال میں پیش کی تھی جس میں حضرت ملا علی قاریؒ نے حضورؐ کے حاضر و ناظر ہونے کی تصریح فرمائی ہے اس کے متعلق یہاں بھی آپ نے وہی لغو اور مضحکہ خیز بات کہی ہے کہ یہ چھپے ہوئے نسخہ کی غلطی ہے" اور اصل عبارت میں لا لان روحہ ہے حالانکہ میں ادری ہی میں آپ کے اس جواب کو مردود کر چکا تھا میں نے وہاں کہا تھا، اور اب پھر کہتا ہوں کہ اس طرح تو ہر نفی کو مثبت اور ہر مثبت کو نفی بنایا جا سکتا ہے اور آپ کی یہ بات جب قابل سماعت ہو سکتی ہے کہ آپ کسی نسخے میں لا کا ہونا ثابت کر دیں۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ شرح شفا کے کسی نسخے میں بھی اس جگہ لا نہیں ہے اور عبارت کا سیاق بھی یہی بتلاتا ہے کہ اس جگہ لا کا لفظ نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر بفرض وہاں لا ہوتا تو بعد میں بل ہونا ضروری تھا اور عبارت اس طرح ہونی چاہیئے تھی کہ لا لان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرۃ فی بیوت اھل الاسلام بل لان الخ پس جب آخر میں بل نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ شروع میں لا بھی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جو آپ نے یہ کہا کہ اس سے پورا دعوے ثابت نہیں ہوتا تو جتنا ثابت ہوتا ہے پہلے آپ اتنے کا اقرار کر لیجئے باقی ہم دوسرے دلائل سے ثابت کر دیں گے

آپ نے اس مرتبہ بڑے زور کے ساتھ موضوعات کبیر کی عبارت پیش کی ہے مولوی صاحب! ایسی بے خبری سے مناظرہ کرتے ہو! یہ بھی خبر نہیں کہ وہ عبارت خود ملا علی قاریؒ کی ہے یا انہوں نے کسی اور سے نقل کی ہے وہ عبارت درحقیقت ابن قیم بدمذہب کی ہے اس موقع پر حضرت ملا علی قاریؒ نے اس کا ایک طویل کلام نقل کیا ہے اور اس کا قول ہم پر حجت نہیں وہ نہایت بدمذہب تھا خذلہ اللہ تعالیٰ واضلہ علی علم کیا اسی گمراہ بدمذہب[1] کے قول سے ہم پر آپ حجت قائم کرتے ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس میں ان لوگوں کی تکفیر کی گئی ہے جو اللہ اور رسول کے علم میں مساوات کا عقیدہ رکھیں۔ اور مساوات جب ہو سکتی ہے جب دونوں کے لیے ایک سا علم مانا جائے اور ہم اللہ کے علم کو ذاتی مانتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو عطائی کہتے ہیں تو مساوات کہاں رہی؟

آپ نے لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے اس مرتبہ سیدنا حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی لیا ہے آپ ان مقدس اکابر دین کے ارشادات کو کیا سمجھ سکتے ہیں۔ حضرت غوث پاک نے یہ کہاں لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو وقت قیامت کا علم عطا بھی نہیں ہوا جو عبارت آپ نے پڑھ کر سنائی ہے اس میں آپ نے خود ہی یہ لفظ پڑھے ہیں کہ لم یتبین لہ وقتھا کہ حضور کے لیے اس کا وقت ظاہر نہیں ہوا اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ کو خود بخود نہیں معلوم ہوا، لیکن ان کے مولیٰ تعالیٰ نے ان کو بتلا دیا تھا۔

ایسے ہی پیر مہر علی شاہ صاحب کی جو عبارت آپ نے پیش کی ہے اس میں بھی یہ کہیں نہیں کہ حضور کو اس کا علم عطا نہیں فرمایا گیا تھا بلکہ اس میں صرف بعض آیتوں اور حدیثوں کا حوالہ ہے جن کے متعلق میں پہلے ہی آپکو بتلا چکا ہوں کہ ان میں صرف علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے پھر یہ بھی آپنے غلط کہا کہ وہ ہم لوگوں کے مقتدیٰ ہیں حضرت صاحبزادے صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ وہ تو خود ہمارے یہاں کی گدی کے مرید ہیں[2]

اس مرتبہ آپ نے جو تین حدیثیں علم قیامت کے متعلق اور پیش کی ہیں ان میں سے بھی کسی ایک میں یہ مذکور نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت کا علم عطا نہیں فرمایا بلکہ ان کا منشا صرف اتنا ہے کہ اس کا علم بالذات صرف خدا کو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل

---

[1] علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق مولوی حشمت علی صاحب کے بعینہٖ یہی الفاظ تھے۔ اللہ تیری پناہ ۱۲

[2] واہ کیا عالمانہ بات کہی ہے

علم نہ ہونے پر ان حدیثوں کی کوئی دلالت نہیں۔

مولوی صاحب! آپ نے ملا علی قاریؒ کی طرف جھوٹی نسبت کر کے کہا تھا کہ انہوں نے موضوعاتِ کبیر میں ان لوگوں کو کافر کہا ہے جو اللہ ورسول (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کے علوم میں مساوات کے قائل ہوں اس کا جواب تو میں دے چکا کہ یہ آپ کا سفید جھوٹ ہے وہ عبارت ملا علی قاری کی اپنی نہیں ہے بلکہ ابن قیم بدمذہب سے انہوں نے نقل کی ہے اب میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اکابر علماء امت نے ایسے لوگوں کو عرفاء کاملین میں شمار کیا ہے جو حضورؐ کے لیے تمام معلومات الٰہیہ کا علم مانتے ہیں۔

سنیئے حضرت شیخ محقق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج شریف صہ۱ میں فرماتے ہیں۔

"از بعضے صلحاء از اہل فضل شنیدہ شد کہ بعضے از عرفا کتابے نوشتہ و دراں اثبات کردہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را تمامہ علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند"

یعنی بعض صالحین اہلِ فضل سے سنا گیا ہے کہ بعض عارفین نے ایک کتاب لکھی تھی اور اس میں ثابت کیا گیا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام معلوماتِ الٰہیہ کا علم عطا فرمایا گیا تھا۔ دیکھیے حضرت شیخ محقق دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اولیاء کرام کا یہی مذہب نقل فرمایا اور ان کو عارف بتلایا ..... اور آپ کے فتوے سے معاذ اللہ یہ حضرات عرفا کافر ہوئے اور چونکہ حضرت شیخ نے ان کو "عرفاء" لکھا ہے لہٰذا وہ بھی کافر ہوئے اور پھر چونکہ آپ حضرت شیخ کو مسلمان بلکہ مسلمانوں کا پیشوا مانتے ہیں۔ اس لئے آپ بھی اپنے ہی فتوے سے کافر ہو گئے ؂

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں   لو آپ اپنے دام میں صیاد پھنس گیا

مولوی منظور صاحب! دیکھا؟ علم غیب ماننے والوں کو کافر کہنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی خود کافر ہو جاتا ہے۔ اب میں قرآن سے ثابت کر کے دکھاتا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کے منکر کافر ہیں تفسیر ابن جریر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ کسی شخص کی اونٹنی گم ہو گئی تھی اسکی تلاش تھی خدا کے محبوب علام الغیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا کہ جاؤ اونٹنی فلاں جنگل میں فلاں جگہ ہے اس پر ایک منافق بولا "یحدثنا محمد ان ناقۃ فلان بواد کذا وکذا وما یدریہ بالغیب" یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں جگہ ہے وہ غیب کیا جانیں؟

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ○ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ۔ یعنی یہ گستاخ اس گستاخی کی وجہ سے کافر ہو گئے اور اب ان کا عذر مسموع نہ ہوگا۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کے منکر کافر ہیں۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد وصلوٰۃ) مجھے حیرت بھی ہوتی ہے اور افسوس بھی کہ آپ لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے نصوص شرعیہ میں کس قدر سخت تحریفیں کرتے ہیں آپ نے ابھی تفسیر ابن جریر کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے اس میں ایک منافق کا یہ گستاخانہ قول ہے "یحدثنا محمدٌ ان ناقة فلانٍ بوادِ کذا وکذا وما یدریه بالغیب" اور اس کی اسی گستاخی پر قرآن نے اس کو کافر کہا ہے ایک معمولی عربی جاننے والا بھی سمجھ سکتا ہے کہ اس منافق کے اس ناپاک قول کا مطلب یہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بوحی الٰہی غیب کی باتوں کی بالکل خبر نہیں اور گویا آپ کا وحی کا دعویٰ (معاذاللہ) بالکل جھوٹ ہے" اور ظاہر ہے کہ ایسا کہنا یا اس قسم کے ناپاک خیال رکھنا یقیناً کفر ہے بیشک جو بدبخت حضور علیہ السلام کے متعلق یہ کہے کہ معاذاللہ آپ کو امورِ غیب کی بالکل ہی اطلاع نہیں تھی اور وحی سے آپکو غیب کی کوئی بات بھی معلوم نہیں ہوئی وہ یقیناً اور قطعاً کافر ہے لیکن یہاں تو بحث علم غیب کلی میں ہے تو اگر آپ کے نزدیک علم غیب کلی کا انکار بھی کفر ہے اور آپ کا خیال یہی ہے کہ اس منافق نے "وما یدریه بالغیب" کہہ کر حضورؐ کے صرف علم غیب کلی کی نفی کی تھی جس کے آپ مدعی ہیں اور اسی کے انکار کی وجہ سے قرآن نے اس پر کفر کا حکم لگایا تو پھر یہ تکفیر صرف ہم ہی تک نہیں پہنچے گی بلکہ اس صورت میں تو معاذاللہ تمام وہ اکابر امت صحابہ و تابعین اور آئمہ مفسرین بھی کافر ٹھہریں گے جن کے ارشادات اور جن کی عبارات میں آپ کے سامنے اب تک پیش کر چکا ہوں اور حد یہ ہے کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے اس فتویٰ کفر کی زد میں آجائیں گے کیونکہ وہ بھی ہرگز علم غیب کلی کے قائل نہیں ہیں چنانچہ وقتِ قیامت کے متعلق میں ان کی تصریح ابھی ابھی ان کی مبارک کتاب غنیۃ الطالبین سے پیش کر چکا ہوں اور اس میں جو تاویل آپ نے کی ہے کہ حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب صرف علم ذاتی کی نفی کرنا ہے وہ اس قدر مہمل ہے کہ صرف ایسا ہی شخص اس کو پیش کر سکتا ہے جس کو عربی زبان سے

مس نہ ہو ـــــ اس میں صاف الفاظ میں مذکور ہے وما فیہ وما یدریك فلم یدرہ ولم یطلعہ علیہ کقولہ عزوجل وما یدریك لعل الساعۃ تکون قریبا"
اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وقتِ قیامت کی اطلاع نہیں دی کیا" لم یدرہ " اور" لم یطلعہ علیہ" کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ حضرت شیخ صرف علم ذاتی کی نفی کر رہے ہیں انتہائی جہالت نہیں ہے اگر آپ کے پلیٹ فارم پر کوئی معمولی عربی دان بھی موجود ہو تو میں اس سے درخواست کروں گا کہ وہ اس معاملہ میں اظہار رائے کرے ھل منکم رجل رشید؟
اسی طرح حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کی عبارت کے متعلق یہ کہنا کہ اس میں صرف علم ذاتی کی نفی ہے اس سے بھی بڑھ کر جہالت کا ثبوت دینا ہے اگر ان کی عبارت کا مطلب یہ لیا جائے تو پھر مرزا قادیانی کا مدعا ثابت ہو جائیگا جس کی وہ تردید کر رہے ہیں اور انکا کلام لغو و مہمل قرار پائے گا ۔ کیونکہ مرزا نے یہی لکھا تھا کہ قیامت سات ہزار سال پر آئے گی۔ اسکے رد میں پیر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ سات ہزار کی تحدید منافی ہے" لا یجلیھا لوقتھا الا ھو" کے اور ان احادیث کے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (وقت قیامت سے) لاعلمی بیان فرمائی ہے ۔ اب اگر خدا نے تھوڑی سی بھی عقل دی ہو تو سوچیے کہ جن آیات و احادیث کا پیر صاحب نے حوالہ دیا ہے اگر ان کے نزدیک ان میں صرف علم ذاتی کی نفی تھی تو وہ مرزا کے دعویٰ کے کس طرح خلاف ہو سکتی ہیں کیونکہ وہ علم ذاتی کا کب مدعی ہے ؟ بلکہ اس صورت میں تو مرزا کا دعویٰ ثابت ہو جائیگا اور پیر صاحب کی بات غلط ہو جائیگی۔ بہر حال کچھ تو سوچ سمجھ کر بات کہا کیجیے یا آپ کے نزدیک بس بولے جانے کا نام مناظرہ ہے ؟ ـــ بات طویل ہو گئی میں اصل میں عرض یہ کر رہا تھا کہ" ما یدریہ بالغیب" کا مطلب اگر یہ لیا جائے کہ وہ منافق صرف علم غیب کلی کا منکر تھا جس کے آپ لوگ مدعی ہیں اور اسی بنا پر آپ کے نزدیک قرآن نے اسکو کافر کہا ہے یہ تکفیر ان تمام بزرگانِ دین تک متعدی ہو گی جن کے ارشادات میں پیش کر چکا ہوں حتی کہ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ علیہ اور پیر مہر علی شاہ صاحب کو بھی آپکو کافر کہنا پڑیگا ـــ کہیے کیا آپ اس کے لیے تیار ہیں ؟ اور پھر اسی پر بس نہیں سب سے بڑی قیامت آپکے لیے یہ ہے کہ اپنے پیر و مرشد مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کو بھی کافر ماننا پڑیگا کیونکہ وہ خود علم غیب کلی کے منکر ہیں چنانچہ اپنی مایہ ناز کتاب الدولۃ المکیہ کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں:-
"لا نثبت بعطاء اللہ تعالیٰ ایضاً الا البعض" اور پھر خود ہی اپنے دوسرے رسالے خالص الاعتقاد

میں اسی عبارت کو نقل کرکے ان لفظوں میں اس کا ترجمہ کرتے ہیں "اور ہم عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع" (خالص الاعتقاد ص۴۲)۔ نیز انہی الدولۃ المکیۃ کے صفحہ ۲۵ پر فرماتے ہیں۔

"انا لا ندعی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد احاط بجمیع معلومات اللہ سبحانہ وتعالیٰ فانہ محال للمخلوق" یعنی ہم اس کے مدعی نہیں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ کو تمام معلومات الٰہیۃ کا علم حاصل تھا کیونکہ وہ تو مخلوق کے لیے حاصل ہونا محال ہے۔

پس اب آپ کو چاہیئے کہ سب سے پہلے اپنے پیر و مرشد فاضل بریلوی کو کافر کہیں کیونکہ وہ علم کل کے نہ صرف منکر ہی ہیں بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام مخلوق کے لئے اس کے حصول کو محال کہتے ہیں۔ کہیئے کیا ہے اتنی ہمت؟ ؎

آں سوخ سرخ جامہ سوار سمند شد ۔۔۔ یاراں حذر کنید کہ آتش بلند شد

الغرض آپکی پیش کردہ اس روایت میں دو پہلو ہیں۔ ایک پہلو پر تمام اکابر امت کو حتٰے کہ حضرت غوث اعظمؒ اور اپنے پیر و مرشد مولوی احمد رضا خان صاحب کو بھی آپکو کافر ماننا پڑیگا اور دوسرے پہلو سے وہ ہم پر حجت نہیں ہمارا عقیدہ بھی وہی ہے ــــ میں نے اپنی پچھلی تقریر میں اشعۃ اللمعات سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی جو ایک فیصلہ کن عبارت ابن صیاد کے متعلق نقل کی تھی اس کے متعلق آپنے فرمایا ہے کہ اس سے مطلق علم کی نفی نہیں نکلتی بلکہ صرف علم بالوحی کی نفی نکلتی ہے۔

یہ جواب بھی اس قدر مہمل ہے کہ ہر معمولی سمجھ رکھنے والا بھی اس کی لغویت کو سمجھ سکتا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں "بالجملہ حال وے مبہم است و درین باب بر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وحی نشدہ" ہر معمولی فارسی دان بھی اس کی روشنی میں سمجھ سکتا ہے کہ شیخ دہلوی کے نزدیک ابن صیاد کا حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پوشیدہ رہا اور وحی الٰہی نے بھی اس ابہام کا پردہ نہیں اٹھایا۔ حضرت شیخؒ کی یہ صاف و صریح عبارت اس بات کا زبردست قرینہ ہے کہ ان کی جن عبارتوں میں عموم و استغراق کے الفاظ ہیں ان میں استغراق عرفی مراد ہے ورنہ اگر آپ کی طرح حضرت شیخؒ بھی علم کلی کا عقیدہ رکھتے تو ابن صیاد کے متعلق ہرگز یہ نہ لکھتے نیز وقت قیامت کے متعلق یہ نہ فرماتے کہ "آں را جز خداوند تعالیٰ کسے نداند وے تعالیٰ ہیچ کس را از ملکہ و رسل برآں اطلاع نداده" شرح شفا سے آپکے جو عبارت پیش کی تھی "لان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ" میں نے بر بنائے تسلیم اس کا جواب یہ دیا تھا کہ اس سے آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا بلکہ دعویٰ کا دسواں بیسواں جزء بھی ثابت نہیں ہوتا

اس کے جواب میں آپ فرماتے ہیں کہ اچھا جتنا ثابت ہوتا ہے پہلے اس کو مان لو باقی ہم دوسرے دلائل سے ثابت کر دیں گے" مجھے رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے کہ آپ اس قدر لایعنی باتیں کس طرح کرتے ہیں میرے جواب کا منشا یہ تھا کہ از روئے اصول مناظرہ وہ دلیل نہیں پیش کی جاسکتی جو کل دعویٰ کو ثابت نہ کر سکے پس یا تو آپ اس دلیل کو واپس لیں یا اپنے دعویٰ کو واپس لیکر اس کے مطابق محدود دعویٰ کریں، کل کا دعویٰ کرنا اور اس کے ثبوت میں ایسی ناقص دلیل پیش کرنا جو اس کے دسویں بیسویں حصے کو بھی ثابت نہ کر سکے اسی شخص کا کام ہے جسکو اصول مناظرہ کی ہوا تک نہ لگی ہو۔

میں نے ایک جواب اس عبارت کا یہ بھی دیا تھا کہ اصل میں وہ نسخہ کی غلطی ہے اور اصل عبارت یوں ہے "لا لان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم" اور اہل مطبع کی غلطی یا کسی محرف کی تحریف سے بجائے اس کے "ای لان روحہ" الخ چھپ گیا ہے اور میرے پاس اس کے دو زبردست قرینے ہیں ایک یہ کہ اگر اس جگہ لا نہ مانا جائے تو پوری عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ جب کوئی شخص کسی گھر میں داخل ہو اور اس میں اہل خانہ موجود ہوں تو ان کو سلام کرے اور اگر گھر میں کوئی موجود نہ ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے کیونکہ آپ کی روح مسلمانوں کے گھروں میں حاضر ہے۔ اگر غور کیا جائے تو یہ تعلیل اس صورت میں بالکل لغو ہے اس لئے کہ روح مبارک کے ہر گھر میں حاضر ہونے کا مقتضیٰ تو یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی گھر میں داخل ہو خواہ وہ مسکونہ ہو یا غیر مسکونہ، اس میں اہل خانہ موجود ہوں یا نہ ہوں بہر حال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجا جائے ۔ روح مبارک کے تمام گھروں میں ہونے کا یہ مقتضیٰ کیسے ہو سکتا ہے کہ جن گھروں میں کوئی نہ ہو بس ان میں داخل ہوتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجا جائے ہاں اگر عبارت اس طرح ہوتی کہ "لان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضرۃ فی البیوت الخالیۃ" یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک خالی اور غیر آباد گھروں میں ہی رہتی ہے تو بیشک کسی درجے میں یہ تعلیل درست ہو جاتی۔ الغرض اگر اس عبارت کو صحیح مانا جائے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ دلیل دعویٰ کے اور علت معلول کے مطابق نہ ہوگی۔

دوسری بات یہ ہے کہ روح نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا سب مسلمانوں کے گھروں میں ہونا بالکل بے بنیاد اور بے اصل خیال ہے۔ شریعت میں اس کی کوئی دلیل نہیں اور حضرت ملا علی قاری سے یہ بعید ہے کہ ان کے قلم سے کوئی ایسی بے اصل اور بے بنیاد بات نکلے ۔ یہ دو قرینے اس بات پر دلالت کرتے ہیں

کہ یہاں عبارت میں تصحیف اور تحریف ہوئی ہے اور اصل عبارت یوں تھی " لا لان روحہ صلی اللہ علیہ وسلم" اور گویا علامہ علی قاریؒ یہاں ایک پیدا ہونے والے وہم کا ازالہ فرما رہے تھے متن شفا میں جو مسئلہ مذکور ہوا تھا کہ اگر کسی خالی گھر میں کوئی جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے اس سے یہ وہم ہو سکتا تھا کہ شاید یہ حکم اس لیے ہے کہ حضورؐ کی روح مبارک مسلمانوں کے گھروں میں حاضر رہتی ہے تو اس وہم کے دفعیہ کے لئے علامہؒ نے یہ تصریح فرما دی کہ یہ حکم اس لئے نہیں ہے ۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ پھر اس صورت میں بل ہونا چاہیئے تھا تو اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں کہ صرف اس وہم کے دفعہ کرنے سے یہ پہلو خود بخود متعین ہو جاتا ہے کہ ایک تعبدی حکم ہے اور اس لیئے "بل" کی ضرورت نہیں رہتی ۔ الغرض ان زبردست قرائن کی بنیاد پر میں کہتا ہوں کہ اصل نسخہ میں اس جگہ لا تھا ۔ اور اس صورت میں آپ کا استدلال بالکل ہی ختم ہو جاتا ہے ۔

میں نے موضوعات کبیر سے جو عبارت پیش کی تھی اس کے متعلق آپنے خوف خدا سے بالکل بے پرواہ ہو کر کہا ہے کہ وہ "ابن قیم بدمذہب" کی عبارت ہے ۔ پھر "خذلہ اللہ تعالیٰ واضلہ علی علم" کہہ کر آپ نے مزید ثواب حاصل کیا ہے خیر اس کا انتقام تو ان کا رب تعالیٰ خود لے گا البتہ یہاں کے حاضرین کو بھی اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ آپ کی بدگوئیوں کا نشانہ ہم گنہگار ہی نہیں ہیں بلکہ اللہ کے وہ نیک بندے بھی آپکی اس کفر بازی کا شکار ہیں جن کے متعلق خدا کی رحمت سے امید ہے کہ اب سے پانچ چھ سو برس پہلے جنت الفردوس میں پہنچ چکے ہوں گے

گھائل تری نظر کا بنوع دگر ہر ایک زخمی کچھ ایک بندہ درگاہ ہی نہیں

میں اس وقت علامہ ابن قیمؒ کی علمی عظمت اور دینی جلالت کے متعلق کچھ زیادہ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ وہ اصل موضوع بحث سے خارج ہے اور پھر میرے وقت میں بھی زیادہ گنجائش نہیں تاہم اتنا ضرور عرض کرونگا کہ امت کے مسلم علماء نے ان کے مستقل مناقب لکھے ہیں خود علامہ علی قاریؒ اور حافظ عماد الدین ابن کثیر صاحب تفسیر نے انکی بہت زیادہ تعریف لکھی ہے اور ان کی عظمت و جلالت کا اعتراف نہایت بلند الفاظ میں کیا ہے علامہ شامی حنفی نے بھی رد المحتار کتاب الجنائز میں ان کا ذکر عزت کے کلمات میں کیا ہے ۔

اور ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے موضوعات کبیر میں جہاں ان کا ایک طویل کلام نقل کیا ہے وہاں ان کا ذکر اسی طور پر کیا ہے جس طرح کہ آئمہ دین کا کیا جاتا ہے ۔ خیر یہ تو ان کی جلالت قدر اور رفعت شان کے متعلق چند مختصر اشارات میں نے کئے ہیں اب اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں ۔

میں سنے جو عبارت موضوعات کبیر کی پیش کی تھی آپنے اس کا ایک جواب تو یہ دیا کہ وہ عبارت خود ملا علی قاریؒ کی نہیں بلکہ ابن قیم کی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ آپکے بالکل غلط اور محض جھوٹ کہا جو عبارت میں نے پیش کی ہے اور جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم کلی ماننے والوں کی اجماعی تکفیر موجود ہے وہ خود علامہ قاریؒ کی ہے جو قلتُ کے لفظ سے شروع ہے ہاں بیشک اس سے پہلے حافظ ابن قیم کی عبارت ہے جس کو علامہ قاریؒ نے حق جان کر نقل کیا ہے اور اپنی کتاب کا جز بنایا ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ لفظ قلتُ سے شروع کر کے جو عبارت لکھی ہے اس سے انکی غرض حافظ ابن قیم کی تائید ہی ہے جیسا کہ ہر وہ شخص سمجھ سکتا ہے جسکو عربی سے معمولی سی مناسبت ہو الغرض موضوعات کبیر سے جو عبارت میں نے پیش کی ہے کہ من اعتقد تسویۃ علم اللّٰہ ورسولہ یکفر اجماعًا وہ یقینًا وقطعًا خود علامہ قاریؒ کی ہے۔

دوسری عجیب بات آپنے اس کے جواب میں یہ کہی ہے کہ اللہ و رسول کے علم میں مساوات جب ہو سکتی ہے جب دونوں کے لیے ایک سا علم مانا جائے یعنی دونوں کے لیے ذاتی یا دونوں کے لیے عطائی تسلیم کیا جائے اور ہم چونکہ اللہ کا علم ذاتی مانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطائی اس لیے ہمارے عقیدے کی بناء پر علم میں مساوات لازم نہیں آتی اور اس واسطے موضوعات کبیر کی عبارت ہمارے عقیدے سے غیر متعلق ہے اس کا جواب بجائے اس کے کہ میں خود دوں آپکے پیر و مرشد اعلیحضرت بریلوی کی زبان سے سنا دینا چاہتا ہوں سنیئے اور بگوش ہوش سنیئے وہ اپنی کتاب الدولۃ المکیۃ کے حاشیہ صفحہ ۱۲ پر موضوعات کبیر کی اسی عبارت "من اعتقد تسویۃ علم اللّٰہ الخ" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں وان اراد مجرد التسویۃ فی المقدار کما ہو ظاہر کلامہ الخ اس سے صاف معلوم ہوا کہ آپکے پیر و مرشد فاضل بریلوی کے نزدیک بھی اس عبارت میں صرف مساوات فی المقدار مراد ہونا ظاہر کلام ہے لہذا آپنے جو توجیہ کی وہ خلاف ظاہر ہوئی۔ بہر کیف علامہ علی قاریؒ کی وہ عبارت صراحتًا اس پر دلالت کرتی ہے کہ جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو علم الٰہی کے برابر مانتے ہیں جیسا کہ اس وقت آپکا دعویٰ ہے وہ بالاجماع کافر ہیں۔

آپنے مدارج النبوۃ کا حوالہ دیتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ شیخ دہلوی علیہ الرحمۃ نے ایسے لوگوں کو عرفا میں شمار کیا ہے میں کہتا ہوں کہ یہ آپکا محض افترا ہے اور آپنے حضرت شیخ کی عبارت میں خیانت کی ہے آپ براہ کرم مدارج النبوۃ میرے پاس بھیجدیجئے اس میں اسی موقع پر حضرت شیخ نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ یہ عقیدہ بہت سے نصوص شرعیہ کے خلاف ہے اور معلوم نہیں کہ ان بزرگوں کے کلام کا کیا مقصد ہے؟ الغرض حضرت شیخ نے اس عقیدے

کو نصوص شرعیہ کے خلاف بتلایا ہے البتہ چونکہ حضرت شیخ نے ان لوگوں کی عبارات خود نہیں دیکھیں اس لیے حسن ظن کے طور پر یہ سمجھا کہ شاید ان کا کچھ اور مقصد ہو اسی وجہ سے ان پر کفر وغیرہ کا حکم نہیں کیا اور بیشک جبتک کسی کے متعلق قطعی طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ایسا گمراہانہ عقیدہ رکھتا ہے تو محض سنی سنائی باتوں پر اس کی تکفیر یا تضلیل نہیں کی جا سکتی — حاصل کلام یہ کہ حضرت شیخ نے علم کلی کے عقیدے کو صاف لفظوں میں نصوص قطعیہ کے خلاف لکھ کر مسئلہ واضح کر دیا اور جن بزرگوں کے متعلق انکو یہ بتلایا گیا تھا کہ وہ اس کے قائل ہیں چونکہ انکی اصل عبارات حضرت شیخ کے سامنے نہیں تھیں اور انکی مراد کا علم انکو نہیں تھا اس واسطے تحسیناً للظن ان کو عارف لکھا اور یہ ظاہر کر دیا کہ معلوم نہیں انکی کیا مراد ہوگی اور ان کے کلام کا کیا مطلب ہوگا۔ ورنہ ظاہر ہے کہ جو شخص نصوص شرعیہ کے خلاف عقائد رکھتا ہو اسکو حضرت شیخ کس طرح عارف لکھ سکتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میں آپکی تمام چیزوں کا جواب دے چکا اور چونکہ مدعی ہونے کی حیثیت سے میری یہ آخری تقریر ہے اس لیے اب میں کوئی نئی دلیل پیش کرنا نہیں چاہتا — البتہ حاضرین سے یہ درخواست ضرور کروں گا کہ وہ غور کریں اور انصاف سے کام لیں

محترم سامعین ایک باطل پرست جو مناظرہ میں اس کی زبان بند نہیں ہوا کرتی حق و باطل کا فیصلہ دلائل سے ہوتا ہے میں نے جو دعویٰ شروع میں کیا تھا کہ علم کلی محیط تفصیلی صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور جو کسی مخلوق کے لیے بھی اس کے برابر مانے وہ کافر اور اسلام سے خارج ہے۔ الحمدللہ میں اس کے ثبوت سے سبکدوش ہو چکا اور میں نے آیات قرآنیہ احادیث نبویہ اور ارشادات سلف صالحین سے اس کا اتنا روشن ثبوت پیش کر دیا کہ اس کے بعد ہمارے مخالفین کے لیے کوئی عذر باقی نہیں رہ سکتا۔ میرے مخاطب مولوی حشمت علی صاحب نے بھی آیتیں اور حدیثیں پڑھیں لیکن میں نے بحمد اللہ سلف امت ہی کے ارشادات سے ان کے وہ جوابات دیئے جن کے جواب الجواب مولوی حشمت علی صاحب کچھ نہیں دے سکے اور نہ قیامت تک دے سکتے ہیں کیونکہ وہ لاجواب ہیں اور میرے دلائل کے متعلق مولوی حشمت علی صاحب نے جو کچھ کہا میں الحمدللہ اس کے لفظ لفظ کا جواب دے چکا

یہ پہلا مناظرہ ختم ہو گیا، اب دوسرا سلسلہ شروع ہوگا مسئلہ یہی ہوگا البتہ اس میں مولوی حشمت علی صاحب کی حیثیت مدعی کی ہوگی۔ آپ حضرات نے جس طرح اب تک صبر و سکون سے سنا میں امید کرتا ہوں کہ آخر تک آپ اسی صبر و سکون سے سنیں گے — اب میں مولوی حشمت علی صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ حسب قرارداد مدعی بلکہ وکیل مدعی کی حیثیت سے اپنے موکل صاحبزادہ صاحب کے دعوی (علم غیب کلی) کا ثبوت پیش کریں وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

نوٹ از مرتب غفرلہ

پہلے دن کا یہ مناظرہ جس میں حضرت مولانا منظور صاحب نعمانی مدعی تھے چار گھنٹہ ہوا تین گھنٹے سے کچھ کم ۱۵ر ذی الحجہ کو اور ایک گھنٹہ سے کچھ زیادہ سولہ ذی الحجہ کو ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ فریقین کی تقریروں کو بلاکسی کمی بیشی کے پیش کریں تاہم اتنا تصرف ہم نے ضرور کیا کہ فریقین کی تقریروں کے بعض مکرر اجزا کو کہیں کہیں حذف کر دیا نیز مولوی حشمت علی صاحب اپنے خاص انداز میں جو دل آزار فقرے حضرت مولانا شاہ حسین علی صاحب یا حضرت مولانا محمد منظور صاحب یا مولانا منور الدین صاحب یا ان کے اکابر مرحومین کے متعلق کہہ کر اپنی مخصوص بریلویانہ تہذیب کا مظاہرہ کرتے تھے ان کو ہم نے یہاں بالقصد قلم انداز کر دیا کہ ان کے نقل کرنے میں طول بھی ہوتا اور وہ ناظرین کے لیے صرف تکدر طبع ہی کا باعث ہو سکتے تھے اس کے علاوہ کوئی تصرف ہم نے نہیں کیا اور پورے وثوق کے ساتھ ہم کہہ سکتے ہیں کہ کسی فریق کی کوئی دلیل یا کسی مناظر کا جواب ہم نے اپنی دانست میں نقل کرنے سے نہیں چھوڑا ہے اور نہ کسی کی تقریر میں کوئی اضافہ کیا ہے بہرحال ہم نے اپنی طرف سے روداد نویسی کی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے پوری طرح انصاف کی کوشش کی ہے، تاہم اگر کسی جگہ ہمارے قلم سے کوئی لغزش ہوئی ہو اور کوئی بات اصلیت سے کم یا زیادہ لکھی گئی ہو تو اس کے لیے ہم اپنے خدا سے معافی کے خواستگار ہیں

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہ نے اپنی آخری تقریر میں علامہ ابن قیمؒ کے متعلق فرمایا تھا کہ حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے انکی بہت زیادہ تعریف کی ہے اور ان کی عظمت و جلالت کا اعتراف نہایت شاندار الفاظ میں کیا ہے لیکن وہاں حضرت علی قاریؒ کی وہ عبارت پیش نہیں ہوئی تھی ہم مولانا ممدوح ہی سے اصل عبارت حاصل کر کے تکمیل فائدہ کے لیے یہاں درج کرتے ہیں۔

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ اپنی مشہور کتاب "جمع الوسائل فی شرح الشمائل" میں علامہ ابن القیمؒ اور ان کے استاذ امام ابن تیمیہؒ کے متعلق ارقام فرماتے ہیں۔

ومن طالع شرح منازل السائرین تبین له انهما کانا من اکابر اهل السنة والجماعة ومن اولیاء هذه الامة (جمع الوسائل فی شرح الشمائل ص ۲۰۸ ج ۱ مطبوعہ مصر)

یعنی جو شخص (ابن قیمؒ کی کتاب) شرح منازل السائرین کا مطالعہ کرے اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہ دونوں (علامہ ابن قیمؒ اور امام ابن تیمیہؒ) اکابر اہل سنت وجماعت اور امت محمدیہؐ کے اولیاء اللہ میں سے تھے۔

اسی کے ساتھ علامہ سیوطیؒ کی ایک شہادت بھی ملاحظہ ہو اپنی کتاب بغیۃ الوعاۃ میں حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

صنف وناظر واجتهد وصار من الائمة الکبار فی التفسیر والحدیث والفروع الخ

یعنی علامہ ابن القیمؒ نے بہت سی تصنیفیں کیں اہل باطل سے مناظرے کئے اور مجتہدانہ طور پر شریعت کی خدمت کی اور تفسیر و حدیث اور فقہ میں آئمہ کبار میں سے ہوئے۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کی آخری تقریر کے بعد مولانا عبد الحنان صاحب صدر منجانب اہل سنت نے مختصر تقریر فرمائی اور حاضرین کو بتایا کہ مناظرہ کی پہلی قسط ختم ہوگئی۔ اب دوسرا مناظرہ شروع ہوتا ہے اور ساتھ ہی مولوی حشمت علی صاحب سے درخواست کی کہ وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں تقریر شروع فرمائیں لیکن پہلے مناظرہ میں جو چیزیں پیش کی جا چکی ہیں اب ان کا ذکر کرکے پھر انہی کی تکرار کے لئے راستہ نہ کھولیں اور یہی استدعا آپ نے مولانا محمد منظور صاحب سے بھی کی، اور اس کے بعد دوسرا مناظرہ شروع ہوگیا جس کی کاروائی اب درج کی جاتی ہے

ناچیز

مرتب غفرلہٗ

دوسرا مناظرہ

مولوی حشمت علی صاحب | ایک طویل مگر خالص "بریلویانہ" خطبہ کے بعد

نالۂ بلبلِ شیدا تو سنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو میرا نمبر آیا

حضراتِ گرامی! ابتک جو مناظرہ ہوا اس میں مدعی مولوی منظور صاحب تھے اور ان کا دعویٰ یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "علم غیب" نہ تھا اور جو حضور اقدس کے "علم غیب" کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے آپ حضرات نے دیکھ لیا کہ مولوی صاحب دونوں باتوں میں سے کچھ بھی ثابت نہیں کر سکے علم غیب نہ ہونے پر تو انہوں نے دو چار غلط سلط دلیلیں پیش بھی کیں جنکی دھجیاں میں نے اڑا دیں لیکن کفر کی تو وہ کوئی برائے نام دلیل بھی پیش نہیں کر سکے۔ اب لیجئے میرا نمبر آیا ہے۔ میں پہلے اپنا دعویٰ پیش کرتا ہوں۔

بھائیو! ہم اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ خالقِ کونین نے اپنے حبیب مالک کونین کو تمام غیوب پر مطلع فرمایا، اور نہ صرف غیوب پر بلکہ عالم شہادت کے بھی تمام علوم عطا فرمائے، یہاں تک کہ علم اقدس جمیع ماکان وما یکون کو محیط ہو گیا اور زمین و آسمان دنیا و آخرت کا کوئی ذرہ حضور کے علم شریف سے خارج نہ رہا"۔

یہ ہے ہمارا دعویٰ اور ہم اہل سنت کا عقیدہ۔ ابتک کی تقریروں میں میں نے جو آیتیں اور حدیثیں بطور معارضہ کے پیش کی تھیں، وہ سب بھی میرے اس دعوے کی دلیلیں ہیں لیکن اب میں دوسرے دلائل و براہین پیش کرتا ہوں۔ سنیئے! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما"

"یعنی اے محبوب! اللہ تعالیٰ نے تم کو سکھا دیا جو کچھ تم نہیں جانتے تھے اور تم پر اللہ کا فضل عظیم ہے"

دیکھیئے اس آیت میں "ما" کلمہ عام ہے لہذا مطلب یہ ہے کہ حضور کو جو علوم حاصل نہ تھے وہ سب آپکے

مولا تعالیٰ نے آپ کو سکھلا دیئے اب آپ غیب شہادت کی کوئی جزئی اور ماکان و مایکون میں سے کوئی چیز بھی لیں وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس آیت کے نزول سے پہلے حضورؐ کو معلوم تھی یا نہیں معلوم تھی، اگر معلوم تھی تو اس کا علم خود ہی ثابت ہو گیا اور جو معلوم نہ تھی تو اس آیت نے بتلایا کہ جو کچھ حضورؐ کو معلوم نہ وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا ــــــــ بہر حال "ما" کے عموم میں سب ہی چیزیں آگئیں، اب جو شخص کسی ایک چیز کے متعلق بھی یہ کہے کہ اس کا علم حضورؐ کو نہیں عطا فرمایا گیا تو وہ اس آیت کریمہ کے مضمون کا منکر ہے اور آپ جانتے ہیں کہ قرآن پاک کے ایک لفظ اور اس کے کسی ایک حکم کے انکار سے آدمی کافر ہو جاتا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ جو لوگ حضورؐ کے لیے علم کل نہیں مانتے وہ کافر ہیں، ــــــ!

لیجیے! مولوی منظور صاحب! آپ تو علم غیب کے مسئلہ میں صاحبزادہ صاحب کا کفر ثابت کرنے آئے تھے اور یہاں خود آپ کا اور آپ کے موکل منور دین صاحب اور ان کے پیر و مرشد مولوی حسین علی صاحب بلکہ حضورؐ کے علم کل کے منکر سارے وہابیوں کا کفر ثابت ہو گیا، خدا توفیق دے تو اب بھی توبہ کر لیجیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کلی پر لا کر مسلمان ہو جائیے!

لیجیے اس کے بعد ایک حدیث پاک بھی سنیئے، مشکوٰۃ شریف باب المعجزات میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے:

جاء ذئب الی راعی غنم فاخذ منها شاة فطلبه الراعی حتی انتزعها منه قال فصعد الذئب علی تل فاقعی اد استفر وقال قد عمدت الی رزق رزقنیه الله تعالی اخذته ثم انتزعته منی فقال الرجل تا الله ان رایت کالیوم ذئب یتکلم فقال الذئب اعجب من هذا رجل فی النخلات بین الحرتین یخبر کم بما مضی وما هو کائن بعدکم قال فکان الرجل یهودیا فجاء الی النبی صلی الله تعالی علیه وسلم فاخبره واسلم فصدقه النبی صلی الله تعالی علیه وسلم،،

یعنی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بھیڑیا بکریوں کے ایک چرواہے کی طرف آیا اور اس نے ریوڑ میں سے ایک بکری پکڑ لی، چرواہے نے اس بھیڑیئے کو ڈھونڈھا یہاں تک کہ اس بکری کو اس نے چھڑا لیا فرماتے ہیں کہ پھر وہ بھیڑیا ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور اس نے کہا کہ میں نے وہ روزی لینی چاہی تھی جو اللہ نے مجھے دی تھی اور میں نے اس کو پکڑ لیا تھا مگر تو نے اسے مجھ سے چھین لیا، چرواہے نے کہا بخدا آج کا سا واقعہ تو کبھی بھی نہیں دیکھا کہ بھیڑیا باتیں کر رہا ہے بھیڑیا بولا کہ اس سے زیادہ قابل تعجب بات یہ ہے کہ ایک صاحب جو ان دونوں سنگستانوں کے درمیان کھجور کے

درختوں یعنی مدینہ طیبہ میں تشریف فرما ہیں وہ تم کو ان سب باتوں کی جو تم سے پہلے ہو چکی ہیں اور ان سب باتوں کی جو تمہارے بعد ہونے والی خبر دیتے ہیں" ـــ راوی فرماتے ہیں کہ وہ چرواہا یہودی تھا یہ واقعہ دیکھ کر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی اور مسلمان بھی ہو گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واقعہ کی تصدیق بھی فرمائی"

مسلمان بھائیو! آپ نے یہ حدیث پاک سنی، دیکھئے اللہ تعالیٰ نے بھیڑیوں تک سے اپنے محبوب مطلع علی الغیوب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب اور علم جمیع ماکان و مایکون کی گواہی دلوائی اور حضورؐ کے اس معجزہ علم غیب کو دیکھ کر کافر اسلام لائے مگر آج بہت سے مسلمان کہلانے والے انسان اس کے منکر ہیں درحقیقت وہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں انہیں کے حق میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

"ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلاً ؕ"

لیجئے ایک حدیث پاک اور سنیئے۔ صحیح بخاری شریف کتاب بدء الخلق میں سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :۔

" قال قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً فاخبرنا عن بدء الخلق حتی دخل اھل الجنۃ منازلھم واھل النار منازلھم حفظ ذالک من حفظہ ونسیہ من نسیہ "

یعنی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی خبر دی۔ یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا، اور بھلا دیا اس کو جس نے بھلا دیا۔

یہ حدیث صحیح بخاری شریف کی ہے اور پہلی حدیث کی مصدّق ہے اس سے صاف ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب کلی حاصل تھا اور ابتداء آفرینش دنیا سے لے کر حشر نشر بلکہ داخلہ جنت و نار تک کا تمام ماکان و مایکون آپ نے اپنے صحابہ کے سامنے بیان بھی فرمایا۔ مولوی منظور صاحب! کیا یہ حدیثیں آپ کی نظر نہیں پڑتیں ؟ کیا دیوبند کے مدرسہ میں ان حدیثوں کی تعلیم نہیں دی جاتی جس سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کوئی فضیلت ثابت ہوتی ہو؟ کیا ان حدیثوں پر آپ لوگوں کا ایمان نہیں ہے ؟

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد خطبہ مسنونہ) اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر ہے کہ مناظرہ کا پہلا سلسلہ جس میں میں مدعی تھا بخیر و خوبی ختم ہوا۔ اب خواہ کسی کی زبان اقرار کرے یا نہ کرے لیکن میں امید کرتا ہوں کہ فریق مقابل کے دلوں کو بھی اس کا اندازہ ہوگا کہ میں نے جو دعویٰ پیش کیا تھا اس کو بعون اللہ کیسے دلائل و براہین کی روشنی میں میں نے ثابت کر دیا لیکن یقین کیا جائے کہ اس میں میری قابلیت کو دخل نہیں نہ میں قابلیت کا مدعی ہوں جو کچھ ہوا وہ محض حق تعالیٰ کی تائید و نصرت سے ہوا۔ فلہ الحمد والمنۃ

اب یہ دوسرا سلسلہ شروع ہوا ہے جس میں مدعی مولوی حشمت علی صاحب ہیں خدا کرے یہ بھی بخیر انجام کو پہنچے نیز میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں بھی میری زبان سے حق ہی نکلوائے اور اس کے قبول کرنے کے لیے ہمارے مخالفین کے بھی سینے کھول دے اس کے بعد میں اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں

فاضل مخاطب مولوی حشمت علی صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں ایک آیت اور دو حدیثیں پیش کی ہیں آیت سے آپ کے استدلال کا مدار اس پر ہے کہ "ما" کلمہ عموم ہے اور اس لیے آیت کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ نہیں جانتے تھے وہ سب آپ کو اللہ تعالیٰ نے سکھلا دیا۔

اس کے جواب میں میری پہلی گذارش یہ ہے کہ "ما" کا ہمیشہ عموم و استغراق حقیقی کے لیے ہونا صحیح نہیں۔ خود قرآن مجید میں "ما" بغیر عموم و استغراق کے بکثرت مستعمل ہوا ہے چند مثالیں ملاحظہ ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون ـــ (اور ہمارے رسول تم کو وہ باتیں سکھاتے ہیں جو تم نہیں جانتے تھے)

دیکھئے اس آیت میں اگر "ما" کو عموم و استغراق کے لیے مانا جائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح صحابہ کرام کے لیے بھی علم کلی ماننا پڑے گا ـــ ایک اور موقع پر ارشاد ہے۔

وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا اباؤکم ـــ (یعنی تم کو ان باتوں کی تعلیم دی گئی جو تم نہیں جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادے)

اس آیت میں بھی وہی "ما" کا کلمہ ہے اگر اس کو عموم و استغراق کے لیے مانا جائے تو ماننا پڑے گا، کہ اس آیت میں جن لوگوں کو خطاب ہے ان سب کو بھی علم کلی دیا گیا ـــ اور واضح رہے کہ اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کے مخاطب یہودی ہیں اور آیت کا سیاق سباق بھی یہی چاہتا ہے

کیونکہ اوپر سے خطاب یہود ہی سے چلا آرہا ہے الغرض اگر اس آیت میں "ما" کو عموم و استغراق کے لئے مان لیا جائے تو ماننا پڑیگا کہ عہد نبوت کے یہودیوں کو بھی "علم غیب کلی" حاصل تھا اور سنیئے قرآن پاک ہی میں ہے" علم الانسان مالم یعلم ــــ (یعنی اللہ تعالیٰ نے انسان کو وہ باتیں سکھائی جو وہ نہیں جانتا تھا)

اس آیت میں اگر "ما" کو عموم و استغراق کے لئے لیا جائے تو پھر سارے ہی انسانوں کے لیے "علم کلی" ماننا پڑے گا۔ یہ میں نے صرف تین آیتیں پیش کی ہیں، جہاں تعلیم ہی کے ساتھ "ما" کا استعمال ہوا ہے اور ان میں سے کسی ایک جگہ بھی وہ عموم و استغراق کے لیے نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے پس اسی طرح آپ کی پیش کردہ آیت میں بھی وہ عموم و استغراق کے لیے نہیں ہے بلکہ اس آیت کا مطلب صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے ایسی باتیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمائیں جو آپ پہلے سے نہ جانتے تھے بلکہ جن کو از خود آپ جان بھی نہیں سکتے تھے، اور اس سے مراد احکام شرعیہ اور معارف الٰہیہ اور گزشتہ قوموں کے واقعات اور مستقبل کے وہ اہم حوادث ہیں جن کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعہ دی گئی اور جس کا کافی حصہ خود قرآن پاک میں موجود ہے ــــ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ کسی ایک ایسے معتبر مفسر کا نام نہیں بتا سکتے جس نے اس آیت میں "ما" کو عموم و استغراق حقیقی کے لیے لے کر اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم کلی ثابت کیا ہو۔ علاوہ ازیں اس آیت سے علم کلی ثابت کرنا خود آپ کو مشکلات میں ڈال دے گا کیونکہ آپ حضرات بھی ختم نزول قرآن سے پہلے اس علم کلی کے حصول کے لیے قائل نہیں ہیں اور یہ آیت ختم نزول قرآن سے سات برس پہلے اوائل سنہ ۳ھ میں نازل ہوئی ہے پس اگر فی الحقیقت آپ کے نزدیک اس آیت سے "علم کلی غیب" ثابت ہوتا تو آپ کم از کم سنہ ۳ھ ہجری سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے "علم غیب کلی" مانتے حالانکہ آپ لوگ اخیر زمانہ حیات میں اس کے حصول کے قائل ہیں بہر حال اس آیت سے تو کسی طرح بھی آپ کا استدلال صحیح نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح جو دو حدیثیں آپ نے پیش کی ہیں ان سے بھی کسی طرح آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا، پہلی حدیث جو بھیڑیئے والی آپ نے پیش کی ہے اس کے وہ الفاظ جن سے آپ کا استدلال ہے یہ ہیں "یخبر کم بما مضیٰ وماھو کائن" اس میں بھی وہی "ما" کا لفظ ہے اور میں ثابت

کر چکا کہ وہ ہمیشہ عموم و استغراق ہی کے لیے نہیں ہوتا اور اس حدیث میں تو بالیقین وہ عموم و استغراق کے لئے نہیں کیونکہ اگر ایسا مانا جائے تو حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور لوگوں کو بھی "علم غیب کل" کی تعلیم دیتے تھے اور اس صورت میں لازم آئے گا کہ صحابہ کرام بھی اس "علم غیب کل" میں آپ کے شریک ہوں گے حالانکہ یہ عقیدہ خود آپ حضرات کا بھی نہیں ہے لہذا حدیث کا صحیح مطلب یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی وحی سے معجزہ کے طور پر گذشتہ باتوں اور آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر دیتے ہیں اور بے شک ہمارا ایمان ہے کہ آپ نے بوحی الٰہی ماضی و مستقبل کے بہت سے واقعات کی خبریں اپنے صحابہ کو دیں جو ان کی روایت سے ہم تک بھی پہنچیں الغرض اس چڑھانے والی حدیث کو بھی آپ کے مدعا سے کوئی تعلق نہیں۔

دوسری حدیث آپ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی جو پیش کی ہے اس میں تو کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جس سے کھینچ تان کر بھی "علم غیب کل" ثابت کیا جاسکے اس کا مفاد تو صرف یہ ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپ نے آغاز آفرینش سے روز آخر تک کے احوال بیان فرمائے ــــ اس کا ظاہر اور واضح مطلب یہی ہے کہ روز اول سے روز آخر تک جو قابل ذکر واقعات پیش آنے والے تھے وہ آپ نے بیان فرمائے نہ یہ کہ ساری دنیا کے درختوں کے پتوں، قیامت تک ہونے والی بارشوں کے قطروں، تمام دریاؤں نہروں تالابوں، کی مچھلیوں مینڈکیوں اور قیامت تک پیدا ہونے والی مرغیوں، بکریوں بلکہ مکھیوں مچھروں اور زمین کے سارے کیڑے مکوڑوں کی تعداد اور ان کی سوانح عمریاں آپ نے بیان کی ہوں اور ہر چیز کے جزئی جزئی واقعات بیان فرمائے ہوں ذرا سوچئے تو کہ آپ کتنا لغو دعویٰ کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں، کہ یہاں کے غیر مسلم حاضرین میں سے جنہوں نے آپ کی اس بات کو سمجھا ہوگا وہ بھی ضرور اپنے دل میں ہنستے ہوں گے بہرحال صحیح بخاری کی اس حدیث میں آپ کے اس دعوے کیلئے کوئی اشارہ بھی نہیں۔

یہ تو آپ کی پیش کردہ دلیلوں پر میری سرسری تنقید تھی اب معارضہ سنیئے جو دس آیتیں اور چند حدیثیں میں پہلی بحث میں مدعیانہ حیثیت سے پیش کر چکا ہوں وہ سب آپ کے معارضہ میں پیش ہو سکتی ہیں لیکن میں ان کا اعادہ نہ کرتے ہوئے دوسری آیات اور احادیث پیش کرنا چاہتا ہوں۔

سورۃ لقمان کی آخری آیت ہے

إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ۝

(ترجمہ) یقیناً اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہی (اپنے علم سے) نازل فرماتا ہے بارش اور وہی جانتا ہے اس کو جو رحموں میں ہوتا ہے اور کسی نفس کو پتہ نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا اور کسی کو خبر نہیں کہ وہ کہاں مرے گا بہ تحقیق اللہ ہی ہے ان باتوں کا جاننے والا اور خبردار"

دیکھئے اس آیت میں پانچ چیزوں کا ذکر ہے ان کے متعلق بتلایا گیا ہے کہ ان کا علم صرف اللہ ہی کو ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی آیت کے مضمون کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

خمس لا یعلمهن الا الله ان الله عنده علم الساعة "الآیة"

(رواہ الامام احمد عن بریدۃ کما فی ابن کثیر صـ ۴۴۳/۸)

پانچ چیزیں وہ ہیں جن کا علم خدا کے سوا کسی کو بھی نہیں وہی جو لقمان کی اس آیت (ان اللہ عندہ علم الساعۃ الخ) میں مذکور ہیں۔

نیز ہیں تے کل کی بحث میں صحیح بخاری وغیرہ کے حوالہ سے جو حدیث جبرئیل پیش کی تھی اس کے آخر میں بھی آنحضرت ﷺ نے انہی پانچ چیزوں کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ ان کو بجز اللہ علام الغیوب کے کوئی نہیں جانتا۔

قرآن پاک کی ایک اور آیت میں بھی اسی مضمون کو بالاجمال اس طرح ارشاد فرمایا گیا ہے:۔

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۝ (انعام ع ۷)

(ترجمہ) اللہ ہی کے علم میں ہیں "مفاتح الغیب" ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا"

اس آیت کی تفسیر میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"مفاتح الغیب خمس لا یعلمها الا الله لا یعلم ما فی غد الا الله، ولا یعلم ما تغیض الارحام الا الله، ولا یعلم متی یاتی المطر احد الا الله، ولا تدری نفس بای ارض تموت ولا یعلم متی تقوم الساعة الا الله"

"مفاتح الغیب" یہ پانچ چیزیں ہیں جن کو بجز خدا تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا، خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا واقعات رونما ہوں گے اور سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا کہ بچہ دانیوں میں کیا ہے (نر یا مادہ) اور اس کے سوا کسی کو خبر نہیں کہ بارش کب ہوگی اور کسی نفس کو کو معلوم نہیں کہ اسکی موت کس سرزمین میں واقع ہوگی اور

(صحیح بخاری تفسیر سورہ رعد عن ابن عمرؓ) خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب ہوگی

اس حدیث سے جس کو امام بخاری و امام مسلم اور ان کے علاوہ بھی قریباً تمام اکابر محدثین نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے صاف صریح طور پر معلوم ہوا کہ میری پیش کردہ آیت میں "مفاتح الغیب" کے لفظ سے یہی پانچ مخفی چیزیں مراد ہیں اور خدا کے سوا کسی کو بھی ان کا پورا علم نہیں۔

اور سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں :-

هن خمسٌ ان الله عنده علم الساعة (الآية) (در منثور ص ۱۵ / ۳۴)

"مفاتح الغیب" وہی پانچ چیزیں ہیں جو اس آیت (ان الله عنده علم الساعة الخ) میں مذکور ہیں۔

نیز یہی حبر امت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ انہی پانچ چیزوں کے متعلق فرماتے ہیں :-

هٰذه الخمسة لا يعلمها ملك مقرب ولا نبي مصطفى فمن ادعى انه يعلم شيئا من هذه فقد كفر بالقرآن لانه خالفه۔ (تفسیر خازن ص ۱۸۳ / ۵۴)

یہ پانچوں چیزیں وہ ہیں جن کو نہ کوئی مقرب فرشتہ جانتا ہے اور نہ کوئی برگزیدہ نبی، پس جو کوئی ان میں سے کسی چیز کے علم کا بھی دعوے کرے تو اس نے قرآن کے ساتھ کفر کیا، کیوں کہ اس کی کھلی مخالفت کی۔

اب حاضرین کرام غور فرمائیں کہ ان آیات و احادیث کے ہوتے ہوئے "علم غیب کلی" کا دعویٰ کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے اور یہ کہ ایمان بالقرآن کے دعوے کے ساتھ اس کی کہاں تک گنجائش ہے؟

میں قائلین "علم غیب" کی تکفیر و عدم تکفیر کے متعلق اپنا نظریہ پہلی بحث میں پوری وضاحت سے پیش کر چکا ہوں اور جس عقیدہ کو میں کفر سمجھتا ہوں اس کے کفر ہونے پر دلائل بھی عرض کر چکا ہوں۔ اب اگر ہمارے فاضل مخاطب کے ذہن میں میرے وہ دلائل نہیں رہے تو ذرا وہ حضرت ابن عباس کے اس ارشاد پر بھی غور فرمائیں اور سوچیں کہ کہیں وہ "فقد کفر بالقرآن" کے مصداق تو نہیں ہیں؟

مولوی حشمت علی صاحب

حضرات گرامی! آپ نے مولوی سنبھلی صاحب کی جوابی تقریریں لی۔ میں نے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فضیلت جلیلہ علم غیب کلی کے ثبوت میں قرآن کی نہایت واضح اور روشن آیت " وعلمك ما لم تكن تعلم " پیش کی تھی اور بتایا تھا کہ اس میں "ما" کلمۂ عموم ہے اور اس واسطے اس سے حضور سرور عالم

صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم کلی ثابت ہوتا ہے اس کے جواب میں سنبھلی صاحب نے کہا ہے کہ "ما" عموم کے لئے نہیں آتا۔ میں کہتا ہوں سنبھلی صاحب! یہ آپ کی نادانی اور جہالت ہے آپ کسی "اصول شاشی" پڑھنے والے طالب علم سے بھی پوچھیں گے تو وہ آپ کو بتا دے گا کہ "ما" عموم کے لئے آتا ہے۔ اور شریعت مطہرہ میں وہ "موجبہ کلیہ" کا سور ہے۔

دیکھئے! قرآن پاک میں جابجا ہے "لہ ما فی السمٰوات وما فی الارض" ہمارے نزدیک تو اس کا مطلب یہی ہے کہ آسمانوں اور زمین میں جو بھی کچھ ہے وہ سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے لیکن آپکے نزدیک جب "ما" کلمہ عموم نہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ آسمان و زمین میں بعض چیزیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔ حالانکہ جو شخص زمین و آسمان کی ساری چیزوں کو خدا کی مخلوق و مملوک نہ مانے وہ کافر ہے۔ لیجئے "ما" کے عموم کا انکار آپ کا ایک اور مستقل کفر ہے۔

آپ نے جو تین آیتیں اپنی سند میں پیش کی ہیں، وہ بھی آپ کی جہالت ہی کا کرشمہ ہے۔ درحقیقت ان تینوں آیتوں میں بھی "ما" عموم ہی کے لیے ہے۔ ایک آیت آپ نے "علم الانسان مالم یعلم" پیش کی ہے اور بیان کیا کہ یہاں اگر "ما" عموم کے لیے ہوگا تو ہر انسان کے لیے علم غیب کل ثابت ہوگا۔ ارے! آپ کو اتنی بھی خبر نہیں کہ جب عام لفظ مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے اس کا فردِ کامل مراد ہوتا ہے اسی قاعدہ سے اس آیت میں "الانسان" سے عام انسان مراد نہیں ہیں بلکہ نوعِ انسان کے فردِ کامل حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اس انسانِ کامل کو وہ سب کچھ سکھلا اور بتلا دیا جو یہ نہ جانتے تھے۔ سنبھلی صاحب! آپ اس آیت کو میرے مقابلہ میں پیش کر رہے ہیں یہ تو میرے دعوے کی مستقل دلیل ہے دوسری آیت آپ نے پیش کی ہے "یعلمکم مالم تکونوا تعلمون" بیشک اس میں بھی "ما" عموم ہی کے لیے ہے اور اس کا مطلب یہی ہے کہ حضور اپنے صحابہ کرام کو وہ سب کچھ تعلیم فرماتے تھے جو وہ نہیں جانتے تھے اور بیشک ہمارا عقیدہ یہی ہے کہ حضور تمام علوم غیب و شہادت کے عالم بھی تھے اور معلم بھی، اور آپ کی تعلیم سے آپ کے خدام کو بھی "ما کان وما یکون" کا علم حاصل تھا۔ تیسری آیت آپ نے "علمتم مالم تعلموا انتم ولا اٰباؤکم" پیش کی ہے اور آپ نے بیان کیا ہے کہ اس آیت میں خطاب یہودیوں سے ہے اور اگر "ما" اس میں عموم کے لیے مانا جائے گا تو ان یہودیوں کے لیے بھی علم کلی ماننا پڑے گا سنبھلی صاحب! یہ آپ کی سب سے بڑی جہالت فاحشہ ہے دیکھئے یہ

میرے پاس تفسیر ابن جریر ہے اس میں امام ابن جریر طبری اپنی سند سے عبداللہ بن کثیر سے روایت کرتے ہیں:۔
انہ سمع مجاھدًا یقول فی قولہ تعالٰی وعلمتم مالم تعلموا انتم ولا اٰباءکم قال ھذہ للمسلمین"
یعنی حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ آیت مسلمانوں کے حق میں ہے۔ مسلمان بھائیو آپنے دیکھا؟ سنبھل صاحب نے صحابہ کرام کو یہودی بنا دیا یہ ان کا ایک اور مستقل کفر ہوا سنبھلی صاحب دیکھئے! یہ خدا کا عذاب ہے آپ جب تک حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب پر ایمان نہیں لائیں گے یونہی آپ پر کفر چھایا رہے گا اب بھی توبہ کر کے مسلمان ہو جایئے! خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا میں کہہ رہا تھا کہ آپ کی پیش کی ہوئی آیت "علمتم مالم تعلموا انتم ولا اٰباءکم" بھی صحابہ کرام ہی کی شان میں ہے اور اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ صحابہ کرام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم ہی سے وہ سب علوم حاصل ہو گئے جو پہلے سے ان کو حاصل نہ تھے اور میں نے حضرت فاروق اعظم رض کی جو حدیث پیش کی تھی اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور نے ایک ہی مجلس میں صحابہ کرام کے سامنے ابتدار دنیا سے روز آخرت تک کے سارے احوال بیان فرمائے اور حضرت فاروق اعظم خود ہی فرماتے ہیں کہ ہم میں سے بعض نے اس سب کو یاد رکھا اور بعض بھول گئے اور قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث میں پہلی بحث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے پیش کر چکا ہوں اور مشکوٰۃ شریف سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی بھیڑیئے والی جو حدیث میں نے ابھی پیش کی ہے اس میں بھی صاف مذکور ہے کہ "یخبرکم بما مضی وما ھو کائن بعدکم" —— یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم تم کو وہ سب چیزیں بتلاتے ہیں جو ہو چکیں یا آئندہ ہوں گی۔

جب ان تمام احادیث کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو تمام "ماکان ومایکون" اور حسب روایت حضرت فاروق اعظم رض ابتدار دنیا سے انتہار دنیا تک کے تمام احوال و واقعات جزئی جزئی اور کل کل کر کے بتلائے اور تعلیم فرمائے تو محض دنیاوی باتوں سے اس کا انکار کرنا الحاد اور بیدینی ہے۔ آپنے مجھ سے پوچھا ہے کہ کیا حضور نے دریا کی مچھلیاں مینڈکیوں مرغیوں بکریوں اور کیڑے مکوڑوں کے بھی حالات بیان کئے تھے؟ میں کہتا ہوں جی ہاں بیان کئے تھے اور یہ بیان کرنا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا —— آپنے کہا تھا کہ حضرت فاروق اعظم رض کی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قابل ذکر باتیں بیان

فرمائیں" میں کہتا ہوں کہ یہ قابل ذکر کا پیوند آپ کہاں سے لگاتے ہیں دیکھئے یہ میرے ہاتھ میں امام علامہ بدرالدین عینی حنفی کی صحیح بخاری شریف کی شرح عمدۃ القاری ہے اس میں حضرت فاروق اعظمؓ کی اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

"فیہ دلالۃ علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائھا الی انتھائھا"

اور لیجئے علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شریف شرح بخاری شریف میں اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

"ودل ذالک علی انہ اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات منذ ابتدأت الی ان تفنی الی ان تبعث"

ان دونوں عبارتوں کا مطلب یہی ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں اس امر پر دلالت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوق کے تمام احوال ابتدا سے انتہا اور آغاز آفرینش سے حشر نشر تک کے بیان فرمائے۔

دیکھئے! ان دونوں مسلم اماموں نے حضورؐ کے علم کلی بلکہ تعلیم کل اور اخبار کل کی کیسی صاف تصریح فرمائی ان ائمہ کرام کی ان جلیل القدر اور ایمان افروز تصریحات کے مقابلہ میں آپ کا "قابل ذکر" والا پیوند قطعاً باطل اور مردود ہے۔ اور لیجئے اسی مضمون کی میں ایک حدیث اور پیش کرتا ہوں۔ یہ میرے پاس صحیح مسلم شریف کی دوسری جلد ہے اس میں حضرت ابو زید یعنی عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں۔

"صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفجر ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت الظھر فنزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی حضرت العصر ثم نزل فصلی ثم صعد المنبر فخطبنا حتی غربت الشمس فاخبرنا بما ھو کان وبما ھو کائن فاعلمنا احفظنا"

(یعنی) ایک دن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی اور پھر منبر پر تشریف لے گئے اور ہمارے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ ظہر کا وقت آگیا تو آپ نے اتر کر نماز پڑھی اور پھر منبر پر ہی تشریف لے گئے اور خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ عصر کا وقت آگیا آپ نے پھر اتر کر عصر پڑھی اور پھر منبر پہ تشریف لے گئے اور پھر خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا پس اس خطبہ میں حضرتؐ نے ہم کو اس سب کی خبر دے دی جو پہلے ہوا ہے اور جو آئندہ ہونے والا ہے۔ حضرت عمرو بن اخطبؓ فرماتے ہیں کہ ہم میں سب سے زائد علم والا وہ ہے جس نے اس روز

کے حضرت کے بیان کو زیادہ یاد رکھا۔

دیکھئے! اس حدیث سے بھی معلوم ہوا، کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو تمام "ماکان اور مایکون" کی تعلیم دی، نیز ان حدیثوں سے "یعلمکم مالم تکونوا تعلمون" اور "علمتم مالم تعلموا انتم ولا اٰباؤکم" کی تفسیر بھی معلوم ہوگئی اور ثابت ہوگیا کہ ان دونوں آیتوں میں "ما" عموم و استغراق ہی کے لیے ہے اور یہ کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام "عالم کل" ہی نہیں تھے بلکہ "معلم کل" بھی تھے اور آپ کی تعلیم سے آپکے غلاموں کو بھی تمام ماکان مایکون کا علم حاصل تھا۔ اب ایک اور آیت اسی مقصد کی تائید میں اور سنیئے! سورۂ تکویر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ارشاد ہے "وما ھو علی الغیب بضنین" (آپ غیب پر بخیل نہیں) یعنی اللہ تعالیٰ نے جو علم غیب آپ کو عطا فرمایا ہے اسے دوسروں کو بتلانے میں آپ بخل نہیں فرماتے بلکہ پوری فراخدلی کے ساتھ دوسروں کو بھی وہ سب بتا دیتے ہیں اس آیت سے بھی صاف معلوم ہوا، کہ حضور اقدس صرف عالم الغیب ہی نہیں ہیں بلکہ معلم الغیب بھی ہیں۔

یہاں تک تو میں نے اپنی دلیلیں پیش کیں اور میری دلیلوں کے جواب میں سنبھلی صاحب نے جو کچھ کہا تھا اس کا رد کیا اب میں انکی پیش کی ہوئی آیتوں کا جواب دیتا ہوں۔

انہوں نے دو آیتیں اس مرتبہ پیش کی ہیں اور دونوں کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قیامت، بارش، مافی الارحام، مافی الغد، مقام موت۔ ان پانچوں چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اب میں پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو ان پانچوں چیزوں کا علم ذاتی ہے یا عطائی۔ ظاہر ہے کہ اللہ پاک کا تمام علم ذاتی ہی ہے اور عطائی اس کی جناب میں محال ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ کے لیے پانچوں چیزوں کا علم ذاتی ثابت کیا گیا ہے تو غیر اللہ سے منفی بھی وہی علم ہوگا اور اگر جانب نفی میں علم عطائی مراد لیا جائے گا تو جانب مثبت میں بھی وہی علم مراد لینا پڑے گا۔ اور حق تعالیٰ کے واسطے بھی علم عطائی ماننا پڑے گا اور یہ کفر ہوگا۔ پس یقینی طور پر متعین ہوگیا کہ ان دونوں آیتوں میں غیر اللہ سے ان پانچوں چیزوں کے صرف علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علم ذاتی کے مدعی نہیں، بلکہ اس کا عقیدہ رکھنے والے کو شرک سمجھتے ہیں لہذا یہ دونوں آیتیں ہمارے خلاف نہیں ہوئیں۔

دوسری دلیل اس بات کی کہ ان آیتوں میں علم ذاتی ہی کی نفی غیر اللہ سے کی گئی ہے نہ کہ علم عطائی کی یہ ہے کہ حدیثوں سے حضورؐ کے لیے یہ علوم ثابت ہیں۔ مثلاً علامات قیامت کی حدیثوں میں آتا ہے کہ حضورؐ نے قیامت سے پہلے ہونے والی ایک عالم گیر بارش کی خبر دی ہے اور مشکوٰۃ شریف میں حضرت ام الفضل کی حدیث موجود ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام جب بطن سیدۂ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا ہی میں تھے تو آپ نے ان کی ولادت کی خبر دی۔ اسی طرح غزوۂ بدر میں آپ نے سرداران قریش کی قتل گاہیں متعین کر کے بتلادی تھیں اور غزوہ خیبر میں آپ نے ایک دن فرمایا تھا کہ میں یہ جھنڈا کل ایک ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ و رسول کا محب و محبوب ہوگا ـــ اب دیکھیے یہ علوم وہی ہیں جن کا ذکر آپ کی پیش کی ہوئی آیتوں میں ہے اور حدیثوں سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس علیہ السلام کو یہ سب علوم حاصل تھے تو ماننا پڑے گا کہ ان آیتوں میں علم ذاتی ہی کی نفی ہے تاکہ آیتوں اور حدیثوں میں تعارض نہ رہے اسی طرح ان علوم خمس کے متعلق آپ نے جو حدیثیں یا صحابہ کرام کے اقوال پیش کئے ہیں سان میں بھی علم ذاتی ہی کی نفی مقصود ہے آپ ایک حدیث یا کسی صحابی کا ایک ارشاد بھی ایسا نہیں پیش کر سکتے جس سے معلوم ہو کہ حضور کو یہ پانچوں علوم بعطاء خداوندی بھی حاصل نہ تھے۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد و صلوٰۃ) محترم حاضرین کرام! میرے مخاطب مولوی حشمت علی صاحب نے اپنی اس تقریر میں حسب عادت سخت کلامی کر کے مجھے جو مشتعل کرنا چاہا ہے اس سب کا جواب میری طرف سے صرف یہ ہے ؎ تو دشنام دہ من دعا میکنم

اس کے بعد اصل تقریر کا جواب ترتیب وار سنیئے!

میں نے یہ دعویٰ نہیں کیا تھا کہ کلمہ "ما" عموم و استغراق کے لیے آتا ہی نہیں بلکہ میں نے یہ کہا تھا کہ وہ ہمیشہ "عموم و استغراق" کے لیے نہیں آتا۔ اگر آپ ان دونوں باتوں کا فرق سمجھنے سے قاصر ہوں تو اپنے کسی سمجھدار رفیق سے سمجھ لیجیے! میں نے اپنے اس ادعا کے ثبوت میں تین آیتیں پیش کی تھیں ایک "علم الانسان مالم یعلم" اور عرض کیا تھا کہ اگر اس آیت میں "ما" کو عموم کے لیے مانا گیا تو تمام انسانوں کے لیے علم کلی ماننا پڑے گا۔ اس کے جواب میں آپ نے

بڑی جرأت سے فرمایا ہے کہ

"عام لفظ جب مطلق بولا جاتا ہے تو اس سے اس کا فردِ کامل ہی مراد ہوتا ہے اور اسی قاعدہ کے مطابق اس آیت میں لفظ انسان سے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں"

میں حیران ہوں کہ آپ اس قدر مہمل اور بے تکی باتیں اتنی بے باکی کے ساتھ کیسے منہ سے نکال دیتے ہیں۔ بندۂ خدا اس پر بھی غور کیا ہوتا کہ اس آیت کے بعد متصلاً ہی دوسری آیت یہ ہے:۔

کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَيَطْغٰىٓ ——— (یعنی بیشک انسان سرکشی کرتا ہے)

دیکھئے یہاں وہی کلمہ "انسان" ہے کیا معاذ اللہ آپ اپنی اس منطق کی رو سے اس سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو مراد لیں گے؟ —— اگر آپ کی طرح مجھے بھی زبردستی کا فریب دینے کا شوق ہوتا تو میں بھی کہتا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ "سرکش" کہہ دیا یہ آپ کا ایک اور مستقل کفر ہوا —— علاوہ ازیں یہ بھی تو سوچئے کہ یہ آیت نزول کے لحاظ سے قرآن مجید کی سب سے پہلی آیتوں میں سے ہے یعنی جس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت عطا فرمائی گئی ہے۔ اسی وقت آپ پر یہ آیت نازل ہوئی تھی تو اگر اس آیت میں لفظ "انسان" سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہوں اور کلمہ "ما" عموم و استغراق حقیقی کے لیے ہو تو اس سے اسی وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے علم غیب کلی ثابت ہوگا، حالانکہ آپ خود اس کے تیئس برس بعد ختم نزول قرآن کے وقت آنحضرتؐ کے لیے اس "علم کلی" کے حصول کے قائل ہیں۔ بہرحال اس آیت میں لفظ "انسان" سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مراد لینا اور کلمہ "ما" کو عموم و استغراق کے لیے لینا علمی اور واقعی طور پر تو غلط ہے ہی خود آپ کے عقیدہ اور اصول کے بھی خلاف ہے۔

ایک آیت میں نے "علمتم ما لم تعلموا انتم ولا اباؤکم" پیش کی تھی اور عرض کیا تھا کہ اگر اس آیت میں بھی "ما" کو عموم و استغراق کے لیے مانا جائے تو لازم آئے گا کہ جو لوگ اس کے مخاطب ہیں ان کو بھی "علم کلی" عطا ہوا ہو۔ اس کے ساتھ میں نے یہ بھی بتلایا تھا کہ اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت کے مخاطب یہودی ہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے تفسیر ابن جریر سے حضرت مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت مسلمانوں کی شان میں ہے، بے شک مجھے بھی معلوم ہے کہ حضرت مجاہد کی رائے یہی ہے لیکن ان کے علاوہ اکثر مفسرین اسی طرف ہیں کہ اس کے مخاطب یہودی ہیں۔

آپ ذرا اسی آیت کے ذیل میں عام تفاسیر کو اٹھا کر دیکھئے قریباً سب میں یہ تصریح ملے گی کہ اکثر ائمہ تفسیر کے نزدیک اس کے مخاطب یہودی ہیں اور میں کہتا ہوں کہ خود نظم قرآن سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ اوپر کی آیت میں یہود ہی سے خطاب ہو رہا ہے۔ بہرحال صرف حضرت مجاہد یا کسی اور مفسر کا یہ رائے رکھنا کہ اس آیت کے مخاطب مسلمان ہیں، میرے اس دعوے کے خلاف نہیں کہ "اکثر مفسرین کے نزدیک یہاں یہودی مخاطب ہیں"

ہاں آپ نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ تو نے اس کا مخاطب یہودیوں کو قرار دے کر گویا صحابہ کرام کو معاذ اللہ یہودی بنا دیا اور یہ ایک اور مستقل کفر ہوا" آپ کی اس نرالی "منطق" کی داد تو آپ کے بھائی برادری ہی دے سکتے ہیں میں تو صرف یہ سوال کروں گا کہ یہ کفر صرف میرا ہے، یا ان اکثر مفسرین کا بھی جنھوں نے تصریح کی ہے کہ اس کے مخاطب یہودی ہیں ——— دیکھئے تفسیر مدارک التنزیل، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر خازن، ان تینوں تفسیروں (اور ان کے علاوہ دوسری تفاسیر) میں بھی صاف مذکور ہے کہ اکثر مفسرین کے نزدیک اس آیت "علمتم ما لم تعلموا انتم ولا اٰباؤکم" کے مخاطب یہود ہیں۔"

اب فرمایئے کیا میرے ساتھ یہ تمام مفسرین بھی کافر ہو گئے؟ ——— اگرچہ اب میں آپ ہی کے اصول پر کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے اس لغو منطق سے "اکثر مفسرین" کو کافر کہہ دیا، اور یہ آپ کا ایک اور مستقل کفر ہوا لیکن یہ منطق جس کا نتیجہ ہمیشہ کفر ہی ہو آپکو اور صرف آپکو مبارک!

میں نے تیسری آیت "یَعْلَمُ مَا لَمْ تَکُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ" پیش کی تھی اور عرض کیا تھا کہ اس آیت میں اگر "ما" کو عموم کے لیے لیا گیا تو تمام صحابہ کرام کیلئے بھی "علم غیب کلی" ماننا پڑے گا آپ نے اس لزوم کو تسلیم کیا ہے اور آپ نے اس نئے عقیدہ کا اظہار کیا ہے کہ "صحابہ کرام کو بھی یہ علم کلی" حاصل تھا" ——— میں کہتا ہوں کہ اگر آپ کی اس بات کو مان لیا جائے تو لازم آئے گا کہ صحابہ کرام کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر ہو، حالانکہ یہ امت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم تمام مخلوق سے زیادہ ہے اور آپ "اعلم الخلق" ہیں اور علماء امت نے اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والے شخص کی تکفیر کی ہے۔ لیجئے یہ آپ کا ایک اور "کفر" ہوا۔ پھر آپ نے صحابہ کرام کے اس "علم کلی" کے ثبوت میں جو حدیثیں پیش کی ہیں وہ کسی طرح بھی

اس کی مثبت نہیں، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی جو حدیث آپ نے پہلی بحث میں پیش کی تھی اور جس کا اس تقریر میں آپ نے پھر حوالہ دیا ہے اس کا صحیح مطلب میں حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے پہلے پیش کر چکا ہوں جس کے اعادہ کی اب ضرورت نہیں سمجھتا۔ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مطلب بھی میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور بتلا چکا ہوں کہ جو مطلب اس کا آپ لے رہے ہیں وہ بداہت کے خلاف ہے اس کا منشا در حقیقت صرف یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس صحبت میں سلسلۂ دنیا کے اہم اور قابل ذکر واقعات بیان فرماتے نہ یہ کہ ساری دنیا میں جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو گا حتی کہ ہر ہر چیونٹی کی پیدائش اور موت اور اسکا چلنا پھرنا، ہر ہر مکھی مچھی کے تمام حالات اس کا پیدا ہونا اڑھنا ایک جگہ سے اڑ کر دوسری جگہ بیٹھنا کھانا، پینا، پیشاب اور پاخانہ پھرنا وغیرہ وغیرہ بھی حضور نے بیان فرمایا ہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسا لغو، مہمل اور مضحکہ خیز دعویٰ دنیا کا کوئی عقل والا انسان ہرگز نہیں کر سکتا، پھر یہ ایسی بدیہی بات ہے جس کے لئے کسی دلیل و برہان کی بھی ضرورت نہیں اور اگر آپ کو دلیل ہی ضرورت ہو تو سنئے، سنن ابن ماجہ اور مسند احمد میں خود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے آپ نے فرمایا "خرج عنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یبین ابواب الربا" (یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں سے تشریف لے گئے اور آپ نے "ربا" کے ابواب کی تفصیل نہیں بیان فرمائی" لیجئے یہ خود حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے کہ حضور نے تا وفات شریف "ابواب ربا" کو مفصل بیان نہیں فرمایا اس کی روشنی میں اس حدیث کا مطلب یہی ہو گا کہ حضور نے سلسلہ عالم کی اہم اور قابل ذکر چیزیں (یعنی امت کی فلاح و نجات کے لیے جن کی ضرورت تھی) بیان فرمائیں ورنہ اگر حضور نے ہر ہر چیز کا پورا پورا حال پوری تفصیل کے ساتھ فرمایا ہوتا تو "ابواب ربا" کے متعلق حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ یہ نہ فرماتے کہ حضور نے ان کو بہ تفصیل بیان نہیں فرمایا ——— لیجئے یہ میں نے حضرت فاروق اعظمؓ کی حدیث کا مطلب خود انہی کی ایک حدیث کی روشنی میں بیان کر دیا اور اب اس کے سوا دوسرا مطلب ہو نہیں سکتا۔

اس مرتبہ آپ نے اسی کے ہم مضمون حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ کی جو

حدیث صحیح مسلم شریف سے پیش کی ہے اس کا مفاد بھی صرف یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنے اس دن بھر کے خطبہ میں تمام اہم اور قابل ذکر باتیں جن سے امت کی فلاح وابستہ تھی اور امت کو جن کے معلوم ہونے کی خاص ضرورت تھی وہ سب بیان فرما دیں۔ بہر حال آپ کی پیش کردہ کسی حدیث کا بھی یہ مطلب ہرگز نہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دنیا بھر کی چھوٹی موٹی، ڈھکی چھپی، جلوت کی اور خلوت کی، انسانوں کی اور حیوانوں کی تمام باتیں مکھیوں کی اور مکڑیوں کی مرغیوں کی اور بکریوں کی، کیڑوں کی اور مکوڑوں کی پوری پوری سرگزشت اس خطبہ میں بیان فرمائی ہو۔

آپ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حدیث کی شرح میں عینی اور فتح الباری کی جو عبارت پیش کی ہے اس کا مفاد بھی ہرگز یہ نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو میں عرض کر رہا ہوں، شاید اس کے لفظ "جمیع" سے آپ کو دھوکا ہو رہا ہو سو وہ "جمیع" وہاں ایسا ہی ہے جیسا کہ آیت کریمہ "لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین" میں لفظ "اجمعین" — میرا خیال یہ ہے کہ اگر آپنے میری اس بات کو غور سے سنا ہوگا تو میرے اس اشارہ کو آپ سمجھ گئے ہوں گے۔

یہاں تک تو میں نے آپ کے دلائل پر بحث کی تھی اب میں اپنے دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ میں نے پہلی تقریر میں چند آیتیں پیش کی تھیں جنمیں "علوم خمس" کا حق تعالیٰ کے لئے مخصوص ہونا اور دوسروں کو ان کا حاصل نہ ہونا بیان فرمایا گیا ہے، اور ان کی تشریح بھی میں نے خود احادیث ہی سے پیش کی تھی، ان آیتوں کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ ان میں غیر اللہ سے "امور خمس" کے صرف علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے اور دلیل میں آپ نے یہ "نرالی منطق" پیش کی ہے، کہ چونکہ حق تعالےٰ کو ان امور کا علم "ذاتی" ہے، لہذا جانب "منفی" میں بھی وہ علم ذاتی ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں آپ کی اس "نرالی منطق" کی رو سے ایک شخص غیر اللہ کو "خالق" بھی مان سکتا ہے، اور جب کوئی موحد مسلمان اس کے سامنے وہ آیتیں پیش کرے جن میں خالقیت کا حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا اور کسی اور کا خالق نہ ہونا بیان کیا گیا ہے تو وہ بالکل آپ کی طرح کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ تو "خالق بالذات" ہے اور اس لیے غیر اللہ سے جو خالقیت کی نفی کی گئی ہے تو اس کا مقصد صرف "ذاتی خالقیت" ہی کی نفی ہے اور میں فلاں شخص یا فلاں "بت" یا فلاں دیوی کو خالق لعطاء اللہ

مانتا ہوں ـــــ کہیے کیا آپ اس مشرک کی اس مشرکانہ منطق سے بھی اتفاق کریں گے ؟
ہاں ! ایک بات آپ نے یہ بھی کہی ہے کہ احادیث سے ان "امور خمس" کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہوتا ہے اور اس کے لیے آپ نے چند حدیثوں کا حوالہ بھی دیا ہے، جن کا جواب آپ کو پہلے مناظروں میں بھی دیا جا چکا ہے۔ اب میں آپ کو پھر وہی جواب یاد دلاتا ہوں سنیئے !

جن احادیث کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے، ان سے (نیز اس قسم کے جو اور بعض اوقات احادیث میں ملتے ہیں ان سے " امور خمس " کی بعض منتشر جزئیات کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہوتا ہے اور ہمارا دعویٰ یہ نہیں ہے کہ ان امور کی کسی ایک جزئی کی اطلاع بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھی بلکہ ہمارا دعویٰ ان کے علم کلی کے متعلق ہے اور اس بارہ میں جو آیات و احادیث وارد ہوئی ہیں ان کا منشا ہمارے نزدیک یہی ہے کہ ان امور خمس کا علم کلی یا بالفاظ دیگر ان کے اصول و کلیات کا علم حق تعالیٰ عز اسمہ کے سوا کسی کو نہیں نہ یہ کہ ان کی کسی جزئی کا علم بھی کسی کو عطا نہیں فرمایا گیا۔ پس آپ کی پیش کردہ احادیث ہمارے مدعا کے خلاف نہیں کیونکہ ان سے بعض " امور خمس " کی صرف بعض جزئیات کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت ہوتی ہے اور اس سے خود ہم کو انکار نہیں۔ اب میرے ذمہ اس کا ثبوت البتہ باقی رہ جاتا ہے کہ قرآن و حدیث میں جہاں " امور خمس " کے علم کی غیر اللہ سے نفی کی گئی ہے وہاں اس سے ان کے " علم کلی " کی نفی مقصود ہے، تو لیجئے اس کی دلیل سنیئے !۔ یہاں نفس الامر میں تین احتمالات ہیں :

(۱) ان آیات و احادیث میں صرف " علم ذاتی " کی نفی مقصود ہو جیسا کہ آپ کا خیال ہے
(۲) مقصد یہ ہو کہ " امور خمس " کی کسی جزئی کا علم بھی خدا کے سوا کسی کو نہیں۔
(۳) یہ مطلب ہو کہ ان امور کا علم کلی اور دوسرے الفاظ میں ان کے " اصول و کلیات " کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں " ـــــ جیسا کہ میرا دعویٰ ہے۔

بیچ کا احتمال تو آپ کے نزدیک بھی غلط ہے اور میرے نزدیک بھی، اور جن احادیث کا حوالہ آپ نے دیا ہے (جن سے بعض " امور خمس " کے بعض جزئیات کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بالیقین ثابت ہوتا ہے) وہ احادیث اس احتمال کے باطل ہونے پر واضح طور پر دال ہیں

اب صرف اول اور آخر احتمال رہ گیا۔

پہلا احتمال جس کے آپ مدعی ہیں یہ ہے کہ ان آیات واحادیث کا مقصد صرف یہ ہو کہ "امور خمس" کا محض "علم ذاتی" اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور کسی اور کو حاصل نہیں "

اب سنئے کہ اس احتمال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک صریح حدیث نے باطل کر دیا مسند امام احمد میں حضرت ربعی بن حراش رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے قبیلہ بنی عامر کے ایک شخص (حضورؐ کے صحابیؓ) نے بیان کیا۔

انه قال یارسول اللہ هل بقی من العلم	کہ انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ
شیٔ لا تعلمه قال قد علمنی اللہ خیرا	کیا علم میں سے کوئی چیز ایسی بھی ہے جس کو آپ
وان من العلم ما لا یعلمه الا اللہ	نہ جانتے ہوں ؟ آپ نے ارشاد فرمایا بیشک
الخمس ان اللہ عنده علم الساعة	مجھے اللہ نے بہت سے علوم خیر عطا فرمائے اور
وینزل الغیث ویعلم ما فی	یقیناً بعض علوم وہ بھی ہیں جنہیں اللہ پاک کے سوا
الارحام وما تدری نفس ماذا	کوئی بھی نہیں جانتا (مثلاً) وہ پانچ چیزیں جو سورۃ
تکسب غدا وما تدری نفس بای	لقمان کی اس آخری آیت ان اللہ عنده علم
ارض تموت ان اللہ علیم خبیر	الساعة الآیة میں مذکور ہیں (تفسیر ابن کثیر ۲۴/۸)

دیکھئے اس حدیث میں امور خمس کے "علم عطائی" کی بھی صریح نفی موجود ہے اور حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس موقع پر سورہ لقمان کی یہ آیت تلاوت فرمانے سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ آیت علم عطائی کی نفی کو بھی حاوی ہے۔ ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ استشہاد معاذ اللہ غلط اور بے موقع ہوگا۔

بہر حال اس حدیث سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "امور خمس" کا علم بہ تعلیم الٰہی بھی حاصل نہ تھا اور ساتھ ہی ضمناً یہ بھی ثابت ہو گیا کہ میری پیش کردہ سورۂ لقمان کی آیت غیر اللہ ان امور خمس کے علم عطائی کی نفی کو بھی حاوی ہے اور جب اس آیت کے متعلق یہ ثابت ہو گیا تو دوسری آیت "عنده مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو" کے متعلق بھی خود بخود ثابت ہو گیا کیوں کہ ان دونوں آیتوں کا ہم مضمون اور ہم مقصد ہونا خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ارشاد

سے ثابت ہے جن میں سے بعض میں پہلی تقریر میں پیش بھی کر چکا ہوں۔

بہر حال مسند احمد کی اس صحیح حدیث نے آپ کے "علم ذاتی" والے احتمال کو واضح طور پر باطل کر دیا۔ اب صرف آخری احتمال باقی رہ گیا اور وہی متعین ہو گیا یعنی یہ کہ ان آیات و احادیث کا مقصد امور خمس کے علم کلی کی غیر اللہ سے نفی کرنا ہے اور یہ نفی علم عطائی کو بھی شامل ہے۔

اور یہی میرا دعویٰ ہے۔

اس کے بعد میں انہی "علوم خمس" کے مخصوص بحق تعالیٰ ہونے کے متعلق آپ نے اور آپ کے واحد مسلم امام عالی مقام سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارشاد پیش کرتا ہوں۔ میرے پاس یہ تفسیر مدارک التنزیل ہے جس کے مصنف بھی ایک جلیل القدر حنفی امام ہیں۔ اس میں سورۂ لقمان کی اسی آیت "ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ" کے ذیل میں وہ نقل فرماتے ہیں:-

"ورأى المنصور في منامه صورة ملك الموت وسأل عن مدة عمره فأشار بأصابعه الخمس فعبرها المعبرون بخمس سنوات وبخمسة أشهر وبخمسة أيام فقال ابوحنيفة رضي الله عنه هو اشارة الى هذه الآية فان هذه العلوم الخمس لا يعلمها الا الله" (تفسیر مدارک ۲۱۹/۳)

یعنی خلیفہ منصور عباسی نے ملک الموت کو خواب میں دیکھا اور اپنی مدت عمر کے متعلق ان سے سوال کیا۔ انہوں نے جواب میں صرف اپنی پانچ انگلیوں سے اشارہ کر دیا۔ تعبیر دینے والوں نے اس کی مختلف تعبیریں دیں۔ کسی نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری عمر صرف پانچ برس کی اور ہے، کسی نے کہا پانچ مہینے، کسی نے کہا پانچ دن۔ پھر جب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے یہ معاملہ آیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سورۂ لقمان کی آخری آیت "ان اللہ عندہ علم الساعۃ" کی طرف اشارہ ہے اور ان کا مطلب اس اشارہ سے یہ ہے کہ "یہ بات ان پانچ چیزوں میں سے ہے جن کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔

اس روایت سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ آیت لقمان کی روشنی میں سیدنا حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ ان پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔

محترم حاضرین کرام! اپنے عقیدہ کی تائید میں قرآن عظیم، احادیث نبی کریم تو میں کل سے برابر پیش کر رہا ہوں لیکن آپ حضرات اس طرف بھی توجہ فرمائیے کہ کل میں نے فقر و تصوف اور حقیقت و معرفت کے امام عالی مقام سیدنا حضرت شیخ جیلانی کا ایک ارشاد پیش کیا تھا اور آج فقہ و شریعت کے سب سے بڑے امام سیدنا حضرت امام ابو حنیفہ کا یہ ارشاد پیش کیا ہے بس بحمد اللہ کتاب و سنت کے علاوہ اکابر و ائمہ کی تائید بھی ہمارے ہی ساتھ ہے اور ان کے اتباع کا فخر بھی ہم ہی کو حاصل ہے ——— ہمارے فاضل مخاطب مولوی حشمت علی صاحب اپنے نام کے ساتھ "قادری" اور "حنفی" تو لکھتے ہیں لیکن عقائد جو بنیاد دین ہیں ان میں وہ ان دونوں بزرگوں سے بچھڑے ہوتے بلکہ ان کے کھلے مخالف ہیں۔ واللہ الھادی الی سبیل الرشاد

مولوی حشمت علی صاحب

سنبھلی صاحب! آپ جب ان اکابر و ائمہ کو مانتے ہی نہیں تو ان کا نام لینے کا آپ کو کیا حق ہے، اور ان بزرگوں پر افترا کرتے ہوئے آپکو شرم بھی نہیں آتی۔ حضرت غوث الثقلین نے کہاں فرمایا ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں تھا۔ کل جو عبارت آپ نے "غنیۃ الطالبین" سے پیش کی تھی اس کا جواب میں کل ہی دے چکا ہوں اس سے ہرگز بھی آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو بڑی شان ہے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا دعویٰ تو خود اپنے متعلق قصیدہ غوثیہ میں یہ ہے:۔

نظرت الی بلاد اللہ جمعًا کخردلۃ علیٰ حکم اتصال

"یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کے تمام شہروں کو مثل رائی کے دانے کے دیکھا اور اتصال کے ساتھ دیکھا یعنی برابر دیکھتا ہی رہا" جب ساری دنیا خود حضور غوث پاکؓ کی نظر میں ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ مبارک سے کیا پوشیدہ رہ سکتا ہے۔

حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ پر بھی آپ نے افترا کیا ہے کہ آپ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی کسی کی موت کا وقت معلوم نہیں، ——— لیجیے! میں اس بارہ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کا عقیدہ آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں۔ میرے پاس یہ مسلم شریف ہے۔

نوٹ :۔ مولوی حشمت علی صاحب نے اتنا ہی کہا تھا کہ مولینا محمد منظور صاحب نعمانی نے دوران تقریر ہی ان سے دریافت کیا کہ کیا مسلم شریف میں کہیں حضرت امام ابوحنیفہ کا کوئی ارشاد لکھا ہوا ہے، جس سے آپ ان کا عقیدہ بیان کرنا چاہتے ہیں؟ —— مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا کہ اس میں حضرت امام صاحبؒ کا کوئی ارشاد تو نہیں ہے مگر میں اس سے ایک حدیث پیش کرنا چاہتا ہوں، اسی سے امام صاحب کا عقیدہ بھی معلوم ہو جائے گا کیوں کہ ان کا عقیدہ حدیث شریف کے موافق ہی ہوگا —— اس پر مولینا نعمانی صاحب نے مکرر دریافت کیا کہ آپ مسلم شریف سے حضرت امام اعظمؒ کا عقیدہ ہی پیش کرنا چاہتے ہیں نا؟ —— اس کے جواب میں مولوی حشمت علی صاحب نے پھر فرمایا جی ہاں میں مسلم شریف سے حضرت امام ابوحنیفہ ہی کا عقیدہ پیش کرنا چاہتا ہوں،، اس پر ایک عام قہقہہ لگا اور مولینا نعمانی نے فرمایا بہت اچھا! پیش کیجئے! —— چنانچہ مولوی حشمت علی صاحب نے اس طرح کلام شروع کیا:۔

حضرات! یہ میرے پاس مسلم شریف کی دوسری جلد ہے اس میں حضرت عبداللہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نطفہ جب رحم مادر میں قرار پاتا ہے اور جب اس پر تین چلے گذر جاتے ہیں اور اس میں روح ڈالی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو حکم دیکر بھیجتا ہے کہ چار چیزیں لکھ، ایک اس کا رزق، دوسرے اس کی اجل (موت)، تیسرے اس کے اعمال، چوتھے اس کی بدبختی یا نیک بختی،، —— حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں:۔

"یوم باربع کلمات بکتب رزقہ واجلہ وعملہ وشقی او سعید"

دیکھئے اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ اس فرشتہ کو بھی ہر شخص کی موت کے وقت علم ہوتا ہے —— لہذا یہ عقیدہ کہ کسی کے موت کے وقت کی اطلاع خدا کے سوا کسی کو بھی نہیں ہوتی، غلط اور اس حدیث پاک کے خلاف ہے اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی عقیدہ ہرگز کسی حدیث کے خلاف نہیں ہو سکتا۔ لہذا معلوم ہوا کہ آپ نے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے حضرت امام صاحب پر محض جھوٹ افترا کیا ہے اور تفسیر مدارک شریف

کی عبارت کا مطلب غلط بیان کیا ہے اس میں تو "ملک الموت" کا ذکر ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اس میں نام بھی نہیں آیا ہے۔ مسلمانو! آپ نے ایسا جیتا جاگتا جھوٹ اس سے پہلے کبھی نہ سنا ہوگا، جیسا سنبھلی صاحب نے اس وقت بولا۔ سنبھلی صاحب! اگر آپ ثابت کر دیں کہ مدارک شریف کی اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے تو میں منہ مانگا انعام دوں گا۔ کیا آپ نے حاضرین کو بالکل جاہل سمجھ لیا ہے۔ خوب سمجھ لیجئے! میرے سامنے آپکا جھوٹ نہیں چل سکتا میں آپ کے جھوٹ فریب کے بخئے ادھیڑ کے رکھ دوں گا۔

حضرات گرامی! میں نے جو حدیث مسلم شریف کی ابھی پیش کی ہے اس سے آپ کو معلوم ہو گیا ہوگا کہ ہر شخص کے رزق، اس کے عمل، اس کی سعادت وشقاوت اور اس کی موت کے وقت کی خبر اس کی پیدائش سے بھی پہلے فرشتہ کو ہو جاتی ہے۔ اس سے بھی معلوم ہوا کہ جن آیات واحادیث میں فرمایا گیا ہے کہ پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو نہیں، ان میں علم ذاتی ہی سے متعلق فرمایا گیا ہے کیونکہ اگر علم عطائی کی بھی نفی مقصود ہوتی تو فرشتہ کو سب انسانوں کے رزق، ان کی زندگی بھر کے واقعات اور ان کی موت کی گھڑی کا علم کیسے ہو سکتا تھا پس علوم خمس کے متعلق جو آیتیں اور حدیثیں اب تک آپنے پیش کی ہیں ان سب کا جواب بھی مسلم شریف کی حدیث سے ہو گیا۔ وللہ الحمد

میں نے جو دلیلیں اپنے دعوے کی پیش کی تھیں ان کے جواب میں آپ نے پھر وہی باتیں دہرا دی ہیں، جن کا جواب میں پہلے دے چکا ہوں، مختصراً پھر سن لیجئے! ۔ میں نے آیت کریمہ "علمك ما لم تكن تعلم" پیش کی تھی، آپ نے کہا کہ اس میں "ما" عموم کے لئے نہیں ہے اور اس کی نظیر میں تین آیتیں پیش کیں۔ میں نے ثابت کیا کہ "ما" عموم واستغراق ہی کے لیے آتا ہے اور آپ کی پیش کی ہوئی تینوں آیتوں میں بھی وہ استغراق ہی کے لیے ہے پھر اس کے جو دلائل قاہرہ میں نے پیش کیے تھے آپ ان کا کوئی معقول جواب نہیں دے سکے ——— میں نے اپنے دعوے کے ثبوت میں سیدنا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ کی صریح حدیثیں پیش کیں جن میں صاف طور پر مذکور ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے خطبہ کریمہ

میں ابتدائے دنیا سے انتہائے دنیا تک کا تمام ماکان و مایکون بیان فرمایا۔ آپ ان کا بھی کوئی جواب نہیں دے سکے، ان حدیثوں کے جواب میں آپ نے اس مرتبہ بھی یہی لکھا ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے سب اہم اور قابلِ ذکر باتیں بیان فرمائیں ـــ میں نے آپ سے پوچھا تھا کہ آپ یہ "اہم اور قابلِ ذکر" کا پیوند کہاں سے لگاتے ہیں؟ کیا کسی روایت میں ایسا کوئی لفظ ہے جس سے یہ بات نکلتی ہو، تو آپ اس کا کوئی جواب نہیں دے سکے اور نہ قیامت تک اس کی کوئی دلیل پیش کر سکتے ہیں۔ ارے سنبھل صاحب! آپ کو خدا سے ڈرنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شرم کرنی چاہیئے۔ آپ حدیث نبویؐ میں بے دلیل یہ پیوند اپنی طرف سے لگا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا کر رہے ہیں۔ حضور اقدسؐ فرماتے ہیں: "من کذب علی متعمدًا فلیتبوء مقعدہ من النار" یعنی جو جان بوجھ کر جھوٹی بات مجھ پر گھڑے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے" ـــــ میں نے اپنی پچھلی تقریر میں حضرت علامہ امام بدرالدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی عبارتیں پیش کی تھیں جن میں ان ہر دو مسلم بزرگوں نے تصریح فرمائی ہے، کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حدیث صاف دلالت کر رہی ہے کہ حضورؐ نے اپنے اس خطبۂ کریمہ میں مبدا، اور معاش اور معاد کے تمام احوال اوّل سے آخر تک بیان فرمائے۔ ان مسلم الثبوت اماموں کی اس تصریح کے ہوتے ہوئے آپ کے "قابلِ ذکر" کے پیوند کو کون سن سکتا ہے۔

آپ بار بار ان حدیثوں کے متعلق کہتے ہیں کہ کیا حضور نے پرندوں کا بھی حال بیان کیا تھا۔ چرندوں اور درندوں کا بھی حال بیان کیا تھا؟ مکھیوں اور مکڑیوں کا بھی حال بیان کیا تھا؟ اور اس طرح آپ حدیث رسول کا مذاق اڑاتے ہیں، اور دعویٰ کرتے ہیں اسلام و ایمان کا، کیا کوئی حدیث رسول کا مذاق اڑا کر بھی مسلمان رہ سکتا ہے؟ حضور اقدس کے متعلق جو کچھ آپ کے دل میں ہے اپنے بڑوں کی طرح صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیتے؟ تاکہ مسلمانوں کو آپ کے اسلام و ایمان کا حال معلوم ہو جائے ـــــ ارے آپ جس بات کا مذاق اڑاتے ہیں وہ ہمارا دین و ایمان ہے، ہم کہتے ہیں اور ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ ہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر پرندے اور مکھی مچھر کا حال بیان فرما دیا تھا لو سنو! مواہب لدنیہ میں طبرانی کے حوالے سے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل فرمائی گئی ہے لقد ترکنا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرك طائر جناحیه الا ذکرلنا منه علمًا، یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حال میں ہم سے مفارقت اختیار فرمائی کہ کوئی پرندہ ایسا نہیں، جو اپنے بازوؤں کو حرکت دیتا ہو، مگر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے اس کا حال بھی بیان فرما دیا۔

سنبھلی صاحب! اب بتائیے کہ مکھی اور مچھر بھی فضا میں اپنے پروں سے اڑتے ہیں یا نہیں؟ اور حضور کا سارے اڑنے والے جانوروں کے احوال بیان فرمانا اس حدیث شریف سے صاف طور پر ثابت ہوا یا نہیں؟

میں نے اپنی پچھلی تقریر میں ایک آیت کریمہ "وما ھو علی الغیب بضنین" پیش کی تھی، اور بتایا تھا کہ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضور صرف "عالم الغیب" ہی نہیں بلکہ "معلم الغیب" بھی تھے۔ اس آیت کو آپ نے چھوا تک نہیں اور اس کے جواب میں ایک لفظ بھی نہیں کہا لیجئے! اب ایک آیت اور پیش کرتا ہوں۔ سورۂ رحمٰن میں ارشاد ہے:-

الرحمٰن علّم القرآن خلق الانسان علمه البیان ۝ یعنی بڑی رحمت والے خدا نے قرآن سکھایا، انسان کامل یعنی اپنے محبوب و مطلوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا، اور ان کو ہر چیز کا بیان سکھایا ——— تفسیر معالم التنزیل میں اس آیت کی تفسیر میں فرمایا "قال ابن کیسان خلق الانسان یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلمه البیان یعنی بیان ما کان وما یکون"۔ یعنی ابن کیسان نے اس آیت کی تفسیر اس طرح فرمائی کہ "خلق الانسان" سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق مراد ہے اور "علمه البیان" کا مطلب یہ ہے کہ حضور کو آپ کے رب جل جلالہٗ نے تمام "ما کان وما یکون" جو کچھ کہ ہوا اور جو کچھ آئندہ ہونے والا ہے اس سب کا بیان تعلیم فرمایا۔ دیکھئے اس آیت سے بھی ثابت ہوا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام "ما کان وما یکون" کا علم ہی نہ تھا بلکہ آپ اس سب کو بہ تعلیم الٰہی بیان بھی فرماتے تھے۔ اس سے بھی ان احادیث کے مضمون کی تائید ہوتی ہے جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کے مجامع میں تمام ما کان وما یکون بیان فرمایا ——— کیا اب آپ اس آیت کا بھی اسی طرح مذاق اڑائیں گے جس طرح کہ ان احادیث کا اڑایا تھا؟ اب تو اس قرآنی آیت نے بھی بتلا دیا کہ حضور اقدس بہ تعلیم الٰہی تمام "ما کان وما یکون" بیان فرماتے تھے،

کیا اس "ماکان و مایکون" میں آپ کی مرغی، بکری، مینڈک، مچھلی، مکھی، مکڑی، کھٹمل، پسو، ہر قسم کے درندے پرندے، چرندے درندے سب داخل نہیں ہیں؟ کیا اس آیت سے ان کا بیان حضرت سے ثابت نہیں ہوتا؟ —— مسلمانو! آپ نے دیکھا یہ ہے ان لوگوں کا ایمان، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو کمالات قرآن و حدیث سے ثابت ہوتے ہیں یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔ ارے اسی پر ایمان و اسلام کا دعویٰ ہے۔ ایسوں ہی کے حق میں قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے "قد کفروا بعد اسلامھم" کہ یہ لوگ مسلمان ہونے کے بعد پھر مرتد ہو گئے۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد و صلوٰۃ) حاضرین کرام! میرے مخاطب مولوی حشمت علی صاحب نے مجھے مشتعل کرنے یا اپنی گالی بازی کا کمال دکھانے کے لیے جو بدکلامی میری ذات کے متعلق اس دفعہ کی ہے میں اس کے جواب میں پھر یہی عرض کروں گا کہ "تو دشنام دہ من دعا میکنم" —— اللہ تعالیٰ ان کو آدمیت دے اور اس بری خصلت کو ان سے دور فرمائے آپ حضرات بھی کہیں آمین! —— اس کے بعد میں ان کی تقریر کی قابل جواب باتوں کا جواب عرض کرتا ہوں وہ خود اور آپ سب حضرات بھی بغور سنیں!۔

مولوی صاحب نے اس تقریر میں مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں معاذ اللہ آیتوں اور حدیثوں کا مذاق اڑاتا ہوں۔ مولوی صاحب میرے نزدیک وہ شخص مرتد ہے جو کسی آیت یا حدیث کے کسی جزء کا بھی مذاق اڑائے یا دین کی کسی چیز کے ساتھ بھی استخفاف سے پیش آئے —— ہمارے نزدیک تو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم و ارشاد پر سر تسلیم خم کر دینے ہی کا نام ایمان و اسلام ہے۔ قرآن حکیم نے اسی حقیقت کو اس طرح ادا فرمایا ہے ——

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ —— آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق جو کچھ دل میں ہے وہ صاف صاف کیوں نہیں کہہ دیا جاتا؟ —— آپ شاید دوسروں کو اپنے پر قیاس کرتے ہیں ہمارے نزدیک عقائد کے

بارہ میں جس کے دل وزبان میں مطابقت نہ ہو وہ منافق ہے اور ہم منافقت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں —— ہاں اگر میں آپ سے یہ مطالبہ کرتا تو بے جا نہ ہوتا کیونکہ آپ اس مناظرہ میں جس عقیدہ (یعنی علم غیب کل) کی حمایت کر رہے ہیں وہ آپ کا اصل عقیدہ نہیں ہے جس کی میرے پاس تحریر بھی موجود ہے۔ نیز یہ عقیدہ آپکے پیر ومرشد "اعلیٰحضرت" فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب کے عقیدہ کے بھی خلاف ہے وہ اپنی کتاب "الدولۃ المکیہ" میں فرما چکے ہیں، "ولا نثبت بعطاء اللہ تعالیٰ ایضاً الا البعض" (یعنی ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کی عطا سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع) بہرحال آپکا اصل عقیدہ "علم غیب کلی" کا نہیں ہے لیکن آپ صرف اپنے بلانے والوں کی خاطر یہاں اپنے اصل عقیدہ کے خلاف بول رہے ہیں —— اور پھر دوسروں کو بھی "ایسا ہی رکا بیا" سمجھتے ہیں ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

الغرض ہم بحمد اللہ اپنے ضمیر کے خلاف کسی عقیدہ کے اظہار کو منافقت اور کسی آیت یا حدیث کے ادنیٰ استخفاف کو کفر سمجھتے ہیں —— ہاں سرچ بعض آیتوں یا حدیثوں کا اپنی طرف سے مطلب بیان فرماتے ہیں وہ ضرور قابل مضحکہ ہوتا ہے اور میں نے اگر کوئی مذاقیہ جملہ کہا ہے تو وہ آپ کے بیان کردہ مطلب ہی کے متعلق کہا ہے اور جو کچھ داد دی ہے وہ آپ کی خوش فہمی کی داد دی ہے اور یقین کیجئے کہ اس بارہ میں آپکو معاف نہیں کیا جاسکتا یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ کوئی "قابل تفریح" بات کہیں اور کوئی اس سے "تفریح" بھی حاصل نہ کرے آپ کوئی مضحکہ خیز چیز کہیں اور کوئی اس پر ہنسے بھی نہیں —— ذرا سوچیئے تو جب آپ کسی آیت یا حدیث کا یہ مطلب بیان کریں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی خطبہ میں بر سر منبر تمام مکھیوں، مکڑیوں، مچھروں، پسوؤں، غرض ہر قسم کے کیڑے مکوڑوں کی بھی پوری پوری سوانح عمریاں بیان کی تھیں اور اسی طرح میرے اور آپ کے بلکہ سارے انسانوں کے سروں اور ڈاڑھیوں کے بالوں کی تفصیلی شمار بھی نام بنام بیان فرمائی تھی اور اس دنیا میں ہونے والے اپنے اور دوسروں کے ان تمام نجی اور پرائیویٹ معاملات کو بھی آپ نے بیان فرمایا تھا جو کوئی شریف اور معقول آدمی کسی مجلس میں بیان نہیں کر سکتا تو بتلائیے کہ کوئی سنجیدہ آدمی جو اس آیت اور حدیث کا صحیح مطلب بھی سمجھتا ہو کسی طرح ہنسی ضبط

کر سکے گا۔ پھر اگر آپ کی اس لغویت کی "داد" دی جائے اور آپ کی اس خوش فہمی کے متعلق کوئی مذاقیہ جملہ کہہ دیا جائے تو آپ کے نزدیک وہ آیت یا حدیث کا مذاق ہے، گویا آپ کا ہر لفظ، اور ہر ارشاد قرآن وحدیث ہے "ایاز قدر خود بشناس"

میرے مہربان! ان تمام احادیث کا مطلب وہی ہے جو میں عرض کر چکا ہوں یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس خطبہ مبارک میں ابتداء دنیا سے انتہاء دنیا تک کی تمام اہم باتیں جن کے بیان کی امت کو ضرورت تھی بیان فرمائیں۔ یہ بعینہ وہی مطلب ہے جو آپ کی پیش کردہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ والی حدیث کی شرح میں حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے شرح شفاء میں بیان فرمایا ہے اور علامہ عینی وحافظ عسقلانی نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ذیل میں جو کچھ لکھا اس کا منشا بھی یہی ہے جیسا کہ میں پہلے بتلا چکا ہوں اور اس مطلب کا واضح قرینہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ ہی کا وہ ارشاد ہے جو میں مسند احمد اور ابن ماجہ کے حوالہ سے پیش کر چکا ہوں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے "ربوا" کے احکام کو تفصیل سے بیان نہیں فرمایا"

حضرت فاروق اعظمؓ کے اس ارشاد اور آپکی "بدء الخلق" والی روایت میں مطابقت یونہی ہوسکتی ہے کہ اس کا مطلب یہ لیا جائے کہ حضور نے تمام وہ چیزیں بیان فرمائیں جو آپکے نزدیک زیادہ اہم تھیں اور امت کو ان کے بیان کی خاص ضرورت تھی ـــــ ہاں یاد آیا مشکوٰۃ شریف میں جہاں حضرت فاروق اعظمؓ کی یہ "بدء الخلق" والی حدیث مذکور ہے وہاں حاشیہ پر شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی لمعات شرح مشکوٰۃ کے حوالہ سے اس حدیث کی شرح میں یہ الفاظ نقل ہیں "ای مما یتعلق بالدین ای کلیاتہ" یعنی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضور نے اس خطبہ مبارکہ میں دین کے متعلق تمام ضروری اصول اور کلیات بیان فرمائے

بہر حال ان احادیث سے آپکا استناد بالکل غلط ہے انکا مطلب وہی ہے جو میں عرض کر رہا ہوں اور جو مطلب انکا آپ لے رہے ہیں وہ عقل ونقل دونوں کے خلاف ہے، اس مرتبہ آپنے بڑے ناز کیساتھ ایک حدیث حضرت ابوالدرداءؓ کی اور پیش کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں "لقد ترکنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما یحرک طائر جناحیہ الا ذکر لنا منہ علماً" اور اس سے آپنے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر ہر پرندہ کا حال بیان فرمایا اور گویا اسکو آپ نے مکھیوں اور مچھروں کے تفصیلی

احوال کے بیان میں نص صریح سمجھا ہے میں آپ کی اس خوش فہمی کی کیا داد دوں اگر عربی دانوں کا یہ مجمع ہوتا تو عام حاضرین کی طرف سے آپکو اس حدیث فہمی کی اچھی داد مل جاتی ـــــ بندۂ خدا! اگر محاورات عرب سے آپکو واقفیت نہیں ہے اور خدا نے "کلام فہمی" کا ذوق بھی نہیں دیا ہے تو لفظی ترجمہ ہی پر غور کیا ہوتا۔ اس حدیث کا خالص لفظی ترجمہ یہ ہوگا کہ "ہم کو چھوڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حال یہ کہ کوئی پرندہ اپنے پروں کو فضا آسمانی میں حرکت نہیں دیتا مگر آپ نے ہمارے لیے اس سے "علم" ذکر کیا ـــــ آپ غالباً علم اس کو سمجھتے ہیں کہ ہر پرندہ کے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ دن میں کتنا بار پیشاب کرتا ہے کتنی دفعہ پاخانہ کرتا ہے اس کے پاخانے میں کیسی بو ہوتی ہے کیسا رنگ ہوتا ہے، اور اس کا کتنا وزن ہوتا ہے ـــــ حالانکہ شرعی اصطلاح میں "علم" صرف ان چیزوں کے علم کو کہتے ہیں جن کا تعلق "شرعیات" سے ہو لیں تمام پرندوں کے متعلق "علم" بیان فرمانے کا مطلب یہ ہے کہ حضور اقدس علیہ السلام نے تمام پرندوں کی حلت و حرمت وغیرہ شرعی احکام کے متعلق ایسے جامع اور اصولی احکام بیان فرمائے ہیں کہ ان کی روشنی میں ہر پرندہ کا حرام یا حلال ہونا اس کے گوشت وغیرہ کا طاہر ہونا یا غیر طاہر ہونا معلوم ہو سکتا ہے اور یہی وہ علم شریف ہے جس کے بیان فرمانے کے لیے آپ دنیا میں تشریف لائے تھے ـــــ بہرحال اس حدیث سے یہ نتیجہ نکالنا کہ حضورؐ نے ہر ہر پرندہ اور ہر مکھی مچھر کی پوری پوری سوانح حیات اور سرگزشت بیان فرمائی، منصب نبوت سے ناواقفی اور "تفقہ فی الدین" سے محرومی کی دلیل ہے۔

ان احادیث کے علاوہ آپ نے دو آیتیں بھی اور پیش کی ہیں ایک "وما ھو علی الغیب بضنین" جس کا ترجمہ ہے کہ حضورؐ غیب پر بخیل نہیں"، اس کا مطلب بالکل ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ نے غیب کی جو باتیں آپ کو بتلائی ہیں آپ امتیوں تک ان کو پہنچانے میں بخل نہیں فرماتے اور یہی ہمارا ایمان ہے ـــــ لیکن اس سے "علم غیب کلی" سے کیا واسطہ؟ پھر نہ اس میں "کل" یا "جمیع" کا لفظ ہی ہے۔

دوسری آیت آپ نے پیش کی ہے "خلق الانسان علمہ البیان" اور معالم کے حوالہ سے ابن کیسان کا یہ قول آپ نے بیان کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور ان کو "ماکان" اور "ما یکون" کا بیان تعلیم فرمایا ـــــ اس کے جواب میں پہلی بات تو یہ عرض کرنی ہے کہ یہ تفسیر بالکل خلاف ظاہر اور مرجوح ہے اور اسی واسطے ان مفسرین نے اس قول کو

نقل بھی نہیں کیا جو صرف صحیح اقوال کے نقل کرنے کا التزام کرتے ہیں اور خود بغوی نے بھی "معالم" میں اس کو دوسرے اقوال کے بعد بالکل آخر میں صرف احتمال کے طور پر ذکر کیا ہے ــــ اس کی صحیح ترین تفسیر وہ ہے جس کو "معالم" ہی میں اس سے پہلے نقل کیا ہے یعنی یہ کہ "انسان" سے "جنس انسان" مراد ہے اور "بیان" سے مراد انسان کی وہ گویائی اور قوت ناطقہ ہے جس کی وجہ سے وہ تمام حیوانات میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے ــــــ امام رازی نے اسی کو "صحیح تر" کہا ہے اور تفسیر جلالین و جامع البیان جیسی معتبر ترین تفسیروں میں اسی کو اختیار کیا گیا ہے اور اگر ان تمام چیزوں سے قطع نظر بھی کر لیا جائے جب بھی اس سے آپکا دعویٰ "علم کلی" کا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ زیادہ سے زیادہ اس میں وہی کلمہ "ما" ہے جس کے متعلق میں ثابت کر چکا ہوں کہ وہ ہمیشہ عموم و استغراق کے لیے نہیں ہوتا۔

علاوہ ازیں ان دونوں آیتوں سے آپ کا استدلال اس لیے بھی غلط ہے کہ یہ دونوں مکی ہیں اور اگر ان سے علم کلی ثابت ہوگا تو مکی زندگی میں ثابت ہوگا اور آپ حضرات مدنی زندگی کے بھی بالکل آخری ایام میں یعنی ختم نزول قرآن کے بعد حضورؐ کے لیے اس "علم غیب کلی" کے حصول کے قائل ہیں لہٰذا ان آیتوں سے آپ کا استدلال اس وجہ سے بھی غلط اور خلاف قاعدہ ہے۔ "

یہ بحث تو آپ کے دلائل کے متعلق تھی اب میں اپنے دلائل کی طرف متوجہ ہوتا ہوں :-

میں نے "علوم خمس" کے متعلق دو آیتیں اور انکی تفسیر میں چند حدیثیں پیش کی تھیں آپ نے ان سب کے جواب میں کہا تھا کہ ان سب میں غیر اللہ سے "امور خمس" کے صرف "علم ذاتی" کی نفی ہے اور اس مرتبہ پھر آپ نے اسی چیز کو دوبارہ بیان کیا ہے۔ میں اپنی پہلی تقریر میں آپکے اس خیال کی مدلل تردید کر چکا ہوں اور میں نے مسند احمد کے حوالہ سے حضرت ربعی بن حراش کی جو حدیث پیش کی تھی اس سے تو آپ کے اس خیال کی بالکل ہی بیخکنی ہو جاتی ہے اور اس کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی اس لیے اب اس احتمال کو تو زبان پر لائیے ہی نہیں۔

ہاں یاد آیا سنبھل کے مناظرہ میں آپ نے اس بات کو خود تسلیم کیا تھا کہ اس حدیث سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے "امور خمس" کے علم عطائی کی نفی بھی ثابت ہوتی ہے اور آپکا یہ اقرار خود آپ کی چھپائی ہوئی روئداد میں بھی موجود ہے اور میں اپنی پہلی تقریر میں ثابت کر چکا ہوں کہ اس ایک حدیث سے جب "علم عطائی" کی نفی ثابت ہوگی تو "علوم خمس" کے متعلق اس کے ہم مضمون جو اور آیات یا احادیث ہیں

ان سب سے بھی "علم عطائی" کی نفی ثابت ہوگی ——— میں نے اسی سلسلہ میں سیدنا حضرت امام ابوحنیفہؒ کا ایک فیصلہ کن ارشاد بھی پیش کیا تھا۔ اس کے جواب میں آپ نے یہ عجیب و غریب بات فرمائی ہے کہ "اس میں تو ملک الموت کا ذکر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تو اس میں نام مبارک بھی نہیں" ——— اس کے جواب میں اس کے سوا میں اور کیا کہوں کہ جواب دینے سے پہلے ذرا تفسیر مدارک کی عبارت کو دیکھ تو لیا ہوتا۔ سنیئے اس میں حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ کے آخری کلمات یہ ہیں، "فان هذه العلوم الخمس لا يعلمها الا الله" (یعنی یہ پانچ علوم حق تعالیٰ شانہ کے سوا کسی کو نہیں) فرمایئے کہ اس میں علوم خمس کی نفی صرف ملک الموت سے کی گئی ہے یا کل ماسوا اللہ سے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی داخل ہیں" ——— اس سلسلہ میں آپ نے صحیح مسلم سے ایک حدیث بھی پیش کی تھی اور اس دعوے کے ساتھ پیش کی تھی کہ میں مسلم شریف سے حضرت امام ابوحنیفہؒ کا عقیدہ پیش کرتا ہوں جس پر بے ساختہ اور بھی بہت سے حضرات کو ہنسی آگئی اور اس تاریخی شعر کی یاد تازہ ہوگئی ؎

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا   الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

بہر حال صحیح مسلم کی اس حدیث سے آپ نے یہ ثابت کیا ہے کہ تقدیر کا نوشتہ لکھنے والے فرشتہ کو ہر شخص کی موت کے وقت کا علم ہے ——— اس کے جواب میں پہلی گذارش تو یہ ہے کہ گفتگو ان امور خمس کے "علم کلی" میں ہے جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں اور اس حدیث سے اس کاتب تقدیر فرشتہ کے لیے ہر شخص کی موت کے علم کا حصول ثابت نہیں ہوتا بلکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب "جنین" میں نفخ روح کا وقت آتا ہے تو اس وقت اس کو اس کی عمر بتلا دی جاتی ہے نہ یہ کہ اس فرشتہ کو سب کی موت کا وقت معلوم ہے ——— علاوہ ازیں اس کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ تمام پیدا ہونے والے فرشتوں کی تقدیر لکھنے کیلئے ایک ہی فرشتہ مقرر ہے؟ ہوسکتا ہے کہ اس کے لیے فرشتوں کا ایک محکمہ ہو، اور یہی زیادہ قرین قیاس ہے ——— بہر حال اس حدیث سے کسی طرح بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ "علوم خمس" والی آیات و احادیث میں "موت" کے متعلق جس "علم کلی" کی نفی غیر اللہ سے کی گئی ہے وہ "کاتب تقدیر" فرشتہ کو حاصل ہے۔

میں نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد کے ساتھ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کا بھی تذکرہ کر دیا تھا اور کل جس میں سے حضرت ممدوح کی کتاب غنیۃ الطالبین سے ایک فیصلہ کن

عبارت پیش کی تھی، آج پھر اس کی طرف میں نے آپ کی توجہ دلائی تھی، آپ نے اس کے جواب میں ایک شعر پیش کیا ہے، اول تو وہ مبحث سے بالکل غیر متعلق ہے اور زیادہ سے زیادہ اس سے حضرت شیخ کے لیے اس زمانہ کے آباد شہروں کا ایک اجمالی مکاشفہ ثابت ہوتا ہے اور اس میں کوئی بحث نہیں اور نہ کسی طرح اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "علم غیب کلی" پر استدلال کیا جا سکتا ہے پھر اس شعر کو حضرت شیخ کا شعر ثابت کرنے کی آپ کوئی یقینی دلیل نہیں پیش کر سکتے اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ حضرت ممدوح کی کسی کتاب میں آپ یہ شعر نہیں دکھا سکتے۔ اکابر امت اور بزرگان دین کی طرف لوگوں نے ہزاروں شعر اور قصیدے ایسے منسوب کر رکھے ہیں جو ہرگز ان سے ثابت نہیں۔

خیر یہ بحث تو اپنے اور آپ کے گذشتہ دلائل کے متعلق تھی اب کچھ نئی چیزیں اور پیش کرنا چاہتا ہوں۔ قرآن مجید کی سورہ مدثر میں ارشاد ہے:۔

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ — اور تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا

حافظ ابن کثیر اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

ای ما یعلم عددهم وکثرتهم الا هو تعالی (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۱۱۸) — یعنی اللہ کے لشکروں کی شمار اور انکی کثیر مقدار کا علم اسکے سوا کسی کو نہیں"

اس آیت کا صاف مفہوم و منطوق یہی ہے کہ جنود الٰہی کا ٹھیک علم بس اللہ ہی کو ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو یہ "علم محیط" حاصل نہیں اور سنیئے! سورہ نساء میں ہے

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ — اور کتنے رسول ہیں ایسے کہ ہم نے اکو تم سے پہلے رسول بیان کر دیا اور کتنے ہی رسول ہیں کہ ہم نے تم سے ان کو بیان نہیں کیا۔

علامہ خازن اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

ای لم نسمهم لک ولم نعرفک اخبارهم۔ — یعنی اے رسول! بہت سے ایسے رسول ہیں جن کے نام اور ان کے احوال ہم نے تم کو نہیں بتلائے

اور سیدنا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ذیل میں مروی ہے کہ

بعث اللہ عبدا حبشیا نبیا فهو — اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک حبشی بندہ کو نبی بنا کر بھیجا تھا اور

ممن لم نقصص علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (درمنثور ص۲۴۱) — وہ ان پیغمبروں میں سے ہیں جن کا قصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتلایا گیا۔

بہرحال اس آیت اور حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کے اس تفسیری ارشاد سے معلوم ہوا کہ بعض انبیاءؑ کے احوال بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتلائے گئے حالانکہ اگر آپکو "علم کلی" عطا ہوتا تو کسی کا کوئی حال بھی آپ کے علم سے باہر نہ ہوتا۔ نیز اسی آیت کے ہم مضمون ایک آیت سورہ مومن میں بھی ہے، ارشاد ہے:۔

ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك ٥ — اور بہ تحقیق ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے ان میں سے بعض وہ ہیں جن کو ہم نے آپ سے بیان کیا اور بعض وہ ہیں جن کو ہم نے نہیں بیان کیا۔

حضرت علی مرتضیٰؓ کا جو ارشاد میں ابھی ابھی درمنثور سے پیش کر چکا ہوں وہ آپ سے اس آیت کی تفسیر میں بھی مروی ہے

ان قرآنی تصریحات اور اکابر امت کے ان ارشادات کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیئے "علم کلی" کا دعویٰ کرنا کسی ایمان والے کا کام نہیں۔

آخر میں گذارش ہے کہ براہ کرم اب بار بار ان باتوں کو نہ دہرایئے جن کا جواب میں بار بار دے چکا ہوں آپ کی اس فضول تکرار سے بہت وقت ضائع ہوتا ہے۔"

مولوی حشمت علی صاحب

حضرات گرامی! آپ نے دیکھ لیا مولوی منظور صاحب میری باتوں کا کوئی جواب نہیں دیتے بس اپنی کہے جاتے ہیں ـــــ

ارے مولوی صاحب آپ یہاں جواب دیں یا نہ دیں، خدا کے یہاں آپکو جواب دینا پڑیگا۔ آپ میرے مطالبات قاہرہ کو ہضم کئے جاتے ہیں اور لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے نئی نئی آیتیں اور حدیثیں پڑھے جاتے ہیں۔ جب تک میری باتوں کا جواب آپ نہ دے لیں آپکو نئے دلائل پیش کرنے کا کیا حق ہے کیا پھر میں بھی ایسے ہی بے اصولے پن سے کام لوں؟ یاد رکھیئے! میں ایک ایک تقریر میں پچاس پچاس دلیلیں پیش کر سکتا ہوں، آپ مجھے خوب جانتے ہیں۔

جو دلیلیں آپنے پہلے پیش کی تھیں میں انکا جواب اپنی پہلی تقریروں میں دے چکا ہوں اور براہین

قاہرہ سے ثابت کر چکا ہوں کہ ان میں صرف علم ذاتی کا ذکر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جناب میں صرف وہی ممکن ہے "علم عطائی" وہاں محال قطعی ہے لہذا جن آیتوں یا حدیثوں میں کسی علم کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص کر کے ماسوا سے اس کی نفی کی گئی ہے ان سب میں صرف علم ذاتی ہی مراد ہو سکتا ہے

آپ نے جو آیتیں اور حدیثیں پہلی تقریروں میں پیش کی تھیں ان سب کا میری طرف سے یہی دندان شکن جواب ہے اگر ہو سکے تو اس کو توڑیئے اور غلط ثابت کیجیے لیکن میں پیشگوئی کرتا ہوں کہ اگر سارے وہابی دیوبندی بھی جمع ہو جائیں تو وہ اس کا جواب نہیں دے سکتے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں!

آپ نے اس مرتبہ سورۂ "مدثر" کی جو آیت (وما یعلم جنود ربك الا ھو) پیش کی ہے اس کا جواب بھی میری طرف سے یہی ہے کہ اس میں بھی "جنود الٰہی" کے علم ذاتی کی نفی غیر اللہ سے کی گئی ہے دیکھئے اس کا ترجمہ یہی تو ہے کہ "اللہ کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا" یعنی بس اللہ تعالیٰ ہی اپنے لشکروں کی تعداد کو جانتا ہے ——— اب میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کو جو اپنے لشکروں کا علم ہے تو یہ ذاتی ہے یا عطائی؟ ظاہر ہے کہ ذاتی ہی ہے "عطائی" تو وہاں محال ہے۔ لہذا آیت کا مطلب یہی ہو گا کہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں کا علم ذاتی اللہ کے سوا کسی کو نہیں، اب بتلایئے! کہ اس سے علم عطائی کی نفی کس طرح ثابت ہوئی؟

اس کے علاوہ جو دو آیتیں آپ نے اس مرتبہ اور پیش کی ہیں، جن سے ثابت کرنا چاہا ہے کہ بعض انبیاء علیہم السلام کے احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں بتلائے گئے ——— ان دونوں آیتوں کا مطلب یہ ہے کہ قرآن پاک میں ان انبیاء کے تفصیلی حالات نہیں بیان کئے گئے۔ لیکن اس کی آپ کے پاس کیا دلیل ہے کہ وحی غیر متلو کے ذریعہ بھی آپ کو ان کا علم عطا نہیں ہوا؟ ——— میں نے سورۂ نساء کی آیت "وعلمك مالم تكن تعلم" پیش کی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن جن چیزوں کا علم نہیں تھا ان سب کا علم آپ کو عطا ہو گیا پس جن انبیاء علیہم السلام کے حالات پہلے سے آپ کو معلوم نہیں تھے۔ اس آیت سے ثابت ہوا کہ ان کے حالات بھی آپ کو بتلا دیئے گئے ——— لیجئے ان چند جملوں میں آپ کی ساری دلیلوں کا جواب ہو گیا وللہ الحمد

اب میرے دلائل قاہرہ سنئے!

میں نے ایک آیت تو یہی "وعلمک مالم تکن تعلم" پیش کی تھی اور بتلایا تھا کہ "ما" چونکہ کلمہ عموم ہے اس لیے اس آیت سے حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے "علم کلی" ثابت ہوتا ہے اس کے جواب میں آپ نے جو تاویلیں کیں میں ان سب کو باطل اور مردود ثابت کر چکا ہوں آپ میرے اس جواب الجواب کا کوئی جواب نہیں دے سکے ——— دوسری آیت میں نے "وما هو على الغيب بضنين" پیش کی تھی اور اس سے میں نے ثابت کیا تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم صرف "عالم الغیب" ہی نہیں ہیں بلکہ "معلم الغیب" بھی ہیں ——— آپ نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ اس سے "علم کلی" ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس میں "کل" کا لفظ نہیں ہے۔ ارے مولوی صاحب! آپ اتنا بھی نہیں جانتے کہ "کل" کی طرح "الف لام" بھی استغراق کے لیے آتا ہے اور اس آیت میں بھی وہ استغراق ہی کے لیے ہے لہٰذا آیت کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے رسول کل غیب بتلانے میں بخل نہیں فرماتے، یعنی اپنی امت کو کل غیب کی تعلیم دیتے ہیں، کہیے اب بھی اس آیت سے "علم غیب کلی" بلکہ تعلیم غیب کلی" کا ثبوت ہوا یا نہیں؟ تیسری آیت میں نے "خلق الانسان علمه البيان" پیش کی تھی اور بتلایا تھا کہ تفسیر معالم التنزیل میں امام ابن کیسان سے اس کی تفسیر یہ نقل کی گئی ہے کہ "خلق محمداً صلی اللہ علیہ وسلم وعلمه بيان ما كان وما سيكون" یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا اور آپ کو جو کچھ کہ ہوا اور جو کچھ کہ ہوگا اس سب کا بیان تعلیم فرمایا ——— اس کے جواب میں آپ نے کہا ہے کہ یہ تفسیر "خلاف ظاہر ہے" بہت خوب! کیا آپ امام ابن کیسان سے بھی زیادہ علم رکھتے ہیں۔ آپ کو یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی ——— جب ابن کیسان جیسے جلیل القدر امام نے یہ تفسیر کر دی اور امام بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں اس کو نقل بھی کر دیا تو اب اس کے صحیح ہونے میں کیا شبہ رہا۔

بہر حال اس آیت سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو "جمیع ما کان و ما یکون" کا بیان عطا فرمایا گیا یعنی آپ تمام "ما کان و ما یکون" کے صرف عالم ہی نہیں تھے بلکہ صحابہ کرام سے آپ اس کو بیان بھی فرماتے تھے وللہ الحمد

پھر اس مضمون کی تائید حضرت ابو ہریرۃؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت عمرو بن اخطب انصاریؓ اور حضرت فاروق اعظم (رضی اللہ عنہم) کی ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جو میں پہلے پیش کر چکا ہوں، ان کا صریح مضمون یہی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے بر سر منبر تمام ماکان ومایکون یعنی دنیا کے شروع سے آخر تک کی تمام باتیں پوری تفصیل کیساتھ بیان فرمائیں۔ آپ نے ان تمام احادیث کے جواب میں کہا ہے کہ ان کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ نے تمام "قابل ذکر اور اہم باتیں" بیان فرمائیں —— لیکن میں نے آپ سے بار بار پوچھا کہ یہ "قابل ذکر" کا پیوند آپ کہاں سے لگاتے ہیں تو آپ ابھی تک کوئی جواب نہیں دے سکے ارے مولوی صاحب! خدا سے ڈرو، حدیثوں کے معنیٰ اپنے جی سے نہ گڑھو، ان احادیث پاک کا مطلب وہی ہے جو حضرت علامہ بدرالدین عینی اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے بیان فرمایا ہے پھر سن لو! ان بزرگان کرام کے الفاظ گرامی یہ ہیں —— "فیه دلالة علی انه اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات من ابتدائها الی انتهائها" (عینی) اور حافظ ابن حجرؒ ارقام فرماتے ہیں "دل ذالك علی انه اخبر فی المجلس الواحد بجمیع احوال المخلوقات منذ ابتدأت الی ان تفنی الی ان تبعث ،، (فتح الباری)

ان دونوں عبارتوں کا صحیح مفاد بلکہ ترجمہ ہی یہ ہے کہ حضرت فاروق اعظم کی "بدر الخلق" والی یہ حدیث اس بات پر واضح طور سے دلالت کرتی ہے کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اول سے آخر تک، تمام مخلوقات کے تمام احوال گویا ابتداء آفرینش سے قیامت اور قیامت سے آخرت تک کے سارے واقعات بیان فرمائے —— اب بتلائیے ان جلیل القدر اماموں کی اس تصریح کے بعد آپ کے "قابل ذکر" کے پیوند کو کون سن سکتا ہے۔

الغرض ان تمام احادیث سے نہایت روشن طریقہ پر میرا مدعا ثابت ہے اور آپ کی ساری تاویلیں مردود و مطرود ہیں —— لیجئے اب میں ایک آخری حدیث اسی مضمون کی اور پیش کرتا ہوں۔

مشکوٰۃ شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے یہ حدیث مروی ہے قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم خطیبا بعد العصر فلم یدع

شیئا یکون الی قیام الساعۃ الا ذکرہ حفظہ من حفظہ ونسیہ من نسیہ (الحدیث)

"یعنی ایک دن عصر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ہمارے سامنے ایک خطبہ ارشاد فرمایا، پس قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے آپ نے کوئی چیز بھی ایسی نہ چھوڑی جس کا ذکر اس خطبہ میں نہ فرمایا ہو جس نے اس کو یاد رکھا اس نے یاد رکھا اور جو بھولا وہ بھول گیا"

اس حدیث شریف سے بھی صاف معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کے سامنے ختم دنیا تک ہونے والے سارے واقعات ایک ایک کر کے بیان فرمائیے اور کوئی ایک واقعہ بھی بلا بیان کیے نہ چھوڑا۔ وللہ الحمد

اچھا لیجئے ایک شیطان سوز ایمان افروز حدیث اور سنیئے۔ حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں، پہلے یہ کہانت کا پیشہ کرتے تھے، ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی اطلاع ان کے مخبر جن نے ہی دی تھی اسی کی اطلاع کی بنا پر حضور اقدس کی بارگاہِ مقدس میں حاضر ہو کر مشرف باسلام ہوئے اور اسی وقت انہوں نے حضور کی شان میں اپنا ایک نعتیہ قصیدہ عرض کیا جس کا ایک شعر یہ ہے:-

فاشھد ان اللہ لارب غیرہ　　　　وانک مامون علی کل غائب

"یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالے کے سوا کوئی رب نہیں، اور اے رسول آپ ہر غیب کے امین ہیں۔"

اس حدیث کو سیدی امام احمد عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے اور حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضور اقدس اس قصیدہ سے خوش ہوئے" ــــــ لیجئے! اس میں تو صاف "کل غائب" کا لفظ موجود ہے، اب اس میں آپ کیا تاویل کر سکتے ہیں ــــــ مسلمانو! آپ نے دیکھا جو عقیدہ ہمارا ہے وہی صحابہ کرامؓ کا بھی عقیدہ تھا اور وہ حضور اقدس کے سامنے اس کا اظہار بھی کرتے تھے اور آپ اس سے مسرور بھی ہوتے تھے۔ سنی بھائیو! تمہیں مبارک ہو تمہارا عقیدہ وہ عقیدہ ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہیں ان کا رب تعالیٰ خوش ہے تمام صحابہ اور تمام بزرگان دین خوش ہیں اور وہی تمام اکابرِ دین کا عقیدہ ہے۔

اچھا آخر میں ایک بزرگ کا ارشاد اور سن لیجئے! عارف ربانی سیدی امام عبدالوہاب شعرانی

قدس سرہٗ کتاب الابریز شریف میں اپنے شیخ سے نقل فرماتے ہیں :۔

واقوی الارواح فی ذالک روحہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہا لم یحجب عنہا شیئ من العالم فہی مطلعۃ علی عرشہ وسفلہ ودنیاہ واٰخرتہ ونارہ وجنتہ لان جمیع ذالک خلق لاجلہ صلی اللہ علیہ وسلم

"یعنی ساری روحوں میں قوی روح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک ہے پس دنیا جہان کی کوئی چیز اس سے پردہ میں نہیں پس عرش اور علو وسفل سب پر آپ مطلع ہیں اور دنیا وآخرت اور جنت و دوزخ سب پر آپ کو اطلاع ہے کیوں کہ یہ سب انہی کیلئے تو پیدا کیا گیا ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔

مولوی منظور صاحب دیکھا آپ نے یہ ہے اکابر دین کا عقیدہ ـــــ لیجئے اسی ابریز شریف کی ایک اور ایمان افروز شیطان سوز عبارت سنئے ! امام شعرانی فرماتے ہیں :۔

"سمعتہ احیاناً یقول ما السموات السبع والارضون السبع فی نظر العبد المومن الا کحلقۃ ملقاۃ فی فلاۃ من الارض" ـــــ یعنی ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں بندہ مومن کی نظر میں بس ایسی ہیں جیسے کہ ایک لق ودق میدان میں چھلا پڑا ہو"

مولوی منظور صاحب ! دیکھا آپ نے آپ کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "علم کلی" میں کلام ہے۔لیکن عرفاء کرام فرماتے ہیں کہ ہر عبد مومن کو تمام آسمانوں اور زمینوں کا اس طرح شہودی علم ہوتا ہے جس طرح کہ میدان میں پڑا ہوا چھلا ہر شخص دیکھتا ہے اور بیشک ایمان کی شان یہی ہے لیکن جو خود ہی مسلمان نہ ہو، جو انبیاء کرام اور سید الانبیاء (علیہ وعلیہم التحیۃ والسلام) ہی کی عظمت کا منکر ہو وہ اس کو کیا سمجھ سکتا ہے۔ہاں اگر آپ لوگ توبہ کر کے ابھی مسلمان ہو جائیں تو یہ باتیں آپ کی بھی سمجھ میں آسکتی ہیں ـــــ اس کے بعد میں پھر کہتا ہوں او مولوی منظور صاحب ! او منور دین صاحب ! اپنی اپنی ہڈیوں پر رحم کرو ان کو دوزخ کا ایندھن نہ بناؤ اور اب بھی توبہ کر کے مسلمان ہو جاؤ۔"

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد وصلوٰۃ) میں آپ کی اس کفر بازی اور بے جا تعلی کے جواب میں قرآن حکیم کی صرف ایک وہ آیت

پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں جس میں زمانہ نبوی کے مشرکین عرب کی اسی قسم کی تعلیوں کا جواب دیا گیا ہے بلکہ حضورؐ سے دلوایا گیا ہے ارشاد ہے :۔

قل یجمع بیننا ربنا ثم یفتح بیننا بالحق وھو الفتاح العلیم۔ "پس خدا جانتا ہے کہ ہم میں اور تم میں کون حق پر ہے اور کون ناحق پر، کون مومن ہے اور کون کافر، کون جنتی ہے اور کون ناری اور وہی قیامت کے دن ہمارا تمہارا فیصلہ کرے گا"

آپ کی کفر بازی اور کفر ریزی کے اس قرآنی جواب کے بعد میں اصل مبحث کی طرف متوجہ ہوتا ہوں آپ نے اپنی اس تقریر میں بہت سا حصہ تو پہلی ہی تقریروں کا دہرایا ہے اور انہی باتوں کا پھر اعادہ کر دیا ہے جن کا میں بار بار جواب دے چکا ہوں، مگر مجھے چونکہ ابھی بہت سی نئی نئی باتیں پیش کرنی ہیں اس لیے اب میں ان کے جوابات کو بار بار نہیں دہرا سکتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ میرے وہ جوابات اتنی جلدی حاضرین کے حافظہ سے محو نہیں ہوئے ہوں گے، البتہ جو نئی چیزیں آپ نے اس تقریر میں پیش کی ہیں ان کے جواب میں مجھے کچھ کہنا ہے، آپ نیز حاضرین کرام بغور سنیں ——— آپ نے آیت کریمہ وما ھو علی الغیب الخ کے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ اس میں "غیب" پر الف لام استغراق کا ہے اوّل تو آپ کا یہ دعویٰ محض غلط ہے، آپ کسی مفسر کا قول اس کی تائید میں نہیں پیش کر سکتے علاوہ ازیں آپ نے غالباً غور نہیں کیا، اگر بفرض یہ الف لام استغراق کا بھی ہو جب بھی اس سے "علم غیب کل" ثابت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس صورت میں آیت کا مفاد "بخل کل غیب" کا سلب ہو گا اور اس کے لیے صرف "ایجاب جزئی" لازم ہو گا نہ کہ "ایجاب کلی" یعنی عدم بخل کل غیب کے لیے کل غیب کا اظہار ضروری نہیں بلکہ صرف بعض غیوب کے اظہار سے بھی بخل کل غیب کی نفی ہو جائے گی۔ الغرض اس صورت میں بھی آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا، اور پھر یہ منشاء قرآن کے بھی خلاف ہو گا۔ کیونکہ اس سے بخل کی کامل نفی نہیں ہو گی، بلکہ اس کے صرف ایک فرد (بخل کل غیب) کی نفی ہو گی ——— آپ نے آیت کریمہ "خلق الانسان علمہ البیان" کی تفسیر میں معالم کے حوالہ سے ابن کیسان کا ایک قول نقل کیا تھا۔ میں نے اس کے متعلق کہا تھا کہ یہ تفسیر خلاف ظاہر اور مرجوح ہے، آپ نے اس کا یہ "عالمانہ" جواب دیا ہے کہ کیا تم امام ابن کیسان سے بھی زیادہ علم رکھتے ہو؟ ——— اس جواب کی داد کچھ اہل علم ہی دے سکتے ہیں، بندہ خدا میں نے

اس کو ان مفسرین کی تفسیر کے مقابلہ میں مرجوح کہا ہے جو ابن کیسان سے بہت اونچے مرتبے کے ہیں ــــــ پھر آپ نے کہا ہے کہ جب ابن کیسان جیسے جلیل القدر امام نے یہ تفسیر کر دی، اور علامہ بغوی نے اس کو نقل کیا تو اس کے صحیح ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ بھی پتہ نہیں کہ ابن کیسان کون اور کس طبقہ کے شخص ہیں اور مفسرین میں ان کا کیا درجہ ہے اور غالباً آپ کو یہ بھی پتہ نہیں کہ "معالم التنزیل" علامہ بغوی نے کس اصول پر لکھی ہے، سنئے نہ ابن کیسان ان لوگوں میں سے ہیں جن کی طرف کسی قول کی نسبت اس کی صحت کی دلیل ہو اور نہ "معالم التنزیل" ان کتابوں میں سے ہے جن میں صرف صحیح اور قابل اعتماد اقوال ہی کے نقل کا التزام ہو سنئے! اس خصوصیت کی تفاسیر میں تفسیر ابن کثیر، تفسیر جلالین اور تفسیر جامع البیان جیسی تفاسیر ہیں، ان میں صرف وہی اقوال نقل ہوتے ہیں جو ان کے مؤلفین کے نزدیک کسی درجہ میں قابل اعتبار ہوتے ہیں اور کسی تفسیر میں بھی ابن کیسان کا یہ قول نقل نہیں کیا گیا ــــ اور قطع نظر اس ساری بحث سے میں تو پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ اگر بہ فرض ابن کیسان کی اس تفسیر کو صحیح بھی مان لیا جائے جب بھی اس سے آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا، جیسا کہ میں پہلے ثابت کر چکا ہوں ــــــ پھر میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ ان دونوں آیتوں (وما ھو علی الغیب بضنین) اور (خلق الانسان علمہ البیان) سے آپ اس لیے بھی استدلال نہیں کر سکتے کہ یہ دونوں آیتیں مکی ہیں اور اگر ان سے "علم کلی" ثابت ہوگا تو ہجرت سے بھی پہلے ثابت ہوگا، اور آپ حضرات ہجرت سے قریباً دس برس کے بعد حضورؐ کے لیے اس علم کا حصول مانتے ہیں، پس ان آیتوں کا جو مطلب آپ بیان کرتے ہیں اس کی رو سے تو آپ خود ان آیات کے منکر ٹھہریں گے۔ آگے کفر کی گردان آپ خود کر لیجئے، وہ آپ کو اچھی کرنی آتی ہے۔

ان آیات کے علاوہ جو احادیث آپ نے پہلی تقریروں میں پیش کی تھیں، ان سب کا مفصل و مدلل جواب مکرر سکرر دے چکا ہوں اور ان کا صحیح مطلب روایت و درایت کی روشنی میں بتلا چکا ہوں جس کا آپ کوئی رد نہیں کر سکے ہیں اس مرتبہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی جو نئی حدیث آپ نے پیش کی ہے اس کا بھی میری طرف سے وہی جواب ہے اور اس کا بھی

وہی مطلب ہے جو اس کے ہم مضمون دوسری احادیث کا میں عرض کر چکا ہوں چنانچہ علامہ علی قاریؒ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اس کے الفاظ "فلم یدع شیئاً" کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے

"ای مما یتعلق بالدین مما لا بد منه" (مرقاۃ جلد پنجم ص۸)

یعنی حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ نے اپنے اس خطبہ میں دین کے متعلق تمام ضروری اور اہم باتیں بیان فرمائیں، اور ان میں سے کوئی بات بھی حضرت نے بغیر ذکر کئے نہ چھوڑی"

کہیئے! یہ بعینہ وہی مطلب ہے یا نہیں جو میں بیان کر چکا ہوں کیا اس کے بعد بھی مجھ سے یہ پوچھیئے گا کہ "یہ اہم اور قابل ذکر" کا پیوند کہاں سے لگاتے ہو —— بہرحال اس قسم کی جتنی بھی احادیث مروی ہیں ان سب کا یہی مطلب ہے اور آپ جو مضحکہ خیز مطلب بیان فرماتے ہیں وہ سوائے آپ جیسے حضرات کے کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا۔

آپ نے علامہ عینیؒ، اور حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کی عبارتیں پھر پیش کی ہیں حالانکہ میں ان کا بھی کئی دفعہ جواب دے چکا ہوں اور بتلا چکا ہوں کہ ان کا منشا بھی وہی ہے جو میں بیان کر چکا ہوں —— میں نے عرض کیا تھا کہ شاید آپ کو ان کے لفظ "جمیع" سے شبہ ہو رہا ہے سو یہ جمیع ایسا ہی ہے جیسا کہ آیت کریمہ "لاملئن جہنم من الجنة والناس اجمعین" میں لفظ اجمعین ہے —— معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے میرے اس جواب کو ابھی سمجھا نہیں اگر واقعی آپ نہ سمجھ سکے ہوں تو صاف کہہ دیجئے میں اس کو تفصیل سے عرض کر دوں گا —— علاوہ ازیں عینی، اور فتح الباری میں بلا مبالغہ سینکڑوں جگہ آپ کے عقیدہ "علم غیب کلی" کے خلاف تصریحات موجود ہیں، اگر مناظرہ کا وقت بڑھانے کیلئے آپ تیار ہوں تو میں اسی مجلس میں پیش کر سکتا ہوں۔

ہاں یاد آیا کل کے مناظرہ میں علامہ عینی کی ایک فیصلہ کن عبارت علم قیامت کی نفی پر میں پیش کر چکا ہوں اور حافظ ابن حجرؒ نے بھی اسی موقع پر حدیث جبرئیل ہی کے ذیل میں اور اس کے علاوہ اور دیگر مقامات پر بھی علم قیامت کے مخصوص بخدا ہونے کے متعلق تصریحات کی ہیں —— غرض عینی اور فتح الباری میں ایسی صدہا تصریحات ہیں جن کے مطالعہ سے ہر شخص معلوم کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے علم غیب کلی کے عقیدہ سے ان کا دامن بالکل پاک ہے"

بہرحال عینی یا فتح الباری کی آپ کی پیش کردہ ان عبارات سے "علم کلی" بلکہ "تعلیم کلی" کا نتیجہ نکالنا صرف

آپ کی خوش فہمی ہے ـــــ آپ نے اس مرتبہ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کا ایک شعر بھی پیش کیا ہے اوّل تو اس روایت کی سند صحیح نہیں ہے، پھر عربی محاورات میں کبھی کبھی لفظ "کل" بمعنی "کثیر" بھی مستعمل ہوتا ہے چنانچہ قرآن پاک میں بعض معتوب و مغضوب اقوام کے حق میں فرمایا گیا ہے کہ "فتحنا علیھم ابواب کل شیئ" اور ظاہر ہے کہ یہاں "کل شیئ" سے صرف اشیاء کثیرہ ہی مراد ہو سکتی ہیں اور خود آپ کے پیر و مرشد فاضل بریلوی مولوی احمد رضا خان صاحب اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں

"کبھی "کل" سے اکثر مراد ہوتا ہے" (فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۳۴۷)

پس اگر اس روایت کو صحیح بھی مان لیا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے پیش کردہ شعر میں "کل غائب" کے لفظ سے امور غائبہ کی صرف مقدار کثیر مراد ہے ـــــ اور اس صورت میں شعر کا مطلب یہ ہو گا کہ "آپ غیب کی بہت سی باتوں کے امین ہیں" ـــــ اور اس پر ہمارا ایمان ہے" ۔ لہٰذا اس شعر میں آپ کے لیئے کوئی حجت نہیں، پھر یہ بھی ملحوظ رہے کہ اگر آپ اس شعر کا مطلب یہ نہیں کریں گے اور "کل" کو اپنے اصطلاحی معروف معنی میں لیکر اس سے تمام غیوب کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کریں گے تو یہ شعر آپ کے "مرشد برحق" فاضل بریلوی کے عقیدے کے بھی خلاف ہو گا میں ان کی کتابوں سے ان کی یہ تصریح پیش کر چکا ہوں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیئے "کل علم غیب" کے قائل نہیں ـــــ اور یہی ایک شعر کیا آپ نے جو آیتیں اور حدیثیں اب تک پیش کی ہیں اور ان سے "علم غیب کلی" کا ثبوت جس طرح دینا چاہا ہے وہ سب آپ کے "پیر و مرشد" کے عقیدہ کے خلاف ہے اور گویا آپکے اصول پر وہ ان تمام آیات و احادیث کے منکر ہیں لہٰذا اس مرتبہ ذرا دل کڑا کر کے یہ تو بتلا دیجئے کہ اُن کا آپکے نزدیک کیا حکم ہے آپ تو بڑی فیاضی کے ساتھ یہاں کفر تقسیم فرما رہے ہیں اس میں اُن کا کتنا حصہ ہے ہماری ہڈیوں پر تو آپکو بڑا رحم آتا ہے لیکن اپنے مرشد کی سوکھی ہڈیوں کی بھی آپ نے کوئی فکر کی ہے یا اُن کے ساتھ آپ کو کوئی ہمدردی نہیں خواہ وہ کسی طبقہ میں جلیں ، ہاں ذرا دل تھام کے اس مرتبہ میرے اس سوال کا جواب ضرور دے دیجئے ؟

اس تقریر میں آپ نے کتاب الابریز کے حوالہ سے ایک بزرگ کا کلام بھی پیش کیا ہے اگرچہ اسکی توجیہ ہو سکتی ہے لیکن میں اس کے متعلق کچھ عرض کرنے کی ضرورت ہی نہیں سمجھتا، کیونکہ جن بزرگ کا وہ کلام ہے وہ اُن علماء راسخین میں سے نہیں ہیں جن کے کلام سے ایسے مسائل میں استناد کیا جا سکتا ہو

وہ تو ارباب سکر میں سے ہیں اور اس طبقہ کے لوگوں میں ہیں جن کے بعض افراد نے غلبہ احوال کے وقت "انا الحق" اور "سبحانی ما اعظم شانی" بھی کہا ہے پس شرعی مسائل اور بالخصوص عقائد سے متعلق مباحث میں ان کے اقوال پیش کرنا ان کے مقام سے جہالت اور بے خبری کا ثبوت دینا ہے حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے "حجۃ در اقوال و اعمال مشائخ نیست حجۃ آنست کہ در کتاب و سنت است"۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایسے ہی بزرگ کا ایک کلام ایک شخص نے پیش کیا، اس پر حضرت نے برافروختہ ہو کر تحریر فرمایا:۔

"کلام محمد عربی علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام در کار است نہ کلام محی الدین اکبر ابن عربی و صدر الدین قونوی و عبد الرزاق کاشی"۔

بہرحال شرعی مسائل و مباحث میں ان بزرگوں کے اقوال سے استناد صحیح نہیں لہذا مجھے "ابریز" کی عبارت کا جواب دینے کی مطلق ضرورت نہیں — لیجئے یہاں تک آپ کی ساری دلیلوں کا جواب ہو گیا — سب سے پہلے پیش کردہ دلائل کے متعلق اس مرتبہ بھی آپ نے وہی ذاتی و عطائی والی بات کہی ہے جس کو میں بارہا دلائل سے رد کر چکا ہوں لہذا اب مجھے دہرانے کی ضرورت نہیں البتہ جو تین آیتیں میں نے پچھلی تقریر میں پیش کی تھیں ان کے جواب میں جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کا جواب مجھے دینا ہے — میں نے ایک آیت "وما یعلم جنود ربک الا ھو" پیش کی تھی آپ نے کہا ہے کہ اس میں بھی غیر اللہ سے "جنود الٰہی" کے صرف علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ آیت کا مقصد "جنود اللہ" کی کثرت بیان کرنا اور گویا یہ بتلانا ہے کہ خدا کے لشکر اس قدر کثیر ہیں کہ اس کے سوا ان کی تعداد و شمار کا کسی کو علم ہی نہیں اور جب اس کا مطلب آپ یہ لیں گے کہ اس کا "علم ذاتی" اللہ کے سوا کسی کو نہیں تو اس سے اس کی کثرت کا کچھ بھی پتہ نہیں چلے گا کیونکہ "علم ذاتی" تو ایک ذرہ کا بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں ہے اور نہ ہی ہو سکتا ہے بہرحال آپ کے اس مطلب سے تو آیت کا مقصد ہی خبط ہو جاتا ہے رہی آپ کی یہ منطق کہ اللہ تعالیٰ کو چونکہ علم ذاتی ہے لہذا جانب نفی میں بھی وہی مراد ہو گا تو یہ محض مغالطہ ہے آیت کا منشا صرف یہ بتلانا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لشکروں کا علم اس کے سوا کسی کو نہیں، گویا یہاں نفی و اثبات دونوں میں مطمح نظر نفس علم ہے ذاتی یا غیر ذاتی کی یہاں کوئی بحث ہی نہیں ہے اور یہی صورت ان تمام آیات میں ہے جو میں نے "علم قیامت" یا "علوم خمس" کے متعلق پہلے پیش کی ہیں۔

میں نے اس سے پہلی تقریر میں دو آیتیں اور بھی پیش کی تھیں جن کا مضمون یہ تھا کہ اے رسول ہم نے کچھ انبیاء کے حالات تو آپکو بتلائے ہیں اور کچھ انبیاء اور بھی ہیں جنکو ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا۔ ان دونوں آیتوں کا مطلب آپ نے یہ بیان کیا ہے کہ ہم نے قرآن پاک میں بعض پیغمبروں کے تفصیلی احوال بیان نہیں کئے ——— حالانکہ دونوں میں سے کسی آیت میں نہ قرآن کا لفظ ہے نہ اس کا کوئی اشارہ ہی ہے، بلکہ وہاں تو صرف یہ ہے کہ "لم نقصص علیک" (یعنی ہم نے ان کو آپ سے بیان نہیں کیا)

علاوہ ازیں آپ نے کل بڑے زور شور کے ساتھ یہ دعویٰ کیا تھا کہ قرآن پاک میں ہر چیز کی تفصیل اور ہر چیز کا بیان ہے اور اسی پر آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے "علم غیب کلی" کی بنیاد رکھی تھی، لیکن اس تقریر میں آپ نے اس دعوے کو خود ہی توڑ دیا اور اقرار کر لیا کہ بعض انبیاء علیہم السلام کا بیان قرآن پاک میں نہیں ہے کل جب نے آپکو ہر چند سمجھایا کہ آپکا یہ دعویٰ غلط ہے اور قرآن پاک کے "تفصیلا لکل شیئ" اور "تبیانا لکل شیئ" ہونے کا یہ مطلب نہیں ہے اور اس کیلئے میں نے ائمہ مفسرین کی تصریحات بھی پیش کیں لیکن آپ نہ مانے اور بضد رہے مگر حق کا معجزہ دیکھئے کہ آپ آج خود اقرار کر رہے ہیں کہ قرآن پاک میں بعض انبیاء علیہم السلام کے احوال بیان نہیں فرمائے گئے ہیں اسکو کہتے ہیں "حق بر زبان جاری" خیر یہ بحث تو میرے گذشتہ دلائل کے متعلق تھی اب چند نئے دلائل اور سنیئے:

سورہ ہود کی آخری آیت ہے "وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ" (یعنی زمین و آسمان کا پورا غیب صرف اللہ تعالیٰ ہی کے علم میں ہے اور سب کچھ اسی کی طرف لوٹنے والا ہے)

اور سورہ نحل میں ارشاد ہے "وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَآ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ" (یعنی زمین و آسمان کے تمام غیوب صرف اللہ ہی کے علم محیط میں ہیں اور قیامت کا معاملہ بس نگاہ جھپکنے کی طرح ہوگا)

اور سورہ کہف میں ارشاد ہے "لَهٗ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ" (یعنی زمین و آسمان کے تمام غیبوں کا علم صرف اسی اللہ کو ہے وہ کس قدر دیکھنے اور سننے والا ہے)

ان تینوں آیتوں میں زمین و آسمان کے کل غیوب کے علم کو یعنی علم کلی کو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص بتلایا گیا ہے جیسا کہ "لله" اور "له" کو مقدم کرنے سے ظاہر ہے اور امام رازی وغیرہ مفسرین نے اس کی تصریح بھی فرمائی ہے۔

غالباً ان آیات کے متعلق بھی آپ وہی فرسودہ بات کہیں گے کہ ان میں بھی صرف علم ذاتی کی تخصیص ہے" اس لیے میں پہلے ہی عرض کئے دیتا ہوں کہ علم ذاتی اگر مراد لیا جائے تو ان آیات میں "غیب" کا ذکر بے کار ہوگا۔ کیونکہ علم ذاتی تو دنیا کی کسی چیز کا بھی کسی مخلوق کو نہیں ہو سکتا اس میں "غیب" کی کوئی خصوصیت نہیں، بہرحال ان تمام آیات کا مطلب یہی ہے کہ زمین و آسمان کے تمام غیوب کو اللہ تعالیٰ کا علم محیط ہے اس کے سوا کسی کو یہ علم کلی حاصل نہیں —— ایک آیت اور سنیئے! سورہ یٰسین شریف میں ارشاد ہے:۔

"وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ" (یعنی ہم نے اپنے رسول کو شعر کا علم نہیں دیا اور نہ وہ ان کے لیے مناسب ہے)

دیکھئے اس آیت میں کس صراحت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم شعر کی نفی کی گئی ہے کہ وہ ہم نے ان کو نہیں دیا اور نہ وہ ان کے شایان شان ہے —— پھر اس آیت کے لفظ "وما ینبغی لہ" نے یہ بھی واضح کر دیا کہ بعض علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شایان شان نہیں تھے اور وہ آپ کو عطا نہیں ہوئے —— آپنے اب تک کے مناظروں میں اس آیت کے مجھے دو جواب دیئے ہیں ایک یہ کہ اس آیت میں ملکہ شعر کی نفی مقصود ہے اور مطلب صرف یہ ہے کہ ہم نے آپکو شعر گوئی کا ملکہ عطا نہیں فرمایا —— اور دوسرا جواب آپ نے سنبھل اور اوردی کے مناظروں میں یہ دیا تھا کہ اس شعر سے شعر منطقی یعنی "قضایا مخیلہ" (خیالی باتیں) مراد ہیں اور آیت کا منشا ان کی تعلیم کی نفی کرنا ہے لیکن یہاں ان باتوں کو آپ نہ دہرائیں آپ کو شاید یاد ہو میں انہی پچھلے مناظروں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ روایت پیش کر چکا ہوں جس میں مذکور ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ مشہور شعر پڑھ رہے تھے ؎

کفی الشیب والاسلام للمرء ناھیا ویاتیک بالاخبار من لم تزود

لیکن آپ نے اس کو اس طرح الٹ پلٹ کر پڑھا کہ اس کی شعریت ختم ہوگئی اور وزن شعری باقی نہیں رہا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ حضور! شعر اس طرح ہے ..... آنحضرت نے پھر پڑھا اور اسی طرح وزن ٹوٹ گیا اور اس میں رد و بدل ہو گیا۔ اس پر حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا، میں گواہ ہوں کہ آپ خدا کے رسول برحق ہیں، خدا تعالیٰ نے آپ کی شان میں

فرمایا ہے "ہم نے اپنے رسول کو شعر کا علم نہیں دیا"
اس روایت سے آپکی ان تاویلات کی قطعی بیخکنی ہو جاتی ہے۔
علاوہ ازیں پہلے مناظروں ہی میں میں یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ اگر آپ کی ان تاویلات کو مان بھی لیا جائے جب بھی میرے استدلال پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کیونکہ شعر سے خواہ آپ ملکہ شعر مراد لیں یا قصاید شعریہ بہر حال میرا مدعا ثابت ہے کیونکہ آپ تو "علم کلی" کے مدعی ہیں۔ جس میں یہ چیزیں بھی آجاتی ہیں، الغرض بہر صورت اس آیت سے میرا مدعا ثابت ہے۔
اب آخر میں ایک فیصلہ کن آیت اور سنئے! سورۂ مائدہ میں ارشاد ہے:۔
یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم قالوا لا علم لنا انک انت علام الغیوب ۵
اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ جب بروز قیامت اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو جمع کریگا تو ان سے ارشاد فرمائے گا کہ تم کو کیا جواب ملا؟ وہ عرض کریں گے کہ ہم کو علم نہیں آپ ہی غیوب کی باتوں کو پورے جاننے والے ہیں"
اس آیت کی تفسیر و تشریح میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

(قال ابن عباس) معناہ لا علم لنا کعلمک فیھم لانک تعلم ما اضمروا ولا اظھروا ونحن لا نعلم الا ما اظھروا"
(تفسیر خازن ص ۸۹/۲۲)

انبیاء علیہم السلام کے اس کار کہ ہم کو علم نہیں) یہ مطلب ہے کہ اے اللہ! ان کے بارے میں ہم کو آپ کا سا علم نہیں، کیونکہ آپ اسکو بھی جانتے ہیں جو انہوں نے زبان سے ظاہر کیا اور اسکو بھی جو دل میں پوشیدہ رکھا اور ہم کو ان کے صرف ظاہری حال کا علم ہے"

سیدنا حضرت ابن عباس کی اس تفسیر و تشریح کی روشنی میں غور فرمایئے تو اس آیت سے معلوم ہوگا کہ بروز قیامت بارگاہ خداوندی میں تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ بیان یہ ہوگا کہ اپنے امتیوں کے ظاہر و باطن کا پورا علم ہم کو نہیں اے اللہ آپ ہی کو تمام غیوب کا علم ہے"—— اصول کا مشہور مسئلہ ہے کہ جب کسی مسئلہ پر ائمہ مجتہدین کا اجماع ہو جائے تو اس سے اختلاف کرنیکی گنجائش کسی کو نہیں رہتی، پھر یہاں تو آدم علیہ السلام سے لیکر سیدنا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تک کے تمام پیغمبران الہیٰ کا اتفاق ہو رہا ہے کہ ہم کو اپنے امتیوں کے ظاہر و باطن اور ایمان و اخلاص کا پورا علم نہیں پھر اس "اجماع پیغمبران" سے اختلاف کی جرأت کسی باایمان کو کس طرح ہو سکتی ہے۔

حضرات گرامی! آج کی بحث میں پانچ آیتیں میں اس سے پہلی تقریروں میں پیش کر چکا تھا اور پانچ اس تقریر میں پیش ہوئیں، ان کے علاوہ ضمنی طور پر بعض احادیث نبوی اور حضرات صحابہ کرام اور ائمہ سلف کے ارشادات بھی بحمد اللہ بقدر کافی پیش ہو چکے۔ آخر میں چند فیصلہ کن فقہی تصریحات بھی پیش کر دینا چاہتا ہوں۔

امام ابن ہمام جن کو فقہاء حنفیہ میں خاص امتیاز حاصل ہے اور جن کو "مجتہد فی المذہب" تسلیم کیا گیا ہے، اپنی نفیس کتاب "مسایرہ" میں اس تصریح کے بعد کہ "انبیاء علیہم السلام کو بعض غیوب کا علم حاصل نہیں ہوتا" — فرماتے ہیں:—

وذکر الحنفیة فی فروعهم تصریحًا بالتکفیر باعتقاد ان النبی صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله"

اور فقہاء حنفیہ نے کتب فتاویٰ میں اس عقیدہ رکھنے پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو "علم غیب" تھا صراحتاً کفر کا حکم لگایا ہے کیوں کہ یہ عقیدہ آیت "قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ" کے صریح معارض اور منافی ہے۔

اور علامہ ابن نجیم جن کو نعمان ثانی اور محرر مذہب ابی حنیفہ کہا جاتا ہے، البحر الرائق میں فتاویٰ قاضی خان اور خلاصۃ الفتاویٰ کے حوالہ سے ارقام فرماتے ہیں۔

لو تزوج بشهادة الله ورسوله لا ینعقد ویکفر لاعتقاده ان النبی صلی الله علیه وسلم یعلم الغیب"

یعنی اگر کسی نے اللہ و رسول کو گواہ قرار دیکر نکاح کیا تو نکاح درست نہ ہوگا اور وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "علم غیب" کے اعتقاد کی وجہ سے کافر ہو جائیگا

اور درمختار میں ہے:—

تزوج بشهادة الله ورسوله لم یجز بل قیل یکفر والله اعلم"

یعنی اگر اللہ و رسول کو گواہ بنا کر نکاح کیا تو درست نہ ہوگا بلکہ کہا گیا ہے کہ وہ اس کی وجہ سے کافر ہو جائیگا واللہ اعلم

فقہ حنفی کی دوسری کتابوں میں بھی یہ مسئلہ اسی طرح لکھا ہوا ہے مگر میں یہاں صرف انہی تین حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں اور اپنے لائق مخاطب مولوی حشمت علی صاحب سے عرض کرتا ہوں کہ لیجئے آپ کو فتوائے کفر سننے کا بہت شوق تھا اب حضرات فقہائے کرام کی زبان سے آپ نے وہ بھی

سن لیا، خدا توفیق دے تو اب تو اس گمراہی سے توبہ کر لیجئے !

مولوی حشمت علی صاحب

حضرات گرامی! سنبھلی صاحب نے یہ بالکل جھوٹ کہا ہے کہ اللہ و رسول کو گواہ بنا کر نکاح کرنے والے کے کفر کا مسئلہ فقہ حنفی کی تمام کتابوں کا مسئلہ ہے بعض کتابوں میں بعض لوگوں کا یہ قول نقل ضرور کیا گیا ہے لیکن یہ بالکل ضعیف قول ہے۔ دیکھئے سنبھلی صاحب نے ابھی "در مختار" کی جو عبارت پیش کی ہے اس میں بھی "قیل یکفر" کا لفظ ہے اہل علم جانتے ہیں کہ ایسے موقع پر "قیل" کا لفظ قول کا ضعف ظاہر کرنے کے لیے ہی لایا جاتا ہے، آپ نے یہ کتنی بڑی خیانت کی ہے کہ آپ در مختار کی اس عبارت سے سند پکڑ رہے ہیں، حالانکہ اس سے تو آپ کا رد ہوتا ہے اس کے لفظ "قیل" کا تو صاف مطلب یہ ہے کہ یہ قول ضعیف اور غیر معتبر ہے چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی نے "رد المحتار" حاشیہ در مختار میں اس کو کھول کر بیان کر دیا ہے اس میں یہ کفر والا قول نقل کرنے کے بعد علامہ شامیؒ لکھتے ہیں :-

"قال فی التتارخانیہ وفی الحجۃ ذکر فی الملتقط انہ لایکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون بعض الغیب قال تعالیٰ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول، قلت بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات"

یعنی فتاویٰ تتارخانیہ اور حجۃ میں ہے کہ کتاب ملتقط میں مذکور ہے کہ خدا و رسول کو گواہ بنا کر نکاح کرنے والا عقیدۂ علم غیب کی وجہ سے کافر نہ ہوگا کیونکہ چیزیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک پر پیش کی جاتی ہیں اور بیشک خدا کے رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام بعض غیوب جانتے ہیں جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "عالم الغیب ہے اللہ تعالیٰ، نہیں ظاہر کرتا کسی شخص پر اپنے غیب کو بجز اپنے برگزیدہ رسول کے" ——— (انبیاء علیہم السلام کے علم غیب کا قرآن پاک سے یہ ثبوت دینے کے بعد علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ) میں کہتا ہوں عقائد کی کتابوں میں تو مصنفین نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ ان کو بعض مغیبات کی اطلاع ہو جاتی ہے ——— دیکھا سنبھلی صاحب آپ نے! فقہاء حنفیہ کا

عقیدہ تو یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ حضرات اولیاء کرام کو بھی علم غیب ہوتا ہے آپ ان پر یہ تہمت رکھتے ہیں کہ وہ حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہتے ہیں اور میں آپ کو بتلا چکا کہ نکاح والے مسئلہ کے متعلق جو قول آپ نے درمختار وغیرہ سے نقل کیا ہے وہ ضعیف اور مرجوح ہے اور خود صاحب درمختار نے لفظ "قیل" کیساتھ اس کو ذکر کرکے اس کا ضعیف اور غیر مفتی بہ ہونا ظاہر کر دیا ہے پس آپ کا اسکو اپنی سند میں پیش کرنا یا تو وہابیانہ خیانت ہے یا پھر ملعون جہالت ـــــ دوسری بات یہ ہے کہ کتب فقہ کی ان عبارتوں میں جو کفر کا حکم لگایا ہے وہ صرف اس صورت کے متعلق ہے کہ جب کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب بالذات سمجھ کر نکاح کا گواہ ٹھہرائے اور ایسے شخص کو ہم بھی کافر کہیں گے۔ الغرض کتب فقہ کی ان عبارات سے آپ کا استدلال کسی طرح صحیح نہیں لیجئے آپ کی تمام فقہی عبارات کا جواب ہو گیا۔

اس کے علاوہ جو نئی آیتیں آپ نے اس تقریر میں جلدی جلدی تلاوت کرکے گنتی بڑھانے کی کوشش کی ہے وہ بھی بحث سے بالکل غیر متعلق ہیں۔ جو پہلی تین آیتیں آپ نے پیش کی ہیں، جن میں "غیب السموات والارض" کا صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہونا بیان کیا گیا ہے ان میں اول تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ذکر ہی نہیں پھر حضور کے علم غیب کی بحث میں انکا کیا ذکر، دوسرے یہ کہ ان میں بھی صرف علم غیب ذاتی کا حصر ذات حق تعالیٰ میں کیا گیا ہے کیونکہ علم عطائی تو اس کے لیے ثابت ہی نہیں کیا جا سکتا۔ پس ان آیات سے علم عطائی کی نفی پر استدلال محض جہالت یا دیوانگی ہے۔

ایک آیت جو آپ نے یسین شریف کی "وما علمناہ الشعر" پیش کی ہے اس سے استدلال کرنا بھی محض آپ کی جہالت کا کرشمہ ہے اس کا مطلب تو صرف یہ ہے ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شعر کا فن نہیں دیا یعنی آپ کو شعر گوئی کا ملکہ نہیں عطا فرمایا گیا اور ہمارا دعویٰ علم کلی کا ہے ملکہ کا نہیں ہے اور نہ اس میں بحث ہے ـــــ آخری آیت آپ نے سورۂ مائدہ شریف کی "یوم یجمع اللہ الرسل" پیش کی تھی۔ اس کا جواب بھی میں آپ کو پچھلے مناظروں میں بار بار دے چکا ہوں۔ اب پھر سن لیجئے۔ تفسیر ابن جریر میں حضرت مجاہد، حضرت حسن بصری،

حضرت سدی کبیرؒ ان تینوں تابعین کرام سے اس آیت کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ محشر میں جب حضرات انبیاء علیہم السلام سے یہ سوال ہوگا کہ "ماذا اجبتم" تو اس وقت ان پر ہیبت اور گھبراہٹ طاری ہوگی اور دنیا میں جو کچھ ماجرا اپنی قوموں کے ساتھ گزرا تھا جس کا ان کو علم تھا وہ اس وقت انہیں یاد نہیں رہے گا اور ذہول ہو جائے گا اور اسی ذہول کی وجہ سے اس گھبراہٹ کے عالم میں انکی زبانوں سے یہ نکل جائے گا کہ ہمیں خبر نہیں ـــــ پھر اس کے بعد جب گھبراہٹ دور ہوگی تو وہ خود اپنی اپنی قوموں کے بارے میں بارگاہ الہیٰ میں گواہی دیں گے اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ساری امتوں کے متعلق گواہی دیں گے جیسا کہ خود قرآن پاک ہی میں دوسری جگہ ارشاد ہے، اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بك علی ھؤلاء شھیدا ۔ یعنی ہم ہر امت پر اس کے پیغمبر سے گواہی دلوائیں گے اور اے محبوب مطلع علی الغیوب تم ان سب پر گواہ ہو گے ۔

مولوی سنبھلی صاحب! دیکھا آپ نے قرآن پاک تو کہتا ہے کہ ہر پیغمبر اپنی امت کے بارہ میں گواہی دے گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب پر گواہی دیں گے اور آپ کہتے ہیں کہ نبیوں کو اپنی قوموں کے ایمان و کفر کا علم ہی نہیں ـــــ کیوں بھائیو! کہیں دنیا میں ایسی بھی گواہی آپ نے سنی ہے کہ گواہ کو علم تو ہو نہیں اور وہ یونہی بلا علم کے عدالت میں گواہی دینے کے لیے پہنچ جائے، مولوی صاحب ایسا گواہ عدالت سے نکال دیا جاتا ہے ـــــ خدا کے پیغمبر اور خاص طور پر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جو گواہی دیں گے تو یہ علم ہی سے ہوگی لیجئے میرے دعوے علم غیب کی ایک اور دلیل ہو گئی اور ساتھ ہی آپ کی دلیل کا جواب بھی ہو گیا، فللہ الحمد

میں نے اپنی پچھلی تقریر میں کتاب الابریز شریف سے دو عبارتیں پیش کی تھیں آپ نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ صوفیاء کرام کے کلام سے دلیل نہیں پیش کی جا سکتی۔ بہت خوب! اور کیوں صاحب! آپ نے حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ، اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب کی عبارات کل کیوں پیش کی تھیں کیا وہ صوفیاء کرام میں سے نہیں، سنی بھائیو! آپ نے دیکھ لیا اب تو مولوی سنبھلی صاحب اور ان کے ساتھیوں کی وہابیت بالکل کھل گئی کہ یہ لوگ بزرگوں کو بالکل نہیں مانتے، ایسے ہی تو ہے وہابیت، اب تو پردہ بالکل کھل گیا۔ کیا اب بھی آپ لوگ انہیں سنی مسلمان سمجھیں گے، اچھا لیجئے! اب آخر میں میں وہ چیز پیش کرتا ہوں جس کا سنبھلی صاحب بلکہ ساری دنیا

کے وہابی قیامت تک بھی جواب نہیں دے سکتے وکان بعضہم لبعض ظہیرا ہ

حضراتِ گرامی! آپ نے سنا ہوگا قصیدہ بردہ ایک مشہور متبرک قصیدہ ہے اس کا ایک شعر ہے۔

فان من جودک الدنیا وضرتہا — ومن علومک علم اللوح والقلم

"یعنی اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کل دنیا اور عقبیٰ آپ کے دریائے کرم کی ایک موج ہے اور آپ کے علوم میں سے لوح وقلم کا علم ہے۔"

دیکھئے! اس میں صاف موجود ہے کہ لوح وقلم میں جو کچھ ہے وہ سب حضور کے علوم کا ایک حصہ ہے یعنی حضور کا کل علم بھی نہیں ہے حالانکہ آپکو معلوم ہے کہ لوح محفوظ میں سب ہی کچھ لکھا ہوا ہے علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شرح بردہ میں اسی شعر ہی کی شرح کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں "وکون علومہما من علومہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علومہ، تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمہما یکون نہرًا من علمہ وحرفًا من سطور علمہ"۔

"یعنی علوم لوح وقلم کے آپ کے علم میں سے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے علوم کلیات وجزئیات اور ایسے حقائق ومعارف کی طرف منقسم ہوتے ہیں جن کا تعلق ذات وصفات الٰہیہ سے ہے اور لوح وقلم کے سب علوم آپ کے علم کے سمندروں میں سے ایک نہر اور آپ کے علم وسیع کی سطروں میں سے ایک حرف ہیں"

دیکھئے علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی صاف تصریح فرمائی کہ لوح محفوظ اور قلم اعلیٰ کے تمام علوم حضور اقدس کے سمندر علم کی ایک نہر اور آپ کے دفتر علوم کا ایک حرف ہیں۔ اب بتلائے کہ اس کے بعد اب کیا رہ گیا۔ کیا علامہ قاری بھی آپ کے نزدیک کافر ہیں؟ یا وہ بھی ان صوفیوں میں ہیں جن کے کلام سے استدلال نہیں کیا جاسکتا؟ مگر یاد رہے کہ آپ خود بھی ان کے کلام سے استدلال کر چکے ہیں کہئے اب تو خود آپ کے مسلّم اور مستند ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے ہی علم غیب کا فیصلہ کر دیا اب بھی آپ ایمان لائیں گے یا نہیں؟ اچھا لیجئے اب میں خود آپ کے امام الطائفہ اسمٰعیل صاحب دہلوی کی ایک عبارت پیش کرتا ہوں سنئے وہ "صراط مستقیم" میں لکھتے ہیں:۔

"برائے کشف ارواح وملائکہ ومقامات آنہا وسیر امکنہ زمین وآسمان وجنت ونار واطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند ——— یعنی ارواح وملائکہ کے کشف اور ان کے مقامات کے دریافت

کرنے کے لیے اور زمین و آسمان جنت و دوزخ اور لوح محفوظ پر اطلاع حاصل کرنے کے واسطے شغل دورہ کرے یعنی شغل دورہ سے یہ سب باتیں حاصل ہو جائیں گی ۔ لیجئے مولوی سنبھلی صاحب آپ کو تو خدا کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کلی سے انکار ہے اور آپ کے امام الطائفہ ہر شغل دورہ کرنے والے کے لیے اس کو ثابت کر رہے ہیں ، دیکھئے یہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ کہ دشمنوں سے اقرار کرا لیا ـــــ اچھا ایسا ہی ایک اور ثبوت لیجئے اور آقائے کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے بڑا معجزہ دیکھئے ـــــ سارے وہابیوں دیوبندیوں کے سرکردہ تھانوی صاحب اپنے ملفوظات "مجالس الحکمۃ" میں فرماتے ہیں کہ "اب ہم میں اور ان میں (یعنی وہابیوں، دیوبندیوں، اور سنیوں میں) خلاف ایک امر ممکن میں رہا کہ وہ واقع ہوا یا نہیں یعنی یہ "علم الی ما یدخل اھل الجنۃ الجنۃ واھل النار النار" حضور کو دیا گیا یا نہیں ہم کہتے ہیں دیا جانا فی نفسہٖ ممکن ہے مگر وقوع اس کا شریعت سے کہیں ثابت نہیں ـــــ اور وہ کہتے ہیں ثابت بھی ہے" دیکھئے تھانوی صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع دنیا سے آخرت تک کا علم تفصیلی محیط حاصل ہونا اس طرح کہ زمین و آسمان کا کوئی گوشہ دنیا کا کوئی ذرہ ، سمندروں کا کوئی قطرہ ، اور دنیا بھر کے درختوں کا کوئی پتہ ، غرض دنیا کی کوئی چھوٹی بڑی چیز بھی آپ کے علم اقدس سے خارج نہ ہو ، ایسا علم تفصیلی محیط جس کے ہم اہل سنت قائل ہیں تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس کا حاصل ہونا ممکن ہے ۔

اس کے بعد دیکھئے اپنے نانوتوی صاحب کی "تحذیر الناس" وہ اس کے صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں :-

"جب علم ممکن للبشر ہی ختم ہو لیا تو پھر سلسلۂ علم و عمل کیا چلے" ـــــ اب غور کیجئے تھانوی صاحب کی عبارت سے ثابت ہوا تھا کہ علم غیب کلی محیط تفصیلی کا حصول حضور کیلئے ممکن ہے ـــــ اور نانوتوی صاحب کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جو علم بشر کے لیے ممکن تھا وہ سب حضور پر ختم ہو گیا یعنی آپ کو عطا ہو گیا ۔ نتیجہ صاف یہ نکلا کہ حضور کو علم غیب کلی عطا ہو گیا ۔ فللہ الحمد

مسلمان بھائیو! دیکھا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قاہرہ اپنے علم غیب کلی

کا کیسا اقرار اپنے دشمنوں سے کرایا، یہ نانوتوی اور تھانوی صاحبان دونوں سنبھلی صاحب کے پیشوا اور سارے وہابیوں دیوبندیوں، علم غیب رسول کے منکروں کے سرگروہ ہیں مگر اللہ کی شان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قدرت دیکھو کہ "علم غیب" کا اقرار کیسے کھلے لفظوں میں کر رہے ہیں۔ کیوں بھائیو! کیا اس کے بعد مجھے کوئی اور دلیل پیش کرنے کی ضرورت ہے ہم سنبھلی صاحب اگر آپ قرآن کو نہیں مانتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پاک کو نہیں مانتے، صحابہ کرامؓ کے ارشادات اور بزرگان دین کے اقوال کو نہیں مانتے تو اپنے دیوبندی دھرم کے ان پیشواؤں، نانوتوی اور تھانوی صاحبان کی تو مانئے یا آج آپ قسم ہی کھا کے آئے ہیں کہ کسی کی مانیں گے ہی نہیں۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی

(بعد حمد و صلوٰۃ) مولوی حشمت علی صاحب کے لب و لہجہ اور ان کی "مہذب" گفتار کی شکایت تو بالکل فضول ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کی یہ عادت پڑ چکی ہے اور اب اس بدگفتاری کی قباحت کا احساس بھی غالباً ان کو نہیں رہا ہے۔ میری یہ آخری تقریر ہے۔ میں چلتے چلتے انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد اس بارے میں سنا دینا چاہتا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے منافق کی چند علامتیں ایک حدیث میں ارشاد فرمائی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ "اذا خاصم فجر" یعنی منافق کی نشانی ہے کہ وہ نزاعی باتوں میں بدزبانی کرنے لگتا ہے" اللہ تعالیٰ اپنے ہر مسلمان بندے کو اس منافقانہ عادت سے بچائے۔

مولوی صاحب نے اس مرتبہ بڑے ناز سے حضرت مولٰینا نانوتوی قدس سرہٗ اور حضرت مولٰینا تھانوی مدظلہ کی دو عبارتیں پیش کی ہیں اور ایک صریح مغالطہ دے کر دونوں کو ملا کے "علم غیب کلی" ثابت کرنا چاہا ہے۔

اجی جناب! تحذیر الناس کی عبارت میں جس "علم ممکن للبشر" کا ذکر ہے اس سے مراد وہ علم اعلیٰ ہے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منصب خاتمیت مبنی ہے اسی کا تحذیر الناس صفحہ ۱۴ پر ذکر ہے اور وہ بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گیا۔ اگر آپ جان بوجھ کر دھوکہ نہیں دے رہے ہیں تو ذرا تحذیر الناس کی اس عبارت کو سیاق و سباق کے ساتھ دیکھئے آپکو

خود ہی اپنے مغالطہ کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔

دوسری بات یہ سمجھیے کہ حضرت مولٰنا تھانوی صاحب ظلہٗ نے صرف "داخلہ جنت و نار" تک کے علم کو ممکن غیر ثابت الوقوع کہا ہے اور وہ محدود اور متناہی علم ہے اور اس وقت آپ کا دعویٰ "علم کلی" کا ہے جو غیر متناہی ہے اور مقدار و کمیت کے لحاظ سے علمِ الٰہی کے برابر ہے، اور اس کا حصول ہرگز کسی مخلوق کے لیے ممکن نہیں۔ حضرت مولٰنا تھانوی مدظلہٗ تو بھلا اس کو کیوں کر ممکن کہہ سکتے ہیں۔ خود آپ کے پیر و مرشد اعلیٰحضرت فاضل بریلوی اپنے رسالہ الدولۃ المکیہ میں فرماتے ہیں:-

"انا لا ندعی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد احاط بجمیع معلومات اللہ سبحانہ وتعالیٰ فانہ محال للمخلوق" —— (یعنی) ہم ہرگز اس کے مدعی نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام معلومات الٰہیہ کا علم محیط حاصل تھا کیونکہ وہ تو مخلوق کے لیے قطعاً محال ہے۔"

اب میں بھی آپ کی زبان میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر قرآن و حدیث پر آپ کا ایمان نہیں ہے تو اپنے اعلیٰحضرت ہی کی مان لیجیے وہ "علم کلی" کو محال فرما رہے ہیں۔

علیٰ ہذا "صراطِ مستقیم" .... کی عبارت میں بھی آپ نے خوب مغالطہ آفرینی کی ہے۔ فی الحقیقت اس فن میں آپ کو پورا پورا کمال حاصل ہے۔ اس میں یہ کہاں ہے "شغل دورہ کرنے والے کو "جمیع مافی اللوح" کا علم تفصیلی حاصل ہو جاتا ہے اس کے الفاظ (و اطلاع بر لوح محفوظ) کا مقتضا تو صرف "مندرجات لوح" پر فی الجملہ اطلاع ہے اور اگر بالفرض "جمیع مافی اللوح" پر اطلاع مراد ہوتی تب بھی اس سے آپ کا "علم کلی" کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ لوح محفوظ بھی "کل علوم غیر متناہیہ" پر حاوی نہیں ہے اس کی تصریح بھی خود آپ کے اعلیٰحضرت نے اپنی اسی کتاب الدولۃ المکیہ میں کی ہے (دیکھئے الدولۃ المکیۃ ص۳۳ کی آخری سطور)

آپ نے اس تقریر میں قصیدہ بردہ کا ایک شعر اور اسکی شرح میں علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت بھی پیش کی ہے —— اس کا بھی ایک مختصر جواب تو یہی ہے کہ آپ کا دعویٰ اس وقت "علم کلی" کا ہے جو غیر متناہی ہے اور کمیت کے لحاظ سے علم خداوندی کے برابر

ہے اور لوح وقلم کے تمام علوم اس کا لاکھواں کروڑواں حصہ بھی نہیں پس اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ اس شعر سے حضور کے لئے "جمیع مافی اللوح والقلم" کا علم تفصیلی محیط ثابت ہوتا ہے، جب بھی اس سے آپ کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا، کیونکہ لوح وقلم میں جو بھی کچھ ہے، وہ متناہی ہے اور "کل علم غیب" سے اس کو کوئی نسبت نہیں، جیساکہ خود آپ کے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے "الدولۃ المکیۃ" میں لکھا ہے۔

یہ جواب تو اس تقدیر پر ہے کہ اس شعر میں "علم اللوح والقلم" سے "جمیع مندرجات لوح" کا علم تفصیلی محیط مراد ہو لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ یہاں "لوح وقلم" کے کل علوم مراد نہیں بلکہ ان کی معتدبہ مقدار مراد ہے اور یہ مراد لینا اس لئے ضروری ہے کہ اس شعر کا مضمون نصوص شرعیہ کے خلاف نہ ہو ——— علی ہذا علامہ علی قاریؒ کی شرح کی عبارت میں بھی "علم لوح وقلم" سے یہی "علم معتدبہ" مراد ہے نہ کہ ان کے کل علوم کا احاطہ اور اس کی دلیل خود علامہ موصوف کی وہ عبارات ہیں جو میں پہلے پیش کر چکا ہوں جس سے صراحۃً معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ "علم غیب کلی" حاصل تھا اور نہ "جمیع ماکان وما یکون الی یوم القیٰمۃ" کا علم محیط تفصیلی جس پر لوح محفوظ مشتمل ہے

یہ تو آپ کی نئی پیش کردہ چیزوں کا مختصر جواب ہوا ——— میرے دلائل کے جواب میں آپ نے جو کچھ کہا ہے اگرچہ اس کے جواب کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ میں نے پیش بندی کے طور پر پہلے ہی آپکی ان تاویلوں کا جواب دیدیا تھا لیکن پھر مختصراً عرض کئے دیتا ہوں بغور سنئے:۔

میں نے تین آیتیں وہ پیش کی تھیں جنمیں زمین وآسمان کے غیوب کے علم کو حق تعالیٰ کیساتھ خاص بیان کیا گیا ہے اس کے جواب میں آپ نے وہی ذاتی اور عطائی کی لغو اور فرسودہ بات کہی جو میں پہلے ہی عرض کر چکا تھا کہ علم ذاتی تو عالم شہادت کے بھی کسی ذرہ کا غیر اللہ کو نہیں پھر "غیب" اور وہ بھی "غیب السمٰوات والارض" ہی کی کیا خصوصیت ہے؟ ——— بہرحال ان تینوں آیتوں کا مفاد یہی ہے کہ زمین وآسمان کے تمام غیوب کا علم صرف حق تعالیٰ کو ہے۔ الغرض ان آیات میں ذاتی اور عطائی کی تقسیم مدنظر ہی نہیں ہے۔ اگرچہ فی الواقع حق تعالیٰ کے سارے علوم ذاتی ہی ہیں اور عطائی کا اس کی جناب میں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

ایک آیت میں نے "یٰسین شریف" کی "وما علمناہ الشعر" پیش کی تھی اس کے جواب میں بھی آپ نے

وہی فرسودہ بات کہی ہے کہ "اس کا مقصد ملکہ شعر کی نفی کرنا ہے" ـــــ میں پہلے ہی جواب دے چکا ہوں کہ اس کا میرے استدلال پر کوئی اثر نہیں کیونکہ جب یہ مان لیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ملکۂ شعر یعنی بقول آپ کے شعر گوئی کا فن عطا نہیں ہوا تھا تو یہ ثابت ہو گیا کہ حضور کو "علم کلی" عطا نہیں ہوا کیونکہ آپ کے "کلی دعوے" میں تو فن شعر بھی داخل ہے۔ بہرحال اس آیت سے میرا مدعیٰ نہایت روشن طور پر ثابت ہے۔

آخری آیت میں نے سورۂ مائدہ کی پیش کی تھی جس میں مذکور ہے کہ روز قیامت امتوں کے متعلق جب انبیاء علیہم السلام سے سوال ہوگا وہ جواب دیں گے "لاعلم لنا" یعنی ہم کو علم نہیں ـــــ اس کے جواب میں آپ نے بعض ائمہ تفسیر کے حوالے سے یہ نقل کیا ہے کہ روزِ قیامت کی ہولناکیوں کی وجہ سے اس دن انبیاء علیہم السلام کو سخت گھبراہٹ ہوگی اور اسی گھبراہٹ میں ان کو دنیا کی بہت سی باتوں سے ذہول ہو جائے گا اور اسی ذہول و نسیان کی وجہ سے وہ جواب میں "لاعلم لنا" کہیں گے" ـــــ مجھے اس سے انکار نہیں کہ یہ بھی بعض اکابر سے منقول ہے لیکن محققین مفسرین نے اس پر سخت اعتراضات کیے ہیں اور اس کو ضعیف ثابت کیا ہے۔ دیکھیے میرے ہاتھ میں یہ تفسیر کبیر ہے اس میں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ اسی قول کو نقل کر کے اس پر اس طرح تنقید کرتے ہیں:۔

"هذا الجواب وان ذهب اليه جمع عظيم" من الاكابر فهو عندي ضعيف لانه تعالىٰ قال فى صفة اهل الثواب لا يحزنهم الفزع الاكبر، وقال ايضا وجوهٌ يومئذٍ مسفرة ضاحكة مستبشرة بل انه تعالىٰ قال ان الذين امنوا و الذين هادوا والنصارىٰ والصابئين من امن بالله واليوم الاخر وعمل صالحًا فلهم اجرهم عند ربهم ولا خوف عليهم ولا هم يحزنون ٥ فكيف يكون حال الانبياء والرسل اقل من ذالك و معلوم انهم لو خافوا كانوا اقل منزلة من هؤلاء الذين اخبر الله تعالىٰ عنهم انهم لا يخافون البتة" (تفسیر کبیر ص ۴۶۸ / ج ۳)

امام رازی کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ یہ خیال کہ قیامت کے دن حضرات انبیاء

علیہم السلام کو اس قدر گھبراہٹ ہوگی کہ ان کو دنیا میں اپنے ساتھ گزرے ہوئے واقعات بھی یاد نہیں رہیں گے اور اسی گھبراہٹ کے عالم میں وہ سوال خداوندی کے جواب میں "لاعلم لنا کہہ دینگے) اگرچہ بہت سے اکابر نے ظاہر کیا ہے اور وہ حضرات اس آیت کی توجیہہ میں اس طرف گئے ہیں لیکن یہ بہت کمزور خیال ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی شان تو بہت بڑی ہے قرآن پاک تو عام اہل ثواب کے حق میں کہتا ہے کہ وہ "فزع اکبر" سی کچھ بھی پریشان نہیں ہوں گے ——— اور دوسری جگہ فرمایا گیا ہے کہ مومنین صالحین کے چہرے اس روز چمکتے ہوں گے ہشاش بشاش ہوں گے ——— اور ایک اور جگہ فرمایا گیا ہے تمام مومنین صالحین کو وہاں نہ کچھ خوف ہوگا نہ حزن و ملال پس جب کہ حسب بیان قرآن عظیم تمام مومنین صالحین بے خوف ہوں گے اور ہشاش بشاش ہوں گے تو پھر انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ وہاں اس قدر سراسیمہ اور پریشان ہوں کہ دنیا میں اپنے اوپر گزرے ہوئے واقعات کا بھی ذہول ہو جائے اور وہ بھی انہیں یاد نہ رہیں۔

علامہ خازن نے بھی اس بارہ میں یہی خیال ظاہر کیا ہے وہ اس قول کو نقل کر کے فرماتے ہیں،

وھذا فیہ ضعف و نظر لان اللہ تعالیٰ قال فی حق الانبیاء لا یحزنھم الفزع الاکبر (تفسیر خازن ص۸۹ ج۲) یعنی یہ خیال بہت کمزور ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے حق میں خود حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ان کو "فزع اکبر" (بڑی گھبراہٹ) کا کوئی غم نہ ہوگا۔

پھر میں کہتا ہوں کہ اگر بالفرض اور انبیاء علیہم السلام کے متعلق یہ بھی تسلیم کر لیا جائے کہ ان کو وہاں کچھ خوف و ہراس ہوگا، تو خاتم النبیین شفیع المذنبین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تو کہیں بھی ثابت نہیں کہ قیامت کے دن آپ پر بھی ایسا خوف و ہراس اور ایسی گھبراہٹ طاری ہو کہ اپنے واقعات اور معلومات کا ذہول ہو جائے۔ ذرا سوچئے تو کہ آپ اپنے خانہ ساز عقیدہ کی حمایت کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی عظیم الشان اس فضیلت کو قربان کر رہے ہیں جو احادیث صحیحہ سے آپ کے لیے ثابت ہے کہ قیامت میں جبکہ ساری مخلوق پریشان اور سراسیمہ ہوگی تو آپ کو اس وقت بھی پوری استقامت اور دلجمعی حاصل ہوگی۔

آپ نے سورۂ مائدہ کی اس آیت کا جواب دیتے ہوئے ضمناً ایک یہ آیت بھی پیش کی ہے

"اذا جئنا من كل امة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيداً" اور امم سابقہ کے متعلق حضورؐ کی شہادت سے یہ نتیجہ نکالنا چاہا ہے کہ حضور اقدسؐ کو "علم کلی" تھا ——— کاش آپ نے کچھ غور کیا ہوتا۔ قرآن پاک میں تو یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت بھی اگلی امتوں کے متعلق شہادت دے گی چنانچہ ارشاد ہے " وكذالك جعلناكم امة وسطاً لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيداً" پس اگر اس شہادت سے "علم کلی" ثابت ہوتا ہے تو پھر ہر امتی کے لیے بھی "علم کلی" مانیئے! اور سب کو "عالم الغیب" بنا دیجیے!

بندۂ خدا اس شہادت کی تفصیل تو خود حدیث پاک میں بھی وارد ہوئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "حضرت نوح علیہ السلام وغیرہ کی بعض اگلی کافر امتوں کا معاملہ جب بارگاہ خداوندی میں پیش ہوگا اور ان کے پیغمبر یہ شہادت دیں گے کہ "ہم نے ان کو آپکا پیغام پہنچایا تھا مگر انہوں نے تکذیب کی اور انکار کیا" تو وہ لوگ صاف مکر جائیں گے اور کہیں گے کہ "ما جاءنا من نذیر" یعنی ہمارے پاس کوئی نبی نہیں پہنچا۔ اس پر ان پیغمبروں سے فرمایا جائے گا کہ کیا آپ کوئی گواہ پیش کر سکتے ہیں؟ تو وہ کہیں گے کہ ہاں آپ کے محبوب ترین پیغمبر حضرت محمدؐ اور انکی امتؐ ہمارے گواہ ہیں۔ چنانچہ پہلے حضور کی امت گواہ کی حیثیت سے پیش ہوگی اور گواہی دیگی۔ اس پر ان منکر قوموں کی طرف سے یہ اعتراض ہوگا کہ یہ تو ہزاروں برس بعد دنیا میں پیدا ہوئے تھے انہیں ہمارے معاملہ کی کیا خبر اور انکی گواہی کا کیا اعتبار، اس پر یہ جواب دیں گے کہ اللہ تعالےٰ کے صادق و مصدق پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خبر دی تھی اور ان کی خبر میں غلطی کا احتمال نہیں اس پر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طلب ہونگے اور آپ اپنی امت کے بیان کی تصدیق فرمائیں گے کہ ہاں بیشک میں نے انکو خبر دی تھی اور مجھے یہ چیز وحی الٰہی سے معلوم ہوئی تھی۔

بہرحال یہ ہے حقیقت اس شہادت کی جس سے آپ علم کلی ثابت فرمارہے ہیں ——— معلوم نہیں کہ آپ نے یہاں کے حاضرین کو اتنا بیوقوف کیوں سمجھ لیا ہے جو آپ ایسے صریح مغالطے دینے کی جرأت کرتے ہیں۔

میں نے حضرات فقہاء کرام کی جو بعض عبارات عقیدۂ "علم غیب کلی" کے کفر ہونے کے متعلق پیش کی تھیں ان کے جواب میں آپ نے عجیب غریب مضحکہ خیز خبط کا ثبوت دیا ہے پہلے تو آپ نے

یہ کہا کہ یہ قول "ضعیف" اور "غیر مفتیٰ بہٖ" ہے اور پھر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی فرمایا کہ "ان عبارات میں علم غیب ذاتی کے عقیدہ کو کفر کہا گیا ہے تو گویا آپ کے نزدیک "علم ذاتی" کا عقیدہ رکھنے والے کو کافر کہنا بھی ضعیف اور غیر مفتیٰ بہ قول ہے — "لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم" بندہ خدا کچھ تو سوچ سمجھ کے بات کہا کیجیے یا محض بولے جانے کا نام آپ نے مناظرہ سمجھا ہے — شامی کی عبارت پیش کر کے بھی آپ نے اپنی خوش فہمی کا ثبوت دیا ہے اس سے تو خود میرا دعوےٰ اور ثابت ہوتا ہے — دیکھئے غور کیجیے اس میں "ملتقط" وغیرہ کے حوالہ سے جو نقل کیا گیا ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ نکاح کے مذکورہ بالا مسئلہ میں تکفیر نہ کی جائے کیونکہ بعض غیوب کا علم تو انبیاء علیہم السلام کے لیے ثابت ہے۔ شامی کے لفظ اس موقعہ پر یہ ہیں "ان الرسل یعرفون بعض الغیب" — الغرض اس عبارت کا مفاد خود یہی ہے کہ جب کوئی شخص "بعض علم غیب" کا عقیدہ رکھتے ہوئے حضورؐ کو گواہ قرار دے کر نکاح کرے تو وہ کافر نہ ہو گا — اس سے تو میرے اس دعوے کی اور تائید ہو گئی کہ "علم غیب کلی" کا عقیدہ رکھنے کی صورت میں وہ کفر سے نہیں بچ سکے گا۔ بہر حال صاحب "ملتقط" وغیرہ حضرات کی عدم تکفیر کی جو رائے ہے وہ "بعض غیب" کا عقیدہ رکھنے والے کے حق میں ہے نہ کہ علم غیب کلی کا عقیدہ رکھنے والے کے حق میں میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ فقہاء حنفیہ میں کسی ایک ایسے بزرگ کا نام نہیں بتا سکتے جنہوں نے "علم غیب کلی" کے عقیدہ کے کفر ہونے سے اختلاف کیا ہو اور کیونکر کوئی اس سے اختلاف کر سکتا ہے جب کہ وہ تمام امت کا اجماعی مسئلہ ہے آپ حضرت علامہ علی قاریؒ کی تصریح سن چکے "ومن اعتقد تسویۃ علم اللہ ورسولہ یکفر اجماعًا کما لا یخفی"، یعنی جو ایسا اعتقاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم برابر ہے یعنی اللہ کی طرح حضورؐ کو بھی "علم کلی" حاصل ہے، وہ بالاجماع کافر ہے۔"

لیجئے! آپ کی تمام قابل جواب چیزوں کا جواب میں دے چکا فضولیات اور لغویات کا جواب مجھے دینا نہیں ان کو حاضرین کے ایمان و انصاف پر چھوڑتا ہوں اور چونکہ یہ میری آخری تقریر ہے اس لئے میں اب کوئی نئی دلیل پیش کرنا نہیں چاہتا۔ البتہ حاضرین کرام سے اللہ و رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پر اپیل کرتا ہوں کہ وہ ایمان کی روشنی میں فیصلہ کریں —

اگر کچھ نہیں تو کل سے آج تک یہ اندازہ انہوں نے ضرور کیا ہوگا کہ مولوی حشمت علی صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں جتنی بھی آیتیں اور حدیثیں یا اکابر امت کے ارشادات پیش کیے الحمد للہ اس ناچیز نے اُن سب کے تحقیقی اور تشفی بخش جوابات دیئے اور ادھر سے جو چیزیں پیش کی گئیں ان میں سے کسی ایک کا بھی صحیح جواب ادھر سے نہیں ہو سکا اور یہ اس لئے کہ میں نے بعونہ تعالیٰ صرف وہی دلائل پیش کئے جو بالکل اٹل تھے اور جن میں کوئی تاویل و توجیہ چل ہی نہیں سکتی تھی ——— مجھے اس سے انکار نہیں کہ میرے فریق مقابل مولوی حشمت علی صاحب نے بھی اس کی کوشش کی کہ میرے دلائل و براہین کا جواب دیں اور ہر ہی دلیل کے متعلق انہوں نے کچھ نہ کچھ ضرور کہا لیکن بحمد اللہ میں نے ہر چیز کا جواب الجواب دیا اور ان کے ہر مغالطہ اور ہر تاویل و تحریف کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا۔ یہاں تک کہ الحمد للہ ثم الحمد للہ حق واضح سے واضح تر ہوگیا اور اس مناظرہ میں یہ مسئلہ "علم غیب" اس قدر صاف ہوگیا کہ اب ہمارے جو مخالفین یہاں موجود ہیں۔ اور انہوں نے کل اور آج کی ساری بحث سنی ہے اب ان کے لیے بجز توبہ کے کوئی چارہ نہیں اور اگر وہ اب خدا کے یہاں یہ عذر کریں گے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "علم غیب کلی" کا یہ عقیدہ کسی غلط فہمی سے یا اپنے مولویوں کے کہنے سے قائم کر لیا تھا تو ان کا یہ عذر ہرگز مسموع نہ ہوگا اس حق افروز مناظرہ نے ان پر خدا کی حجت تمام کر دی اور آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہوگیا کہ "علم غیب کلی" کا عقیدہ بالکل بے اصل اور محض بے دلیل ہے بہت سی قرآنی آیات اور بکثرت احادیث نبوی کے صریح خلاف ہے، ایسا عقیدہ رکھنا اللہ کی کتاب عزیز قرآن پاک سے کھلی بغاوت، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کی صریح مخالفت ہے اور اسی واسطے فقہاء حنفیہ کی تصریحات کے مطابق کفر ہے بلکہ بقول علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ایسے عقیدہ رکھنے والوں کے کافر ہونے پر امت کا اجماع ہے۔ قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

لہٰذا جن لوگوں کا اب تک ناواقفی کی وجہ سے یہ عقیدہ تھا میں ان سے پورے اخلاص اور دلسوزی کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ وہ ضد اور سخن پرستی کو چھوڑ کر حق کو قبول کریں یہاں عزت ذلت اور ہار جیت کا سوال نہیں ہے بلکہ اپنی عاقبت کا سوال ہے، عزت اسی کی ہے جو خدا سے ڈر کر حق کو قبول کرلے اور اس سے زیادہ ذلت اور خسارہ کسی کے لیے نہیں جو اپنی جھوٹی عزت کا بھرم قائم رکھنے کیلئے حق واضح ہو جانے پر

بھی باطل پر چھا رہا ہے الا ان عذاب اللہ شدید"

میرے شاہد

اب میں آخر میں اپنے دلائل بلکہ اپنے گواہوں کی اجمالی فہرست پیش کر کے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں سنئے! میرے "شاہد" جن کے ارشادات و بیانات سے میرا دعویٰ ثابت ہوتا ہے یہ ہیں:۔

حق تعالیٰ جل جلالہٗ

(۱) جس کی کتاب عزیز سے آج اور کل کے مناظرہ میں میں نے بیس آیات اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیں

حضرات انبیاء و مرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہم

(۲) حضرت سید الرسل خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم (جن کی بہت سی احادیث کریمہ پیش ہوئیں)

(۳) حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام (۴) حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام (۵) حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام (شب معراج کے متعلق حضرت ابن مسعود والی جو حدیث مسند احمد وغیرہ کے حوالہ سے پیش ہو چکی ہے اس میں ان تینوں حضرات کا اس امر پر اتفاق مذکور ہے کہ وقت قیامت کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں)

ملئکۃ اللہ سلامہ علیہم

(۶) سیدنا حضرت جبریل امین علیہ السلام (حدیث جبریل میں آپ کی شہادت مذکور ہوئی)

(۷) حضرت عزرائیل یعنی ملک الموت (ان کی شہادت خلیفہ منصور کے خواب والی اس روایت سے معلوم ہوئی جو تفسیر مدارک کے حوالہ سے پیش ہو چکی ہے)

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

(۸) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (جنکی شہادت آیت "وما علمناہ الشعر" کی تشریح کے سلسلہ میں مذکور ہوئی)

(۹) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (جن کی روایت سے حدیث جبریل مروی ہے)

(۱۰) حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ (آپ کا ارشاد "بعث اللہ نبیاً حبشیاً وھو ممن لم یقص علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم" مذکور ہو چکا ہے)

(۱۱) حضرت عبداللہ بن مسعود (جن کی روایت سے شب معراج کا انبیاء علیہم السلام کا مذاکرہ دربارۂ علم قیامت مذکور ہوا)

(۱۲) حضرت جابر بن عبداللہ (جنکی روایت دربارہ عدم علم قیامت صحیح مسلم کے حوالہ سے پیش ہو چکی ہے)
(۱۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ (آپ کے متعدد فیصلہ کن ارشادات پیش ہو چکے ہیں)
(۱۴) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ (آپکی روایت دربارہ عدم علم قیامت مسند احمد کے حوالہ سے پیش ہو چکی ہے)
(۱۵) حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ (آپ کی روایت علوم خمس کے متعلق مذکور ہو چکی ہے)
(۱۶) رجل من بنی عامر من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم (آپکی حدیث بھی علوم خمس ہی کی بحث میں مذکور ہو چکی ہے)
(۱۷) حضرت بریدہؓ (آپ کی روایت بھی علوم خمس ہی کے متعلق مذکور ہو چکی ہے)

حضرات ائمہ مفسرین و محدثین و فقہاء امت

(۱۸) حضرت قتادہؒ تابعی (۱۹) حضرت سدی کبیرؒ تابعی (۲۰) حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ تابعی (۲۱) حضرت امام احمدؒ (۲۲) امام بخاریؒ (۲۳) امام مسلم (وغیرہ حضرات جنہوں نے وہ احادیث روایت کیں جو ابتک پیش ہوئیں)

مفسرین عظام میں (۲۴) امام ابن جریر (۲۵) امام ابن کثیر (۲۶) امام بغوی (۲۷) امام رازی (۲۸) علامہ خازن (۲۹) علامہ نسفی (۳۰) علامہ ابوالسعود (۳۱) قاضی بیضاوی (۳۲) خطیب شربینی (۳۳) علامہ معین بن صفی (۳۴) علامہ جلال الدین سیوطی (۳۵) جلال الدین محلی (۳۶) حضرت شاہ عبدالعزیزؒ (ان تمام حضرات کی عبارات مختلف آیات کی تفسیر میں پیش ہو چکی ہیں)

محدثین اور شارحین حدیث میں (۳۷) حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (۳۸) علامہ بدرالدین عینیؒ (۳۹) علامہ قسطلانیؒ (۴۰) شیخ الاسلام زکریا صاحب تحفۃ الباری شرح بخاری (۴۱) علامہ علی قاریؒ (۴۲) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ (ان تمام حضرات کی تصریحات پیش کی جا چکی ہیں)

فقہاء کرام میں سے علاوہ سید الفقہاء امام اعظم حضرت ابوحنیفہؒ کے ان حضرات کی عبارات پیش ہو چکی ہیں (۴۳) امام ابن ہمامؒ (۴۴) علامہ ابن نجیم صاحب بحر (۴۵، ۴۶) قاضی خان و صاحب خلاصۃ الفتاویٰ (جن کے حوالہ سے بحر میں نکاح کا مسئلہ نقل ہوا) (۴۷) صاحب در مختار (۴۸) علامہ شامیؒ۔

(۴۹) **ائمہ طریقت اور طبقہ عارفین میں** سب سے زبردست اور فیصلہ کن شہادت قطب ربانی سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی ہے جو پوری تفصیل سے پیش ہو چکی ہے۔

میرے یہ انچاس ۴۹ شاہد تو وہ ہیں جو ہمارے اور آپ کے درمیان یکساں مسلم ہیں ـــ پچاسویں ۵۰ شہادت پیر مہر علی شاہ صاحب کی سمجھ لیجئے اور میرا اکیاونواں ۵۱ گواہ اپنے اعلیٰ حضرت خاں بریلوی کو سمجھ لیجئے

جن کی متعدد صاف صریح شہادتیں "علم کلی" کے خلاف میں پیش کر چکا ہوں "
اپنے ان معزز اور مسلم الثبوت گواہوں کی یہ فہرست پیش کرنے کے بعد میں اپنے مخاطب مولوی حشمت علی صاحب اور ان کے اعوان و انصار کو ببانگ دہل چیلنج کرتا ہوں :۔

اولئك اٰبائی فجئنی بمثلهم اذا جمعتنا یا "حریف" المجامع

یہ آخری تقریر ختم کرتے ہوئے میں پھر ایک دفعہ اپنے مخالفین کو محض للّٰہی نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سخن پرستی اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر محض اللہ کے لیے حق و ناحق کو پہچاننے کی کوشش کریں اور جس عقیدہ کا باطل اور خلاف کتاب و سنت و خلاف ائمہ امت ہونا آفتاب نیمروز کی طرح واضح ہو چکا اور جس کے کفر ہونے پر وہ فقہا کی تصریحات بلکہ علامہ علی قاریؒ کی زبان سے اجماع امت کا حوالہ بھی سن چکے ہیں اس سے تائب ہو کر وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل کریں کہ اسی پر انسان کی نجات کا مدار ہے ؎

باز آ، باز آ ہر چہ ہستی باز آ، کافر و گبر و یہودی ہر چہ ہستی باز آ،
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین وصلی اللہ وسلم علی خیر خلقہ ونور عرشہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

از مرتب غفر لہٗ حضرت مولانا نعمانی صاحب ظلہٗ کی اس آخری تقریر کا موافقین و مخالفین سب پر گہرا اثر پڑا، معاند مخالفین نے اپنی فاحش شکست محسوس کی اور موافقین یعنی گروہ اہل سنت و جماعت کا اور زیادہ شرح صدر ہو گیا اور انہوں نے فرط جوش و مسرت میں اللہ اکبر حق کا بول بالا، اور اسلام زندہ باد، مولانا محمد منظور نعمانی زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگائے جس سے میدانِ مناظرہ گونج اٹھا۔ مخالفین کو اوّل تو مولانا نعمانی کی اس آخری تقریر ہی نے بہت زیادہ سراسیمہ اور شکستہ دل کر دیا تھا پھر اہل سنت کے اس فاتحانہ مظاہرے نے اور بھی ان کی کمر توڑ دی۔ اس وقت مولوی حشمت علی صاحب اور ان کے رفقاء کی صورتیں قابل دید تھیں اہلسنت فرط مسرت سے اس قدر از خود رفتہ ہو رہے تھے کہ صدر اہل سنت جناب

مولینا عبد الحنان صاحب اور مولینا نعمانی کے کوشش کرنے کے باوجود نعروں کا مظاہرہ کئی منٹ تک جاری رہا اور بڑی جدوجہد کے بعد جلسہ میں سکون پیدا کیا جا سکا۔ مولوی حشمت علی صاحب اس منظر سے اس قدر جھنجلا گئے تھے کہ گویا انہیں کچھ خبر ہی نہیں رہی تھی کہ اب مجھے کیا کہنا چاہیئے اسی جھنجلاہٹ کے عالم میں آپ نے اس طرح تقریر شروع فرمائی۔

مولوی حشمت علی صاحب

بھائیو! آپ نے سنبھلی صاحب کی شرارت اور چالاکی دیکھی اپنی شرمناک شکست پر پردہ ڈالنے کے لیے خود ہی تو اپنے ساتھ والوں سے نعرے لگوائے اور پھر خود ہی دوسروں کو دھوکہ دینے کے لئے کہتے ہیں کہ بھائیو! چپ رہو، خاموش ہو جاؤ! ارے سنبھلی صاحب! میں آپ کی ان چالوں کو خوب سمجھتا ہوں —— آپ کو شرم نہیں آتی آپ ہم کو توبہ کا وعظ کہتے ہیں آپ کو اور آپکے بڑوں کو تو حرمین شریفین تک کے علماء نے کافر کہا ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں آپ کے بڑوں نے جو بدگوئیاں کی ہیں کیا وہ آپ کو یاد نہیں رہیں اور کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ دنیا ان کو بھول گئی، اب تک تو صرف حضور کے علم غیب شریف کی بحث ہوئی، اب لیجئے میں آپ کے ناپاک عقیدوں کا پول کھولتا ہوں۔ بھائیو! سنبھلی صاحب کے مقتدا بلکہ سارے وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی نے اپنی کتاب براہین قاطعہ میں شیطان کے لیے تو علم کی وسعت کو تسلیم کیا ہے اور حضورؐ کی وسعت علم سے انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ شیطان کے علم کی وسعت نص سے ثابت ہے اور حضورؐ کے علم کی وسعت کی کوئی دلیل نہیں ذرا سنئے! اس کی اصل عبارت یہ ہے:۔

"شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

دیکھیے! اس عبارت میں شیطان اور ملک الموت کی وسعت علمی پر تو ایمان لایا جا رہا ہے اور حضورؐ کی وسعت علمی سے قطعی انکار کیا جا رہا ہے بلکہ اس کو شرک بتلایا جا رہا ہے بھائیو! کیا کوئی مسلمان ایسی ناپاک بات منہ سے نکال سکتا ہے، اور سنئے! سنبھلی صاحب

بلکہ سارے وہابیوں کے ایک دوسرے زندہ پیشوا اور تمام دیوبندیوں کے مقتدا اشرف علی تھانوی نے اپنی کتاب حفظ الایمان میں لکھا ہے کہ جیسا علم غیب حضور اقدس علیہ السلام کو ہے ایسا ہر زید و عمرو اور ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ جانوروں حتیٰ کہ کتوں بلیوں کو بھی ہے۔ یہ دیکھئے میں ان کی اصل عبارت پڑھتا ہوں......

از مرتب غفرلہ مولوی حشمت علی صاحب کی یہ بے جوڑ اور جلالی تقریر یہاں تک ہی پہنچی تھی کہ مولانا نعمانی مدظلہ، کھڑے ہو گئے اور آپ نے مولوی حشمت علی صاحب کی تقریر میں مداخلت کرتے ہوئے پُر زور طریقہ پر کہا جناب! یہ مناظرہ مسئلہ "علم غیب نبوی" پر ہو رہا ہے اور یہ آپ کی آخری تقریر ہے جس کے بعد میری کوئی تقریر نہیں ہے۔ لہذا اس میں تو آپ اصولاً مسئلہ "علم غیب" کے متعلق بھی کوئی نئی چیز پیش نہیں کر سکتے چہ جائیکہ آپ اپنی کھلی شکست پر پردہ ڈالنے کے لیے براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی عبارات کی بحث شروع کر رہے ہیں جس کا یہاں کے موضوع سے کوئی تعلق نہیں۔ درحقیقت یہ آپ کی انتہائی عاجزی اور چالاکی کی دلیل ہے کہ جب میرے براہین قاہرہ کا کوئی جواب آپ کے پاس نہیں ہے اور جب آپ کی آخری تقریر ہے اور آپ کو اطمینان ہے کہ اس کے بعد محمد منظور کو جواب ہی کا بھی موقع نہیں ملے گا تو آپ ایک بالکل نئی بحث شروع کر رہے ہیں —— آپ اس آخری تقریر میں ہرگز اس قسم کی کوئی نئی بات کہنے کے مجاز نہیں ہیں —— علاوہ ازیں عبارات براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی اس بحث کے تو ذکر سے بھی آپ کو شرم آنی چاہیئے کیونکہ ان کے متعلق میرا آپ کا تحریری مناظرہ جاری ہے اور ان کتابوں کی عبارات پر آپ حضرات کے جو بیہ اعتراضات ہیں میں ان کا مفصل اور کافی شافی رد لکھ کر اب سے تین سال پہلے "معرکۃ القلم" کے عنوان سے شائع بھی کر چکا ہوں اور آپ کی جماعت کے تمام ذمہ دار حضرات کو اور خاص طور پہ آپ کو مخاطب کر کے اس کے جواب الجواب کی بارہا دعوت دے چکا ہوں مگر آج تک آپ کی ساری

جماعت اس کے جواب سے عاجز ہے ـــــــ خود آپ نے میرے مطالبہ اور کھلے چیلنج ہی سے مجبور ہو کر جمادی الاولیٰ ۱۳۵۴ھ میں اس کا جواب لکھنے کا اعلان کیا تھا اور جواب ہی کے دعوے پر مجھ سے اس کا ایک نسخہ منگوایا تھا جو اسی وقت میں نے رجسٹری سے بھیج دیا تھا اور اس کی رسید بھی آپ نے مجھ کو لکھ دی تھی جو یہاں بھی میرے پاس موجود ہے لیکن اس واقعہ کو ڈیڑھ برس گزر گیا مگر ابھی تک آپ اس کا جواب نہیں دے سکے پس جب تک کہ آپ "معرکۃ القلم" کے جواب سے سبکدوش نہ ہو جائیں اس وقت تک تو آپ کو اس بحث کے تذکرہ سے بھی شرمانا چاہیئے ـــ بشرطیکہ آپ کے نزدیک حیاء و شرم کوئی چیز ہو ـــــــ بہر حال اس آخری تقریر میں آپ کو براہین قاطعہ و حفظ الایمان وغیرہ کی کسی نئی بحث کا کوئی حق نہیں، ہاں اگر فی الحقیقت آپ ان مباحث پر بھی گفتگو کرنا چاہتے ہیں، تو ایک صورت یہ ہے کہ "علم غیب" کی بحث تو اب ختم ہو گئی اب ان دوسری بحثوں کے لئے ابھی وقت طے کر لیجئے میں حاضر ہوں اور ابھی دن کا کافی حصہ باقی ہے۔ انشاء اللہ حاضرین کو ان مباحث کی حقیقت بھی معلوم ہو جائے گی اور پتہ چل جائے گا کہ کس کے عقیدے گندے ہیں ؟ کون اصل مجرم ہے ؟ اور کون مفتری و کذاب ہے ؟ لیکن خلط مبحث کے طور پر اس تقریر میں آپ ہرگز کوئی نئی بحث شروع نہیں کر سکتے اس میں تو اگر آپ کو کچھ کہنا ہو تو صرف علم غیب ہی کے متعلق کہہ سکتے ہیں اور اسی کے متعلق سنا جا سکتا ہے ؛"

حضرت مولانا نعمانی جس وقت یہ تقریر فرما رہے تھے اور جس وقت آپ معرکۃ القلم کے جواب کا مطالبہ کر رہے تھے۔ مولوی حشمت علی صاحب نے ایک نیا رسالا نکالا ، اور ایک عجیب اور قابل دید انداز میں اس کا ایک گوشہ پکڑ کر لٹکاتے ہلاتے رہے اور جب مولانا نعمانی اپنی مندرجہ بالا تقریر ختم فرما چکے تو آپ نے کہا لیجئے! آپ کے معرکۃ القلم کا جواب یہ موجود ہے ـــــــ مولانا محمد منظور صاحب نعمانی نے سمجھا اور تمام حاضرین

کو بھی یہی خیال ہوا کہ مولوی حشمت علی صاحب جو رسالہ پیش کر رہے ہیں، وہ واقعی "معرکۃ القلم" کا جواب ہوگا۔ چنانچہ مولانا نے فرمایا کہ آپ کو یہ جواب چھپنے کے بعد سب سے پہلے میرے پاس بھیجنا چاہیئے تھا اگر میرے پاس پہنچ چکا ہوتا تو بعون اللہ اب تک اس کا جواب الجواب بھی تیار ہو چکا ہوتا خیر! اب یہ مجھے دے دیجئے اور جی چاہے تو ہاتھ کے ہاتھ نقد جواب زبانی سن لیجئے! اور اگر تحریری جواب مطلوب ہو تو انشاء اللہ جلد سے جلد "الفرقان" میں ملاحظہ فرما لیجئے گا ——— ،، مولوی حشمت علی صاحب نے فرمایا ——— "میں ابھی آپ کے پاس بھیجتا ہوں" ——— مولوی حشمت علی صاحب کے وقت کا زیادہ حصہ اسی گفتگو میں گزر گیا۔ اس کے بعد انہوں نے مولانا نعمانی مدظلہ کے فرمانے کے مطابق براہین قاطعہ اور حفظ الایمان کی عبارات کی بحث چھوڑ کر "علم غیب" کے متعلق اپنے پہلے پیش کیے ہوئے دلائل کی فہرست پیش کرنی شروع کی اور ان آیات و احادیث اور اقوال و عبارات کو گنانا شروع کیا جو وہ دونوں دن کے مناظرہ میں پیش کر چکے تھے لیکن ابھی یہ فہرست پوری بھی نہ ہوئی تھی کہ طے شدہ وقت ختم ہو گیا۔

موصوف وقت ختم ہو جانے کے باوجود تقریر کو ابھی جاری رکھنا چاہتے تھے، مگر مقامی ذمہ داران امن نے (جنہوں نے پہلے مناظرہ کا انتہائی وقت فریقین کے کہنے کے مطابق نوٹ کر لیا تھا) آپ کو روک دیا اور اس طرح آپ اپنے دلائل کی پوری فہرست بھی پیش نہ کر سکے ——— ہم ناظرین کرام سے درخواست کریں گے کہ وہ اس پوری روئداد کو ملاحظہ فرما کر ان کے تمام دلائل پر پھر ایک اجمالی نظر ڈال لیں تاکہ وہ پوری عبارت ان کے سامنے آجائے

مولوی حشمت علی صاحب کی اس آخری تقریر کے اختتام پر جب مجلس مناظرہ برخاست ہونے لگی تو مولینا نعمانی مدظلہ نے پھر ان سے فرمایا کہ جناب وہ "معرکۃ القلم" کا جواب ابھی تک میرے پاس نہیں پہنچا ——— انہوں نے جواب دیا کہ "میں ابھی بھیجتا ہوں ——— چند منٹ کے بعد جب وہاں سے قیام گاہ کی طرف واپسی ہونے لگی تو پھر ان سے کہا گیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک آدمی کو ابھی دے دیا وہ آپ کو دے دیں گے۔

چنانچہ قیام گاہ پر پہنچنے کے بعد جب وہ رسالہ مولنا کے پاس پہنچا تو یہ دیکھ کر حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کہ اس رسالہ کا کوئی تعلق "معرکۃ القلم" سے نہیں تھا اور نہ وہ مولوی حشمت علی صاحب کا تصنیف کردہ ہی تھا ــــ بلکہ مولوی سردار احمد گورداسپوری مدرس مدرسہ رضاخانیہ بریلوی کا نام اس پر بحیثیت مصنف لکھا ہوا تھا ــــ سب لوگ مولوی حشمت علی صاحب کی اس دیدہ دلیری، اور دن دہاڑے اس دھوکہ بازی کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

گورداسپوری صاحب کے اس رسالہ کا نام تھا "موت کا پیغام دیو بندی مولویوں کے نام" حضرت مولنا مدظلہٗ نے یہ رسالہ اسی وقت جواب کے لیے ناچیز راقم الحروف کے حوالہ فرمادیا اور اس عاجز نے بعون اللہ انہی ایام میں اس کا جواب "جہنم کی بشارت" لکھ دیا جو پہلے مجلہ جلیلہ "الفرقان" میں اور اس کے بعد کتابی شکل میں بھی شائع ہو گیا۔ فللہ الحمد

یہ ہیں "مناظرۂ سلانوالی" کے کوائف

جو لوگ اس مناظرہ میں شریک تھے انہوں نے تو حق و ناحق کے اس معرکہ کو برای العین دیکھا اور امید ہے کہ دوسرے لوگ اس روئداد کے مطالعہ سے بھی قریب قریب وہی لطف اٹھا سکیں گے اور وہی فائدہ حاصل کر سکیں گے۔ کیونکہ ہم نے ہر فریق کے دلائل اور ہر مناظر کی تقریروں کو کمال دیانت داری سے پیش کرنے کی پوری پوری سعی کی ہے۔ اس پر بھی جو کوتاہی رہ گئی ہو اس کے لیے بھی ہم اپنے پروردگار سے عفو خواہ ہیں۔

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ..... ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ، واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولنا فانصرنا علی القوم الکٰفرین ط

وانا العبد المذنب

احقر عباد اللہ محمد عطاء اللہ کان اللہ لہ